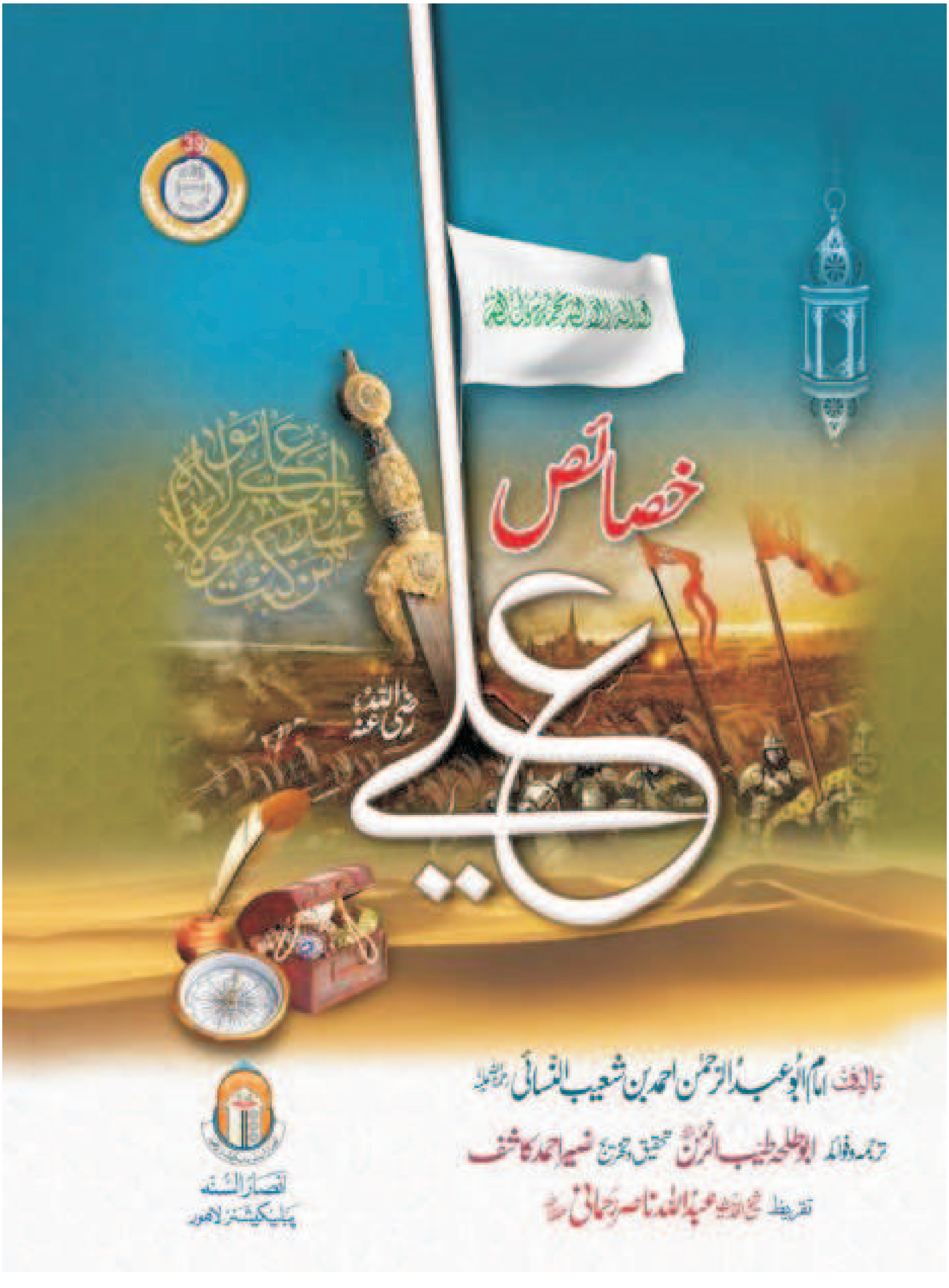

خصائص
علی
رضی اللہ عنہ
تالیف امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی
ترجمہ و فوائد ابو طلحہ طیب الرحمن تحقیق و تخریج نسیم احمد کاشف
تقریظ شیخ الحدیث عبد اللہ ناصر رحمانی
انصار السنہ
پبلیکیشنز لاہور

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ، وَالصَّلاةُ وَالسَّلامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ، أَمَّا بَعد!

اللہ عزوجل نے لوگوں کی رشد و ہدایت کے لیے انبیاء ورسل دین حق کے مبلغ اور داعی بنا کر بھیجے۔ ان کے مخالفین راہ حق سے برگشتہ کرنے کے لیے ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتے رہے۔ گمراہی وضلالت سے بچنے اور راہ ہدایت پر مستقیم رہنے کا ہر دور میں ایک ہی اصول اور ضابطہ رہا کہ اللہ تعالیٰ کے فرامین کی تعمیل اور اُس وقت کے پیغمبر کا اتباع کیا جائے۔ اللہ کے ہر پیغمبر علیہ السلام کی اس دعوت کو قرآن نے بیان کیا ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ﴾ (آل عمران : 50) ''اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔'' خاتم النّبیین جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے بھی وحی کی اتباع کو راہ حق پر قائم رہنے اور گمراہی سے تحفظ کا ضامن قرار دیا۔

((تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابُ اللّٰهِ وُسُنَّةُ رَسُوْلِهِ .))

(مؤطا مالك : 321/2)

''میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک ان کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے گمراہ نہیں ہو گے: ایک اللہ کی کتاب، اور دوسرے اس کے رسول کی سنت۔''

اہل اسلام کو اس پر عمل کی دعوت دی گئی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے آپ کو قولاً وفعلاً قرآن وحدیث کے سانچے میں ڈھال دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عزت وشرف سے نوازا اور ان کے ایمان کو نمونہ قرار دیا۔

﴿فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا﴾ (البقرة : 137)

''پس اگر وہ اس چیز پر ایمان لائیں جس پر تم ایمان لائے ہو تو یقیناً وہ ہدایت پا گئے۔''

دین و دنیا کے تمام امور کو کتاب وسنت کے تناظر میں دیکھنا ضروری ہے۔ ہماری زندگی کے تمام معاملات کا حل اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی احادیث مبارکہ میں موجود ہے۔ امت مسلمہ کے افتراق و انتشار کا سبب کتاب و سنت سے دوری ہے۔ نتیجتاً یہ خلیج بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ حالانکہ فی زمانہ ہر زبان میں قرآن کے تراجم و تفاسیر اور کتب احادیث کے مختلف زبانوں میں ترجموں نے ایک عام انسان کے لیے کتاب وسنت تک رسائی کو آسان بنا دیا ہے۔ اہل علم نے ہر دور کے تقاضوں کے مطابق عوام الناس کی راہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ محدث الامام ابوعبدالرحمٰن بن شعیب النسائی (متوفی: 303ھ) کی عظیم الشان تصنیف ''خصائص علی رضی اللہ عنہ'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ کتاب چونکہ عربی زبان میں تھی تو اس کا اردو ترجمہ اور احادیث کی علمی تحقیق و تخریج اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم سے ''ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز''

نے خوبصورت انداز میں شائع کی ہے تاکہ اُردو خواں طبقہ اس سے استفادہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ فضیلۃ الشیخ ابوطلحہ طیب الرحمٰن حفظہ اللہ کو جنہوں نے اس عظیم کتاب کا سلیس اردو ترجمہ کیا اور علمی تحقیق وتخریج کا کام نصیر احمد کاشف حفظہ اللہ نے بطریق احسن سرانجام دیا۔ ہم ان کے شکر گزار ہیں جن کی محنت اور لگن سے یہ کام منظر عام پر آیا۔ کتاب اگرچہ مختصر ہے لیکن فوائد سے خالی نہ تھی، پس جذبۂ خدمت حدیث نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبۂ محبت اور اہل بیت اطہار کے جذبۂ انسیت کے پیش نظر اس کی طباعت کا اہتمام کیا گیا ہے۔

آخر میں ہم اپنے محسن اور مربی فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کے انتہائی شکر گزار ہیں جو اپنی مصروفیات کے باوجود ادارہ کی سرپرستی کر رہے ہیں، ان کی ترغیب، تشجیع اور اشراف کا ہی نتیجہ ہے کہ کتب حدیث زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر منصۂ شہود پر آ رہی ہیں۔ کثر اللّٰہ أمثالہ فی العالم.

میں اپنے سینئر ایڈوائزر حافظ حامد محمود الخضری کے لیے بھی دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت اور ایمان کی زندگی بخشے کیونکہ وہ روزِ اوّل سے ادارہ میں اخلاص کے ساتھ ہمارے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔

ممبران ادارہ جناب ابو یحییٰ محمد طارق جاوید، منصور سلیم، میاں سجاد، محمد ناظر سدھو، ظفر اقبال، محمد نادر، فیصل جاوید، فیصل خان، اسجد محمود منج، اختر علی، شوکت حیات، انتسار احمد، وحید احمد، مشتاق احمد، سید ولید حسین، ماسٹر الطاف حسین، عندلیب، عدنان عارف، نجم الثاقب، محمد نوید، عبدالستار اور ادارہ کی مجلس شوریٰ جناب محمد شاہد انصاری، حاجی نوید آصف، شمشیر اشرف، محمد اکرم سلفی، مرزا ذاکر احمد اور ابوطلحہ صدیقی کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ جن کے تعاون سے کتب حدیث کا کام جاری وساری ہے۔

جناب انکل ابومؤمن منصور احمد، محمد رمضان محمدی اور محمد سلیم جلالی حفظہم اللہ (اسلامی اکادمی) کی تمام کوششیں اللہ عزوجل اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، کیونکہ ان کے تعاون سے ان کتابوں کی اشاعت ہورہی ہے۔ جناب ابوحفص محمد حسن خان نے دیدہ زیب وجاذب نظر کمپیوٹر ڈیزائننگ کی، اللہ تعالیٰ اُن کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔

اللہ کے حضور سر بسجود ہوکر دعا گو ہیں کہ وہ اس کتاب کو ہم گنہگاروں کی نجات کا ذریعہ بنائے کہ اس کی رحمت بے کنار ہے۔ اللہ عزوجل اس عظیم کام خدمتِ حدیث کو ہمارے، ہمارے والدین، دوست احباب، معاونین ومساھمین اور ہمارے اساتذہ کرام کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ.

وکتبہ

ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

رئیس: ادارہ انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

الحمد للّٰہ وکفی والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللّٰہ وبعد!

اصحاب الحدیث کا یہ شرف و امتیاز ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں، انہوں نے عمل بالحدیث کے جذبے کو فروغ دیا، تدریس کے ذریعے سے، تحریر و تصنیف کے ذریعے سے، وعظ و تبلیغ کے ذریعے سے، مساجد و مدارس اور مراکز دینیہ کے قیام کے ذریعے دعوت حق کے مشن کو آگے ہی بڑھاتے رہے۔

ان مساعیٔ حسنہ اور جہود مبارکہ کے جو ثمرات حاصل ہوئے ان میں سے یہ بھی تھا کہ پاک و ہند کے خوابیدہ مسلمانوں میں بیداری کی لہر پیدا ہوئی۔

اصحاب الحدیث کی ان مساعیٔ حسنہ اور جہود مبارکہ کی ایک صورت احادیث کی کتابوں کی شرح و توضیح بھی تھی، اور اس کے علاوہ مقامی زبان اردو میں بھی عمل بالحدیث پر بہت سا لٹریچر شائع ہوا۔ ان میں ایک نمایاں کام کتب سبعہ کے اردو تراجم اور ان کے فوائد بھی تھے۔

الحمد للہ اب یہ سعادت اور شرف ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز اور اس کے ارباب انتظام و انصرام کو حاصل ہوا۔ انہوں نے دور حاضر کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کتب ستہ کے نئے سرے سے تراجم و فوائد اور دیگر ایک سو (100) کتب کے تراجم و فوائد کرانے شروع کیے تو یہ سلسلہ اب تک چالیس کتب تک پہنچ چکا ہے۔ اس بار قرن ثالث کے عظیم محدث امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی الشہیر بـ ''النسائی'' کی تصنیف لطیف ''خصائص علی'' کو اس کے شایانِ شان انداز میں منصۂ شہود پر لایا جارہا ہے۔ وبیداللّٰہ التوفیق والسداد.

یہی وہ کتاب ہے کہ جب امام نسائی ملک شام تشریف لے گئے تو وہاں خارجیت کا زور تھا۔ سیّدنا علی کے مخالف بھاری اکثریت میں موجود تھے۔ آپ نے لوگوں کی ہدایت کے لیے ''خصائص علی'' تصنیف کی جس کی پاداش میں آپ پر شیعیت کا الزام لگ گیا جو بالکل مبنی بر دروغ تھا کیونکہ بعد میں آپ نے فضائل صحابہ پر ایک مستقل کتاب لکھی۔ مؤقر ادارہ ''فضائل صحابہ'' کو شائع کرنے کا شرف حاصل کر چکا ہے۔

''خصائص علی رضی اللہ عنہ'' کی وجہ سے مخالفین علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو مارا پیٹا، نازک مقامات پر شدید چوٹیں آئیں، ایذا رسانی کی شدت برداشت نہ کرسکے اور اس راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کردیا۔

اس خدمت عظیمہ میں جن حضرات کا تعاون رہا، وہ یقیناً تحسین کے حق دار ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب کی مساعی کو قبول فرمائے اور دنیا و آخرت میں اس کا بہترین صلہ انہیں عطا فرمائے۔

جزاهم الله جزاءً حسنًا، وشكر مساعيهم وبارك في علمهم عملهم،
وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وعلى آله وصحبه وسلم.

وكتبه

عبداللہ ناصر رحمانی

سرپرست: ادارہ انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

امام نسائی رحمہ اللہ کے حالاتِ زندگی

نام ونسب اور کنیت:

آپ کا نام احمد اور کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے، سلسلہ نسب یوں ہے: احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار بن نسائی الخراسانی۔ ❶

ولادت:

آپ کے سن پیدائش میں اختلاف ہے، بعض نے (214ھ) اور بعض نے (215ھ) بیان کیا ہے۔ ❷

خود امام نسائی سے منقول ہے کہ میری پیدائش اندازاً (215ھ) کی ہے، اس لیے کہ (230ھ) میں، میں نے پہلا سفر قتیبہ بن سعید کے لیے کیا اور ان کے پاس ایک سال دو مہینے اقامت کی۔ ❸

ابن یونس مصری کہتے ہیں: امام نسائی بہت پہلے مصر آئے، وہاں پر علماء سے احادیث لکھیں، اور طلبہ نے آپ سے احادیث لکھیں، آپ امام حدیث، ثقہ، ثبت اور حافظ حدیث تھے، مصر سے ماہ ذی القعدۃ (302ھ) میں نکلے اور دوشنبہ کے دن 13 صفر 303ھ فلسطین میں آپ کی وفات ہوئی۔ ❹

امام ذہبی: امام ذہبی دول الاسلام میں کہتے ہیں: امام نسائی کی عمر (88) سال تھی، (215ھ) کی تاریخ پیدائش کی بنا پر یہ ایک اندازہ ہے، اکثر علماء نے امام نسائی کی عمر (88) سال بتائی ہے۔ ❺

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ بعض لوگوں نے امام نسائی کی پیدائش (225ھ) لکھی ہے، جو صحیح نہیں ہے۔

وطن:

آپ کی پیدائش خراسان کے مشہور شہر نساء میں ہوئی جو صرف نون اور سین کی فتح کے ساتھ اور ہمزہ کے کسر

---

❶ التذکرہ: 2/ 241، طبقات الشافعیہ 2/ 83.

❷ حسن المحاضرہ السیوطی 147/1، شذرات الذہب: 240/2.

❸ تہذیب الکمال 1/ 338، سیر أعلام النبلاء 14/ 125.

❹ تذکرۃ الحفاظ 2/ 701، السیر 14/ 133، الحطۃ فی ذکر الصحاح الستۃ 458.

❺ البدایۃ والنہایۃ 11/ 124، توضیح المشتبہ لابن ناصر الدین الدمشقی 5/ 18، تہذیب التہذیب 1/ 36، 37.

اور مد کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، کبھی عرب اس ہمزہ کو واو بدل کر نسبت کرتے وقت ''نسوی'' بھی کہا کرتے ہیں اور قیاس بھی یہی چاہتا ہے لیکن مشہور نسائی ہے۔ لیکن واضح رہے کہ امام نسائی نے مصر میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

طلب حدیث کے لیے بلاد اسلامیہ کا سفر:

امام نسائی رحمہ اللہ نے پہلے اپنے شہر کے اساتذہ سے علم حاصل کیا، پھر علمی مراکز کا سفر کیا، سب سے پہلے آپ نے خراسان میں بلخ کے ایک شہر بغلان (230ھ) کا رخ کیا، وہاں قتیبہ بن سعید کے پاس ایک سال دو ماہ طلب علم میں گزارا، اور ان سے بکثرت احادیث روایت کیں، نیز طالبان حدیث کے نقش قدم پر چلتے ہوئے، طلب حدیث کے لیے دور دراز علاقوں کا قصد کیا، حجاز (مکہ و مدینہ) عراق (کوفہ و بصرہ) شام، جزیرہ، خراسان اور سرحدی علاقوں کے مراکز حدیث جن کو ''ثغور'' (سرحدی علاقے) کہا جاتا ہے وغیرہ شہروں کا سفر کیا، اور مصر میں سکونت اختیار کی۔ [1]

مورخین نے آپ کے علمی اسفار کا ذکر کیا ہے، حافظ ابن کثیر آپ کے علمی اسفار کے بارے میں لکھتے ہیں: ''رحل إلى الآفاق واشتغل بسماع الحديث والاجتماع بالأئمة الحذاق'' [2] یعنی ''امام نسائی نے دور دراز کا سفر کیا، سماع حدیث میں وقت گزارا اور ماہر ائمہ سے ملاقاتیں کیں۔''

اساتذہ:

امام نسائی رحمہ اللہ نے علماء کی ایک بڑی جماعت سے علم حدیث حاصل کیا، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ امام نسائی نے بے شمار لوگوں سے احادیث سنیں۔ [3]

چند اہم ائمہ اور رواۃ حدیث کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

(1) ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی (2) ابوداود سلیمان بن اشعث السجستانی (3) احمد بن بکار (4) احمد بن حنبل (5) اسحاق بن راہویہ (6) الحارث بن مسکین (7) زیاد بن یحییٰ الحسانی النکری البصری (8) عباس بن عبدالعظیم العنبری (9) عبداللہ بن احمد بن حنبل (10) عبداللہ بن سعید الکندی (11) علی بن حجر (12) علی بن خشرم (13) عمرو بن بن علی الفلاس (14) عمرو بن زرارہ (15) قتیبہ بن سعید (16) محمد بن اسماعیل بخاریS۔3 (17) محمد بن المثنی (18) محمد بن بشار (19) محمد عبدالاعلی (20) یعقوب بن ابراہیم الدورقی (21) ہشام بن عمار (22) ہناد

[1] طبقات الشافعیہ 84، تذکرۃ الحفاظ 2/ 698.

[2] البدایہ: 123.

[3] تہذیب التہذیب: 37/1، طبقات الشافعیہ: 53/2، الحطہ، ص: 127.

بن السری، خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

تلامذہ:

امام نسائی رحمہ اللہ سے علماء اور رواۃ کی ایک بڑی تعداد نے علم حاصل کیا، اور آپ سے احادیث روایت کیں، جن کے بارے میں حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ بے شمار لوگ ہیں۔ [1]

امام نسائی علم و دین کی امامت کی شہرت کے ساتھ معمر شیخ الحدیث تھے، اس لیے آپ کے علوم وفنون سے استفادہ کے ساتھ ساتھ طلبہ آپ کے پاس اس واسطے بھی بکثرت آتے تھے تاکہ ان کی سند عالی ہو جائے، اس لیے کہ قتیبہ بن سعید اور ان کے طبقہ سے امام نسائی نے احادیث روایت کی تھیں اور تیسری صدی کے خاتمے اور چوتھی صدی کی ابتداء میں اس سند عالی کا کوئی راوی آپ کے علاوہ نہ پایا جاتا تھا، اس لیے رواۃ نے آپ سے بڑھ چڑھ کر احادیث روایت کیں، مشاہیر رواۃ تلامذہ کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

(1) ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی (2) ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق الاسفرائینی (3) ابوبشر الدولابی (4) ابوجعفر محمد بن عمرو العقیلی (5) احمد بن محمد بن سلامہ ابوجعفر الطحاوی (6) ابراہیم بن محمد بن صالح (7) ابوعلی حسین بن محمد نیساپوری (8) ابواحمد عبداللہ بن عدی الجرجانی (9) ابوسعید عبدالرحمن بن احمد بن یونس بن عبدالاعلی الصدفی صاحب تاریخ مصر (10) محمد بن سعد السعدی الباوردی (11) ابوعبداللہ محمد بن یعقوب بن یوسف الشیبانی الحافظ المعروف اخرم (12) منصور بن اسماعیل المصری الفقیہ (13) ابوبکر محمد بن احمد بن الحداد الفقیہ۔

مؤخر الذکر ابوبکر بن الحداد ایسے شخص ہیں جنہوں نے امام نسائی کے علاوہ کسی اور سے روایت نہیں کی۔

سنن نسائی کے راوی:

امام نسائی کے تلامذہ میں سے جن لوگوں نے آپ سے سنن کی روایت کی ہے، حافظ ابن حجر نے ان میں سے دس رواۃ کا تذکرہ کیا ہے، جو حسب ذیل ہیں:

(1) عبدالکریم بن احمد بن شعیب النسائی (ت: 344ھ) (2) ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق ابن السنی الدینوری (ت: 364ھ) (3) ابوعلی الحسن بن الخضر الاسیوطی (ت: 361ھ) (4) حسن بن رشیق ابومحمد العسکری (ت: 370ھ) (5) ابوالقاسم حمزہ بن محمد بن علی کنانی مصری الحافظ صاحب مجلس البطاقہ (ت: 357ھ) (6) ابن حیویہ: ابوالحسن محمد بن عبدالکریم بن زکریا بن حیویہ نیساپوری مصری (ت: 366ھ) (7) محمد بن معاویہ بن الاحمر

---

[1] تهذيب التهذيب (تذکرہ امام نسائی).

الاندلسی القرطبی (ت: 358ھ) (8) محمد بن قاسم بن محمد بن سیار القرطبی الاندلسی، ابوعبداللہ (ت: 327ھ) (9) علی بن ابی جعفر احمد بن محمد بن سلامہ ابوالحسن الطحاوی (ت: 351ھ) (10) ابوبکر احمد بن محمد بن المہندس (ت: 385ھ) (11) ابوالقاسم مسعود بن علی بن مروان بن الفضل البجّانی۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں: "کان ابن الحداد کثیر الحدیث ولم یحدث عن غیر النسائی وقال: جعلته حجة بینی وبین الله تعالی" ''ابن الحداد کثیر الحدیث تھے، نسائی کے علاوہ کسی اور سے روایت نہیں کی، کہتے ہیں کہ میں نے نسائی کو اپنے اور اللہ کے درمیان حجت بنایا ہے۔'' ❶

حفظ واتقان:

اللہ تعالیٰ نے امام نسائی کو غیر معمولی قوت حفظ سے نوازا تھا، یہاں تک کہ ذہبی نے انہیں امام مسلم سے بڑا حافظ حدیث کہا۔

- ابن یونس مصری کہتے ہیں: "کان النسائی إماما فی الحدیث ثقة ثبتا حافظا" ❷ ''نسائی امام حدیث، ثقہ، عادل اور حافظ تھے۔''
- سبکی کہتے ہیں: ''سألت شیخنا أبا عبدالله الذهبی الحافظ وسألته أیهما أحفظ مسلم بن الحجاج صاحب الصحیح أو النسائی فقال: النسائی" ❸ ''میں نے اپنے استاذ حافظ ذہبی سے پوچھا کہ صاحب صحیح مسلم بن الحجاج اور نسائی میں سے کون زیادہ حدیث کا حافظ ہے تو انہوں نے جواب میں کہا: نسائی۔''
- حافظ سیوطی کہتے ہیں: "الحافظ أحد الحفاظ المتقنین" ❹ ''نسائی ایک پختہ حافظ حدیث ہیں۔''

ورع وتقویٰ:

امام نسائی رحمہ اللہ کی عملی زندگی کا اندازہ محمد بن المظفر کے اس قول سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے جسے علامہ ذہبی نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"سمعت مشایخنا بمصر یصفون اجتهاد النسائی فی العبادة باللیل والنهار

---

❶ طبقات الشافعیه 2/ 113، تذکرة الحفاظ 2/ 700، البدایة 11/ 123.

❷ البدایه 123.

❸ طبقات الشافعیه 2/ 84.

❹ حسن المحاضرة 1/ 147.

وأنه خرج إلى الغزو ومع أمير مصر فوصف فی شهامته وإقامته السنن الماثورة فی فدآء المسلمین واحترازه عن مجالس السلطان الذی خرج معه . "❶

''میں نے مصر میں اپنے شیوخ سے سنا ہے کہ وہ نسائی کے بارے میں کہتے تھے کہ آپ رات دن عبادت میں مشغول رہتے تھے، وہ جنگ میں امیر مصر کے ساتھ نکلے، اور اپنے وقار اور تیزی طبع اور مسلمانوں میں ماثور اور ثابت سنن پر عمل کرنے کرانے میں شہرت حاصل کی، اور نکلے تو سلطان کے ساتھ تھے، لیکن ان کی مجالس سے دور رہتے تھے۔''

ابن الاثیر جامع الاصول میں رقمطراز ہیں:

امام نسائی کے ورع وتقوی پر اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ اپنے استاذ حارث بن مسکین سے انہوں نے جس حالت میں سماع کیا اس کو اسی انداز "قرأة عليه وأنا أسمع" سے بیان کیا، دیگر مشائخ سے اخذ کردہ روایات کی طرح "حدثنا وأخبرنا" کے الفاظ استعمال نہیں کئے، حارث بن مسکین مصر کے منصب قضاء پر فائز تھے، اور نسائی اور ان کے درمیان دوری تھی جس کی وجہ سے ان کی مجلس درس میں حاضر نہ ہو سکے، تو ایسی جگہ چھپ کر حدیث سنتے کہ حارث ان کو دیکھ نہ سکیں، اسی لیے ورع اور تحری کا راستہ اختیار کر کے ان سے روایت میں "حدثنا" اور "أخبرنا" کے صیغے استعمال نہ کیے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ حارث بن مسکین بعض سرکاری ذمہ داریوں میں مشغول تھے کہ نسائی ان کے پاس ایک نامانوس لباس میں آئے، لوگ کہتے ہیں کہ آپ لمبا جبہ اور لمبی ٹوپی پہنے ہوئے تھے، جس کو حارث نے ناپسند کیا، ان کو شبہ ہوا کہ شاید یہ آدمی بادشاہ کا جاسوس ہے، کیونکہ ان کے سر پر بڑی ٹوپی اور بدن پر لمبا جبہ تھا، جس کی وجہ سے انہوں نے آپ کو اپنی مجلس میں نہ حاضر ہونے دیا، اس لیے نسائی دروازے پر آ کر بیٹھتے اور حارث پر جو لوگ پڑھا کرتے اسے باہر ہی سے سنتے اسی لیے ان سے روایت کے وقت "حدثنا" اور "أخبرنا" کا صیغہ استعمال نہیں کیا۔ ❷

اہل علم کی نظر میں امام نسائی کا مقام ومرتبہ:

اہل علم نے امام نسائی کی ممتاز دینی خدمات، علمی تبحر، تصنیف وتالیف میں شہرت اور مہارت کا اعتراف اس طور پر کیا کہ آپ کو مسلمانوں کے امام اور فن حدیث کے امام کے لقب سے ملقب کیا، اور آپ کو مسلمانوں کا مقتدیٰ وامام تسلیم کیا، گویا آپ دینی قیادت اور علمی سیادت دونوں وصف کے جامع تھے۔

❶ تهذيب الكمال: 1/ 334. ❷ جامع الاصول 1/ 128.

- محمد بن سعد الباوردی کہتے ہیں: ''میں نے قاسم مطرز سے ابوعبدالرحمٰن النسائی کا ذکر کیا، تو انہوں نے کہا: نسائی امام ہیں، یا امامت کے درجے کے مستحق ہیں، یا اس طرح کا کوئی جملہ کہا۔''❶
- امام حاکم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حافظ دارقطنی کو کئی مرتبہ یہ کہتے سنا: "أبو عبدالرحمن مقدم علی کل من یذکر بھذا العلم من أھل عصرہ" ''اپنے قابل شمار معاصر علمائے حدیث میں آپ سب پر مقدم ہیں۔''❷

میں نے ابوعلی حسین بن علی کو کئی بار چار ائمہ اسلام کا نام لیتے سنا، جن میں سب سے پہلے ابوعبدالرحمٰن نسائی کا نام لیتے۔❸

امام حاکم رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ حافظ ابوعلی حسین بن علی فرماتے ہیں: میں نے ابوعبدالرحمٰن نسائی سے سوال کیا، آپ ائمہ اسلام میں سے ایک امام تھے۔

نیز کہتے ہیں: "ھو الإمام فی الحدیث بلا مدافعة" یعنی ''ابوعبدالرحمٰن نسائی بلانزاع متفقہ طور پر امام حدیث ہیں۔''❹

امام حاکم ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں: میں نے ابوعلی حسین بن علی حافظ کو یہ کہتے سنا: ''میں نے اپنے وطن اور اپنے سفر میں چار ائمہ حدیث کو دیکھا، دو نیساپور کے، یعنی محمد بن اسحاق ابن خزیمہ، اور ابراہیم بن ابی طالب، تیسرے ابوعبدالرحمٰن نسائی مصر میں اور چوتھے عبدان اہواز میں۔''❺

حاکم مزید کہتے ہیں: میں نے جعفر بن محمد بن الحارث کو کہتے سنا کہ میں نے حافظ مامون ابوالقاسم (حسین بن محمد بن داود مصری) کو یہ کہتے سنا: ہم فداء (جنگ) والے سال ابوعبدالرحمٰن نسائی کے ساتھ طرطوس گئے تو وہاں مشائخ اسلام کی ایک جماعت کا اجتماع ہوا، حفاظ حدیث میں سے عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن ابراہیم مربی، ابوالاذان (عمر بن ابراہیم) اور (محمد بن صالح بن عبدالرحمٰن کیلجہ) وغیرہ حاضر ہوئے، تمام نے مشورہ کیا کہ

---

❶ تھذیب الکمال 1/ 333.

❷ معرفة علوم الحدیث 83، التقیید 140، تھذیب الکمال 1/ 334، البدایہ والنھایة 14/ 793، والسیر 14/ 131.

❸ معرفة علوم الحدیث82، تھذیب الکمال 1/ 333.

❹ تھذیب الکمال 1/ 333، سیر أعلام النبلاء 14/ 131، تاریخ الاسلام، تذکرة الحفاظ 2/ 699.

❺ تھذیب الکمال 1/ 333.

شیوخ حدیث کی روایات کا انتخاب ان کے لیے کون کرے تو سب کا ابوعبدالرحمٰن نسائی پر اتفاق ہوا اور تمام نے آپ کی منتخب کردہ احادیث لکھیں۔ ❶

آگے امام حاکم کہتے ہیں: میں نے حافظ ابوالحسین محمد بن المظفر کو کہتے سنا: ''میں نے مصر میں اپنے شیوخ کو ابوعبدالرحمٰن نسائی کی امامت اور پیشوائی کا اعتراف کرتے سنا اور یہ کہ رات دن آپ عبادت میں مشغول رہتے تھے، اور برابر حج کرتے تھے، آپ والی مصر کے ساتھ فداء [جنگ] کے لیے گئے، تو مسلمانوں میں احیاءِ سنت اور تیز فہمی کی صفت سے متصف ہوئے گرچہ بادشاہ کے ساتھ نکلے تھے لیکن ان کی مجالس سے دور رہتے تھے، اپنے سفر میں فراوانی کے ساتھ کھاتے پیتے تھے، آپ اسی حال پر تھے کہ دمشق میں خوارج [نواصب] کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔'' ❷

حاکم کہتے ہیں: ''میں نے حافظ علی بن عمر دارقطنی کو ایک سے زیادہ بار یہ کہتے سنا: ''سارے معاصر علمائے حدیث میں ابوعبدالرحمٰن نسائی سب پر مقدم ہیں۔'' ❸

- ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی صوفی کہتے ہیں: ''میں نے حافظ دارقطنی سے پوچھا: کہ ابن خزیمہ اور نسائی جب کوئی حدیث روایت کریں تو آپ کس کو مقدم رکھیں گے؟ کہا: نسائی کو اس لیے کہ وہ بڑے مسند ہیں، لیکن یہ بات بھی ہے کہ میں نسائی پر کسی کو بھی فوقیت نہیں دیتا گرچہ ابن خزیمہ بے مثال امام اور پختہ عالم ہیں۔'' ❹
- حمزہ بن یوسف سہمی کہتے ہیں: ''دارقطنی سے سوال ہوا کہ جب نسائی اور ابن خزیمہ روایت کریں تو کس کی حدیث کو مقدم رکھیں گے؟ جواب دیا کہ نسائی کی احادیث کو اس لیے کہ ان کی کوئی مثال موجود نہیں ہے، میں ان پر کسی کو ترجیح نہیں دوں گا، آپ ورع وتقویٰ میں بے مثال تھے چنانچہ آپ نے ابن لہیعہ سے احادیث روایت نہیں کی جب کہ سند عالی سے قتیبہ کے واسطے سے یہ احادیث ان کے پاس تھیں۔'' ❺
- ابوطالب احمد بن نصر کہتے ہیں: ''ابوعبدالرحمٰن نسائی سے زیادہ صبر وتحمل کا مظاہرہ کون کرسکتا ہے، آپ کے پاس ابن لہیعہ سے مروی ہر باب میں احادیث تھیں یعنی ''عن قتيبه عن ابن لهيعه'' لیکن آپ نے ان احادیث کی روایت نہیں کی، کیوں کہ آپ ابن لہیعہ کی احادیث کی روایت کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔'' ❻

❶ معرفة علوم الحديث 82، تهذيب الكمال 1/ 333، السير 14/ 130، الحطة 458.
❷ تهذيب الكمال 1/ 334، تذكرة الحفاظ 2/ 700.
❸ تهذيب الكمال 1/ 333.
❹ تهذيب الكمال 1/ 333، 334.
❺ تهذيب الكمال 1/ 335.
❻ تهذيب الكمال 1/ 335، تذكرة الحفاظ 2/ 699.

ابوبکر بن الحداد صاحب علم وفضل واجتہاد تھے، دارقطنی کہتے ہیں کہ ابن الحداد کثیر الحدیث تھے، لیکن نسائی کے علاوہ کسی اور سے روایت نہیں کی، اور کہا: کہ میں نسائی کی روایت پر راضی ہوں، یہ میرے اور اللہ کے درمیان حجت ہے۔

❁ ابن عدی کہتے ہیں: میں نے منصور الفقیہ اور احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی سے سنا: ابوعبدالرحمٰن نسائی ائمہ اسلام میں سے ایک امام ہیں۔ [1]

الغرض امام موصوف کے فضل وکمال اور دینی قیادت اور علمی سیادت کا اعتراف سارے محدثین اور اصحاب طبقات وتراجم کے یہاں مسلم ہے۔

❁ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: "وكـذلك أثنى عليه غير واحد من الأئمة وشهدوا له بالفضل والتـقـدم في هذا الشأن" ''بہت سارے ائمہ نے نسائی کی تعریف کی ہے، اور علم حدیث میں آپ کی فضلیت وپیشوائی کی شہادت دی ہے۔''

امام نسائی کا عقیدہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے، اور مادی اسباب کی دنیا میں گروہ محدثین کو اس بات کی توفیق دی کہ وہ کتاب وسنت کی محبت سے سرشار ہوکر اس کی ممکن خدمت کریں، چنانچہ طلب علم سے لے کر تدوین حدیث کے مختلف مراحل تک کتاب وسنت کو صحیح سندوں کے ساتھ روایت کرنے اور ان کے صحیح معانی و مفاہیم کو محفوظ رکھنے کی جدوجہد میں اس گروہ کو نمایاں مقام حاصل ہے۔

آیت کریمہ: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ کی عملی تفسیر ائمہ اسلام کی حفاظت حدیث کی یہی جدوجہد ہے، جس کے نتیجے میں دینی نصوص صحیح سندوں اور سلف صالحین کی تعبیرات کے ساتھ محفوظ طریقے سے ہم تک پہنچے۔

امام نسائی سلسلہ محدثین کی اہم کڑی ہیں، آپ نے حدیث کی حفاظت و تدوین کے ساتھ ساتھ جرح و تعدیل رواۃ پر بھی بڑا سرمایہ چھوڑا اور فہم حدیث کے سلسلہ میں بھی آپ کی کوششوں سے مسلک سلف ہم تک پہنچا، صحیح اسلامی عقائد کو بھی آپ نے امت تک پہنچایا، اسی وجہ سے سنن نسائی کی افادیت مسلم ہے، اور عقیدہ سلف کی اشاعت اور رد بدعت کی شہرت کی وجہ سے آپ کو امام دین اور امام المسلمین کے لقب سے ملقب کیا گیا، جیسا کہ

[1] تهذيب الكمال 1/ 333.

اوپر کے اقوال میں گزرا، جن محدثین کے ساتھ آپ کی امامت کا ذکر آیا ہے، وہ صرف محدث اور فقیہ ہی نہ تھے، بلکہ وہ عقائد و منہج کے باب میں بھی امام ہدایت، حامی سنت اور ماحی بدعت تھے، اور اصطلاحِ علماء میں آپ ''صاحب سنت'' کے لقب یافتہ عالم تھے، جس کو علماء نے دین کی امامت سے بھی تعبیر کیا ہے، خلاصہ یہ کہ امام نسائی عقائد کے باب میں بھی امام ہدیٰ تھے، چنانچہ آپ نے اپنے شیوخ کے نقش قدم پر صحیح اور سنی عقائد کا برملا اظہار کیا، اور اپنی کتابوں میں ان مسائل کو جگہ دی۔

مسئلہ خلق قرآن:

قرآن اللہ کا کلام ہے، جو حکم اللہ تعالیٰ کی ذات کا ہے وہی اس کی صفات کا ہے، سلف صالحین کے نزدیک اس بارے میں اجماع ہے، عقیدہ سلف کے مخالفین جو قرآن کو مخلوق کہتے ہیں کی اجماعی طور پر سلف نے مذمت کی، بلکہ ان کا یہ فتویٰ مشہور ہے کہ جس نے اللہ کے کلام کو مخلوق کہا وہ کافر ہے۔

اس اہم مسئلہ پر امام نسائی کا فتویٰ بھی موجود ہے، آپ کے ایک شاگرد قاضی مصر ابوالقاسم ابوعبداللہ بن ابی العوام السعدی کہتے ہیں: ''ہم سے نسائی نے اور نسائی سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہ محمد بن اعین کا بیان ہے کہ میں نے ابن مبارک سے کہا کہ فلاں آدمی یہ کہتا ہے کہ جس شخص نے اللہ کے قول ﴿إِنَّنِيٓ أَنَا ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعۡبُدۡنِي﴾ کے بارے میں مخلوق ہونے کا اعتقاد رکھا وہ کافر ہے، تو ابن مبارک نے کہا: اس نے سچ کہا، نسائی کہتے ہیں: میرا بھی یہی مذہب ہے۔''[1]

فضائل صحابہ اور مشاجرات صحابہ میں زبان بندی:

اسی طرح سے فضائل صحابہ کا اعتراف اور مشاجرات صحابہ کے بارے میں ''کف لسان'' سلف کا عقیدہ ہے اسی لیے عقائد کی کتابوں کے علاوہ حدیث کی کتابوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مناقب و فضائل کو کثرت سے بیان کیا گیا ہے۔

امام نسائی نے بھی اس باب کو اپنی کتابوں میں جگہ دی، یہی نہیں بلکہ بعض صحابہ کے خلاف موقف رکھنے والے لوگوں کی اصلاح کی طرف عملی اقدام بھی کیا، چنانچہ دمشق پہنچنے پر علی رضی اللہ عنہ سے منحرف لوگوں کو صحیح عقیدہ سمجھانے کے لیے آپ نے ''خصائص علی'' نامی کتاب لکھی، جس سے وہاں کے منحرفین کے عتاب کا شکار ہوئے، بلکہ زد و کوب اور ایذا رسانی کی شدت نہ برداشت کر سکے، اور اس راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا، اللہ رب

[1] تذکرة الحفاظ 2/ 700.

العزت آپ کوشہادت کا درجہ عطا فرمائے، آمین۔

شروع ہی سے عقائد کے باب میں انحراف کی روش رکھنے والوں کی کج فکری اور اعتقادی گمراہیوں پر نقد و نظر ائمہ دین کے یہاں بہت معروف ومشہور بات ہے، بلکہ راہ اعتدال سے ہٹ جانے والے حضرات پر تنقید سلف صالحین کا شعار اور منہج رہا ہے، بلکہ ان کے نزدیک عقیدہ اور منہج کے مخالفین کا رد وابطال ایک اہم اصول رہا ہے، بالخصوص محدثین عظام نے یہ کام بڑی ذمہ داری سے انجام دیا، گمراہ فرقوں اور ان کے ائمہ اور ان کے مقالات واعتقادات پر کھل کر تنقید کی، سلفی عقائد واصول اور اتباع سنت کے مضامین کوخوب اچھی طرح سے بیان کیا، خوارج، روافض، نواصب، معتزلہ، جہمیہ، قدریہ، جبریہ وغیرہ، گمراہ فرقوں کے خلاف ائمہ حدیث کے مقدس گروہ نے شروع ہی سے جنگ چھیڑی، معتزلہ اور جہمیہ کے رد کے نام سے مستقل کتابیں لکھیں اور عقائد کی کتابوں میں ان گمراہ عقائد پر کھل کر تنقید کی، امام احمد بن حنبل تو مسئلہ خلق قرآن کے خلاف فتوے پر ڈٹے رہنے کی بنا پر ''امام اہل سنت والجماعت'' کے لقب سے مشہور ہوئے، ان کے شاگرد رشید امام بخاری نے ''خلق أفعال العباد'' نامی مستقل رسالہ لکھا، اور صحیح بخاری میں کتاب العلم، کتاب الایمان، کتاب التوحید والرد علی الجهميه، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنه وغیرہ وغیرہ کتب میں اتباع سنت اور عقیدہ سلف کی خوب خوب وضاحت کی، اور غیر سلفی عقائد اور ان کے حاملین کا رد وابطال کیا، اور امام احمد کے تلامذہ میں امام ابوداود نے اپنی سنن میں کتاب السنہ کے نام سے یہ خدمت انجام دی۔ اور یہ کام امام ابن ماجہ نے سنن کے مقدمہ میں کیا۔

مسائل ایمان اور ایمان کے گھٹنے اور بڑھنے کا اعتقاد:

ائمہ اسلام بالخصوص امام بخاری نے مسائل ایمان بالخصوص اطاعت سے ایمان بڑھنے اور معصیت سے ایمان گھٹنے کے سلفی عقیدہ کو کتاب وسنت اور اجماع کے دلائل سے ثابت کیا، اور اس باب کے سارے منحرفین کا رد وابطال کیا، امام بخاری کے طرز پر ان کے تلمیذ رشید امام نسائی نے بھی سنن میں باقاعدہ کتاب الایمان وشرائعہ میں (33) باب کے تحت (498 (5) 5039 (5) (54) احادیث کی تخریج فرمائی، جوسب کی سب صحیح ہیں، اور اس طرح ایمان میں زیادتی اور کمی اور ایمان سے متعلق دوسرے عقائد سلف کی وضاحت فرمائی۔

مسلک امام نسائی اور تشیع کا الزام:

دیگر ائمۂ حدیث اور محدثین عظام کی طرح امام نسائی رحمہ اللہ بھی خالصتاً متبع قرآن وحدیث تھے۔ کسی خاص

فقہی مکتبِ فکر کے حامل نہ تھے، اس کے باوجود ان کے فقہی مسلک کے بارے میں علماء کی آراء مختلف ہیں کہ ائمۂ مجتہدین میں سے کس کی طرف ان کا انتساب ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "او شافعی المذهب بود، چنانچه مناسك اوبر آن دلالت می کند" ''آپ شافعی مذہب سے تعلق رکھتے تھے جیسا کہ آپ کے مناسک سے پتا چلتا ہے۔''

شاہ ولی محدث دہلوی رحمہ اللہ انھیں شوافع میں شمار کرتے ہیں، اسی طرح نواب صدیق الحسن خان رحمہ اللہ بھی۔ فیض الباری میں انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ کچھ لوگوں نے امام نسائی اور ابوداؤد رحمہما اللہ کو شافعی کہا ہے لیکن حق یہ ہے کہ وہ حنبلی تھے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اس کی تصریح کی ہے جبکہ قرینِ صواب، راجح اور درست بات یہ ہے کہ آپ کا مسلک کتاب وسنت ہی تھا۔ امام موصوف رحمہ اللہ قرآن وحدیث پر کسی کی بات اور ذاتی رائے کو ترجیح نہیں دیتے تھے۔ سنن نسائی کے متعدد مقامات پر تراجم الابواب سے اس بات کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔ ہاں، واقعاتی صورت میں بربنائے دلیل کبھی ان کی موافقت شافعی علیہ الرحمہ سے اور کبھی امام السنہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مسلک و مذہب سے ہوجاتی اور یہ بعید نہیں، بہرحال آپ رحمہ اللہ تقلیدی جمود سے یقیناً مبرا تھے۔

جہاں تک الزام تشیع کا تعلق ہے تو وہ سراسر بے بنیاد ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جب آپ ملک شام تشریف لے گئے تو وہاں خارجیت کا زور تھا۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے مخالف بھاری اکثریت میں موجود تھے۔ آپ نے لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے کتاب ''خصائص علی'' تصنیف کی جس کی پاداش میں آپ پر شیعیت کا الزام لگ گیا جو بالکل جھوٹ پر مبنی تھا کیونکہ بعد میں آپ نے فضائل صحابہ پر ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی۔ ❶

وفات:

جب مصر میں آپ کے علم وادب کا چرچا خوب ہوا تو حاسدین نے حسد کرنا شروع کر دیا۔ آپ وہاں سے فلسطین کے شہر رملہ آ گئے۔ یہاں چونکہ بنوامیہ کی طویل حکومت کے سبب خارجیت اور ناصبیت کا زور تھا، لوگ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بدگمان تھے، لہٰذا آپ دمشق تشریف لے گئے، منبر پر براجمان ہوکر کتاب ''خصائص علی'' کی قراءت شروع کی، ابھی تھوڑی سی ہی پڑھی تھی کہ لوگوں نے استفسار کرنا شروع کر دیا کہ امیر معاویہ کے بارے میں بھی کچھ لکھا ہے؟ امام صاحب رحمہ اللہ نے ان کی منشا کے خلاف جواب دیا، عوام مشتعل ہوگئے اور آپ کو مارا، پیٹا۔ نازک جگہوں پر سخت چوٹیں آئیں، بے ہوشی کی حالت میں لوگ اٹھا کر گھر لائے۔ ہوش آنے پر آپ کو

❶ تهذيب الكمال: 157/1.

محسوس ہوا کہ شاید میں زندہ نہ رہ سکوں تو بطور وصیت آپ نے فرمایا کہ مجھے مکہ معظّمہ لے چلو۔ میرا مدفن اور جائے وفات وہی ہونا چاہیے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی وفات مکہ معظّمہ میں ہوئی اور آپ کو صفا و مروہ کے درمیان دفن کیا گیا۔

دوسری روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ آپ کو مکہ معظّمہ لے جانے کے لیے اٹھایا گیا تو آپ کا انتقال راستے میں فلسطین کے شہر رملہ میں ہوگیا۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی نعش مکہ مکرمہ پہنچائی گئی۔ آپ کی وفات 13 صفر 303 ہجری پیر کے دن ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر 88 سال تھی۔ آپ کی وفات کے بارے میں اگرچہ اور بھی اقوال ہیں لیکن امام ذہبی رحمہ اللہ نے 13 صفر 303 ہجری ہی کو صحیح قرار دیا ہے۔

تصنیفی و تالیفی خدمات:

امام نسائی رحمہ اللہ نے مختلف موضوعات پر مایۂ ناز گرانقدر کتب تصنیف فرمائی ہیں، چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:

(1) السنن الكبرىٰ (2) خصائص على (3) فضائل الصحابة (4) عمل اليوم والليلة (5) كتاب التفسير (6) الجمعة (7) مناسك الحج (8) الكنٰى (9) الضعفاء والمتروكون (10) التمييز (11) معجم شيوخه (12) كتاب الطبقات (13) التصنيف في معرفة الإخوة والأخوات (14) مسند مالك بن أنس (15) مسند حديث الزهري بعلله (16) مسند حديث شعبة بن الحجاج (17) كتاب الإغراب (18) الجرح والتعديل (19) فضائل القرآن (20) وفاة النبي وإملاآته الحديثية (21) شيوخ الزهرى.

علاوہ ازیں اور بھی بہت سی کتب ہیں جو شیخ کے رسوخ فی العلم، امامت اور جلالت شان پر دلالت کرتی ہیں۔

سیّدنا علی المرتضیٰ

[حالات، واقعات اور فضائل]

نبی ﷺ کے تربیت یافتہ:

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وہ یکتائے عصر ہیں، جن کی پیشانی پرعظمت کا سب سے اہم تاج سجا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی! کیا تم یہ سن کر راضی نہ ہوں گے کہ تم میرے نزدیک وہی مرتبہ رکھتے ہو جو موسیٰ علیہ السلام کے کوہِ طور پر جانے کے بعد سیّدنا ہارون علیہ السلام کا مقام ومنصب تھا۔

((اِلَّا لَا نُبُوَّةَ بَعْدِیْ .))

''مگر یہ یادرکھنا میرے بعد نبوت ختم ہے۔''

سیّدنا علی بن ابی طالب ایک بطل اسلام، حیدر کرار ہیں، جن کی زندگی کا ہرصفحہ آفتابِ کردار بن کر چمک رہا ہے، زہد وورع، خشیتِ الٰہی، ایثار وقربانی، مال وجان سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے کاموں سے معمور رکھے ہوئے۔

آپ کی پرورش اسلام کے دامن میں ہوئی اور ان کی نشو ونما کے لیے آسمان سے وحی آبِ حیات بن کر انہیں سیراب کرتی رہی، اور پھر یہ ایک پھول چمنستانِ دنیا سے نمودار ہوا جس کی عمدہ خوشبو نے کائنات کے گوشے گوشے کو معطر کر دیا، آج تک ہم ان کی سیرت عطر ریز کے جھونکوں سے نیکی کی خوشبو سونگھ رہے ہیں۔ اور ان کی زندگی کی مشک عنبر زمانے بیت جانے کے باوجود بھی ہر گوشۂ عالم میں مہکار پیدا کر رہی ہے۔ اور اہل دنیا کو بتاتی رہے گی کہ حبیبِ کبریاء ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت کس بلند نہج پر کر گئے کہ جس طرح آسمان کے ستارے لوگوں کو تاریکی میں راہ دکھاتے ہیں، اسی طرح یہ آسمان نبوت کے دمکتے ہوئے ستارے اللہ تعالیٰ کی راہ دکھاتے ہیں، ایسا کیونکر نہ ہوتا، جو اپنے حبیب ﷺ کی تربیت خود رب جل وعلا نے کی ہے، آپ ﷺ نے تربیت یافتہ امت اور قوم کی پرورش اس طرح کی کہ صدیاں بیت گئیں، مگر زمانہ کی صدہا کروٹیں ان کے کردار کے ماہتاب پر گرد نہیں ڈال سکے گا۔

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ابھی چھٹے برس میں داخل ہوئے، کہ محمد ﷺ کی زیر کفالت آ گئے، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ کے سامنے زانوئے ادب طے کرتے ہیں، اور آپ ﷺ کی پاکیزہ زندگی ان پر اثر انداز ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کی عظمت کے نقوش ان کی زندگی کی راہنمائی کرتے ہیں۔

قبولِ اسلام:

آپ ﷺ کا پاکیزہ اور روشن ضمیر اور طرزِ عمل سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ کی خصوصی صلاحیتیں اجاگر کرتا ہے، ظاہر ہے مربی کے معیار کے مطابق ہی تربیت یافتگان ہوتے ہیں، جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنی عمر کی دس بہاریں دیکھ چکے تو رسول اکرم ﷺ کو عام دعوت دینے کا حکم ہوتا ہے، آپ ﷺ دعوت دیتے ہیں، تو بچہ ہونے کے باوجود بچوں میں سے سب سے اول اسلام لانے والوں میں شمار ہوا، یہ رسول اکرم ﷺ کی پرورش ہی کا نتیجہ تھا۔ بچپن سے لے کر موت تک ان کی حیاتِ مبارکہ قرآنی تعلیمات اور رسول اکرم ﷺ کے اطوار اور منہج کے عین مطابق گزری ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ ابتدائے اسلام ہی میں ایمان لے آئے تھے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد لوگوں میں سب سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تھا۔ (مسند الإمام أحمد : 333/1)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سب سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تھا۔

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی تھی۔ (مسند أبي داوٗد الطیالسي، ح : 713)

سچائی کا پیکر:

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی زندگی میں بچوں والے کھیل کا کوئی حصہ نہ تھا، نہ تو دیہاتی بانسریوں کی پرسوز صدا تھی، نہ ہی رات کو افسانہ گوئی کرنے والوں کی نغمہ آرائی تھی کہ جن کو سن کر بچوں کے کان میں رس گھلتا تھے اور نوجوان کے دلوں میں وجد پیدا ہوتا تھا، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی زندگی اس سے پاک تھی، خالقِ قضاء وقدر نے ان کے کانوں کے رس گھولنے والی اور دل کے لیے وجد افزا کوئی اور ہی چیز مقدر کر رکھی تھی اور ایسے کلمات حیدرِ کرار کو سکھائے کہ روئے زمین پر انقلاب بپا کر دیا اور زندگی کا رخ بدل دیا، ہاں وہ چیز اس نوجوان کے کانوں میں رس گھولتی ہوئی اور اس کے دل میں وجد آفرینی پیدا کرتی تھی، جس کے ذریعہ اس جوانِ رعنا نے وہ کچھ حاصل کیا، جو دوسرا نہ کر سکا، وہ تھی اللہ تعالیٰ کی آیاتِ مبارکہ انہوں نے تازہ بتازہ قرآنِ پاک اس مبارک منہ سے سنا جو سچائی کا

پیکر بلکہ مجسمہ صدق وصفا تھے۔

ذرا تصور کریں، جس سینہ علم خزینہ پر قرآنِ پاک نازل ہوا ہے، آپ اس ہستی کے پرسوز منہ سے اور نرم و گداز آواز میں قرآنِ پاک کی تلاوت سنیں تو تمہاری کیا کیفیت ہوگی، انوارِ قرآنی جو مسلسل وحی کی صورت میں نازل ہو رہی تھیں، ان کے سائے میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنی حیات تازہ کا آغاز کیا، ان کی حیران کن نورانیت میں پرورش پائی اور ان آیات کی ترنم خیز صداؤں میں جھوم جھوم کر پروان چڑھے ہیں۔

جب وقت نماز آتا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی کسی گھاٹی میں چلے جاتے، اور سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی اپنے والد اور چچاؤں اور اپنی قوم سے نظریں بچا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو لیتے، دونوں مل کر وہاں گھاٹی میں نمازیں پڑھتے، اور جب شام ہوتی تو واپس لوٹ آتے، کافی عرصہ اسی طرح کرتے رہے، ایک دفعہ ایسا ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نماز ادا کر رہے تھے کہ اچانک ابو طالب ان پر نمودار ہو گئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے بھتیجے! یہ کیا کر رہے ہو، یہ کونسا دین ہے، جس کی تم اطاعت کر رہے ہو؟ فرمایا: ''چچا جان! یہی وہ دین ہے، جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دے کر بھیجا ہے، اور فرشتوں اور پیغمبروں اور ہمارے باپ ابراہیم علیہ السلام کا بھی یہی دین ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے بندوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، چچا جان! میری نصیحت کے سب سے زیادہ تم حقدار ہو، اور جو میں دعوتِ ہدایت دے رہا ہوں، آپ اس کے قبول کرنے کے بہت زیادہ مستحق ہیں اور آپ کا حق ہے کہ تم میری اس دعوت پر معاونت کرو۔ ابو طالب نے کہا، بھتیجے! صاف بات یہ ہے کہ میں اپنے آبا و اجداد کا دین تو نہیں چھوڑ سکتا اور نہ ہی ان کی رسوم کے خلاف چل سکتا ہوں، لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں، جب تک میں زندہ ہوں، واللہ! تمہیں کوئی تنگ نہیں کر سکتا۔ پھر اپنے بیٹے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: بیٹے! جس پر تم چل رہے ہو یہ کیسا دین ہے؟ انہوں نے کہا، ابا جان! میں یہ تو نہیں جانتا مجھے اتنا علم ہے کہ میں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں، اور جو کچھ اللہ کے رسول لے کر آئے ہیں، میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں، اور جو بھی آپ کہتے یا کرتے ہیں، میں اس کی اتباع کرتا ہوں تو ابو طالب نے اس کے جواب میں کہا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھے خیر ہی کی دعوت دیں گے اور ان کے ساتھ ہی رہنا، یہ کبھی غلط نہیں کریں گے۔ (سیرت ابن ہشام: 209/1)

اہل اسلام کی نصرت:

قبول اسلام کے بعد مکہ مکرمہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں آزمائش و ابتلا کے تیرہ

کٹھن سال گزارے۔ اس دوران میں آپ رضی اللہ عنہ سے اسلام اور اہل اسلام کی نصرت کے سلسلے میں جو کچھ ہو سکا، وہ آپ نے کیا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے متعلق علم ہوا تو انھوں نے اپنے بھائی سے کہا کہ اس وادی (مکہ) جانے کے لیے سواری تیار کرو اور اس آدمی کے متعلق مجھے معلومات فراہم کرو جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبریں آتی ہیں۔ اس کی باتوں کو خود غور سے سننا، پھر میرے پاس آنا۔ چنانچہ ان کا بھائی وہاں سے روانہ ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سن کر واپس آیا اور ابوذر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میں نے انھیں خود دیکھا ہے، وہ لوگوں کو اچھے اخلاق کی تعلیم دیتے ہیں اور میں نے ان سے جو کلام سنا وہ شعر نہیں ہے۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا جو ارادہ تھا تو نے مجھے اس کے متعلق مطمئن نہیں کیا۔ آخر انھوں نے خود رخت سفر باندھا۔ انھوں نے اپنے ساتھ زادِ سفر اور پانی کا مشکیزہ لیا اور مکہ کے لیے روانہ ہوئے، مسجد حرام میں حاضری دی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے لگے جبکہ وہ آپ کو پہچانتے نہیں تھے اور کسی سے آپ کے متعلق پوچھنا بھی مناسب خیال نہ کیا۔ کچھ رات گزر گئی۔ وہ لیٹے ہوئے تھے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انھیں دیکھا اور سمجھ گئے کہ کوئی مسافر ہے۔ جب ابوذر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان (کے کہنے پر ان) کے پیچھے پیچھے چلنے لگے (پھر ان کے ہاں رات بھر ٹھہرے) لیکن کسی نے ایک دوسرے کے متعلق کوئی بات نہ کی، حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ اپنا زادِ سفر اور مشکیزہ اٹھا کر مسجد حرام میں آگئے اور سارا دن مسجد میں رہے۔ یہ دن بھی یوں ہی گزر گیا اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکے حتیٰ کہ شام ہوگئی۔ وہ سونے کی تیاری کرنے لگے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا، وہ سمجھ گئے کہ ابھی انھیں اپنی منزل مقصود نہیں مل سکی۔ وہ انھیں وہاں سے پھر اپنے ساتھ لے آئے اور آج بھی کسی نے ایک دوسرے سے بات نہ کی۔ جب تیسرا دن ہوا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ وہی کام کیا اور اپنے ساتھ لے گئے اور ان سے پوچھا: کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ آپ کا یہاں آنے کا مقصد کیا ہے؟ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر آپ میری رہنمائی کرنے کا پورا پورا وعدہ کریں تو میں بیان کرتا ہوں۔ چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے وعدہ کر لیا تو سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے ان سے پورا واقعہ بیان کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ وہ حق پر ہیں اور اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اچھا اب صبح کو تم میرے پیچھے پیچھے چلنا۔ اگر میں نے کوئی ایسی بات دیکھی جس سے مجھے تمھارے متعلق کوئی خطرہ ہوا تو میں کھڑا ہو جاؤں گا، گویا میں نے پیشاب کرنا ہے، اور اگر میں چلتا رہوں تو تم بھی میرے پیچھے چلتے رہو، حتیٰ کہ جہاں میں داخل ہوں وہاں چلے آنا۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ

نے ایسا ہی کیا۔ وہ ان کے پیچھے پیچھے چلتے رہے حتیٰ کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ انھوں نے آپ ﷺ کی باتیں سنیں اور وہیں مسلمان ہوگئے۔ نبی ﷺ نے انھیں فرمایا:

''اب تم اپنی قوم میں واپس جاؤ، انھیں خبردار کرو، حتیٰ کہ تمھارے پاس میرا کوئی دوسرا حکم آ جائے۔''

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں ان مشرکین میں پکار کر کلمہ توحید کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ وہ وہاں سے مسجد حرام آئے اور بآواز بلند کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ سنتے ہی سارا مجمع ان پر ٹوٹ پڑا اور انھیں (سخت) مارا اور بہت نقصان پہنچایا۔ اس دوران میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ آئے اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ پر جھک پڑے اور فرمانے لگے: تمھاری ہلاکت ہو! تم جانتے نہیں ہو کہ یہ شخص قبیلۂ غفار سے ہے اور تمھارے تاجروں کے شام جانے کا راستہ اسی طرف ہے؟ اس طرح سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو ان سے بچایا۔ دوسرے دن پھر سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کیا تو لوگوں نے انھیں بہت مارا اور سارے کافر ان پر ٹوٹ پڑے تو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ آئے اور ان پر جھک پڑے (اور انہیں بچایا)۔

(صحيح البخاري، كتاب مناقب الأنصار، باب إسلام أبي ذر الغفاري رضي الله عنه، ح: 3861)

معبودانِ باطلہ کی تذلیل:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اور نبی ﷺ چل پڑے، یہاں تک کہ ہم کعبہ کے پاس آئے تو آپ نے مجھ سے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ۔'' آپ میرے کندھوں پر چڑھ گئے، میں آپ کو لے کر اُٹھنے لگا تو آپ نے مجھ میں کمزوری محسوس کی اور میرے کندھوں سے اتر گئے پھر آپ خود میرے لیے نیچے بیٹھے اور فرمایا: ''تم میرے کندھوں پر چڑھو۔'' میں آپ کے کندھوں پر چڑھ گیا۔ آپ مجھے لے کر اُٹھے۔ آپ کے کندھوں پر چڑھ کر میں یہ سوچ رہا تھا کہ میں اگر چاہوں تو آسمان کے افق پر جا پہنچوں، یہاں تک کہ میں خانہ کعبہ پر چڑھ گیا۔ وہاں پیتل یا تانبے کا بنا ہوا بت تھا۔ میں نے اس کو دائیں بائیں، آگے پیچھے سے پوری کوشش کی (کہ اسے گرا دوں) یہاں تک کہ اسے گرانے میں کامیاب ہوگیا۔ اب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اسے نیچے پھینک دو۔'' میں نے اسے نیچے پھینک دیا، وہ اس طرح ٹوٹ گیا جس طرح شیشہ ٹوٹتا ہے، پھر میں نیچے اتر آیا۔ اب میں اور رسول اللہ ﷺ دوڑنے لگے، حتیٰ کہ ہم آبادی میں چھپ گئے اس ڈر سے کہ ہمیں کوئی دیکھ نہ لے (اور ہمارا یہ راز فاش نہ ہو جائے)۔ (مسند الإمام أحمد: 84/1)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کعبہ کے اردگرد رکھے ہوئے بتوں کی خبر لینے جایا کرتے تھے۔ ہم غلاظت لاتے اور اسے بتوں پر ملتے، ان پر تھوکتے اور ان کے پاس کتے کے بچوں کو چھوڑ دیتے۔ صبح ہوتی تو وہ (مشرکین یہ دیکھ کر) کہتے: ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کس نے کیا ہے؟ پھر وہ پانی اور دودھ کے ساتھ انھیں غسل دیتے۔ (مسند إسحاق بن راهويه، ح: 3766)

ہجرت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کی اجازت ملی تو آپ نے اس خیال سے کہ مشرکین کو شبہ نہ ہو، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سونے کا حکم فرمایا اور خود سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر رات بھر وہاں سوئے رہے۔ باہر مشرکین کا سخت پہرا تھا۔ وہ ساری رات یہی سمجھتے رہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے ہیں۔

ایک مرتبہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو فروخت کر دیا تھا (وہ یوں کہ ہجرت کی رات) وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس زیب تن کر کے ان کی جگہ پر سو گئے۔ مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارا کرتے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے، اس وقت (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر) علی رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ اللہ کے نبی ہیں، اس لیے انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انھیں کہا: اللہ کے نبی تو بئر میمون کی طرف تشریف لے گئے ہیں، آپ بھی ان سے جا ملیں۔ چنانچہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی پیچھے پہنچ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں داخل ہو گئے۔ (ادھر رات بھر) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو پتھر مارے جاتے رہے جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارے جاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ تکلیف کی وجہ سے دوہرے ہوتے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا سر چادر سے ڈھانپ رکھا تھا اور صبح تک اسے چادر سے باہر نہ نکالا، پھر جب صبح ہونے پر اپنا سر باہر نکالا تو مشرکین نے کہا: تم تو بڑے گھٹیا انسان ہو، ہم تمھارے ساتھی کو پتھر مارتے تھے لیکن وہ تو تکلیف برداشت کرتا تھا، جب کہ تم تکلیف کی وجہ سے دوہرے ہو جاتے تھے۔ ہمیں یہ بات کچھ عجیب سی لگتی تھی۔ (مسند الإمام أحمد: 331/1)

بعد ازاں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

غزوات میں شرکت:

ہجرت مدینہ کے بعد غزوات کا سلسلہ شروع ہوا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ان میں حصہ لیا

اور کارہائے نمایاں دکھائے۔ متعدد سرایا آپ کی ماتحتی میں ہوئے جنھیں آپ نے کامیابی کے ساتھ سرانجام دیا۔ بلکہ اکثر و بیشتر غزوات میں علم جہاد آپ ہی کو تھمایا جاتا تھا۔

مالک بن دینار البصری فرماتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر سے پوچھا: اے ابوعبداللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم بردار کون تھا؟ مالک کہتے ہیں کہ انھوں نے میری طرف دیکھا اور کہا: تم بہت کمزور دل ہو۔ یہ سن کر مجھے غصہ آیا اور میں نے ان (سعید) کے قراء ساتھیوں سے ان کی شکایت کر دی، میں نے کہا: کیا تمھیں سعید پر حیرانی نہیں ہوئی؟ میں نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم بردار کون ہوتا تھا، لیکن انھوں نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ تم بہت کمزور دل آدمی ہو۔ لوگوں نے کہا: تم نے ایسے وقت میں ان سے سوال کیا ہے جب وہ حجاج سے خوف زدہ ہیں۔ (اب) وہ گھر میں ہیں، اب (دوبارہ) ان سے یہی سوال کر کے دیکھو۔ (چنانچہ میں نے دوبارہ سوال کیا) تو انھوں نے کہا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم بردار ہوا کرتے تھے، میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح سنا ہے۔ (المستدرك للحاكم : 137/3، وقال: هذا حديث صحيح الإسناد)

غزوۂ بدر:

کفر و اسلام کے مابین بدر کے مقام پر جو پہلا معرکہ ہوا، اس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بدر کے دن ہم میں مقداد رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی گھڑ سوار نہ تھا۔ (رات کے وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہم میں سے ہر ایک کو نیند آ گئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے نماز پڑھ رہے تھے اور صبح تک اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کرتے رہے۔ (مسند الإمام أحمد : 125/1)

جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو کافروں کی طرف سے شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ میدان میں آئے، مسلمانوں کی طرف سے سیدنا علی، حمزہ اور عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم مقابلے کے لیے نکلے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: غزوۂ بدر کے لیے جاتے وقت ایک ایک اونٹ تین تین آدمیوں میں مشترک تھا۔ وہ باری باری اس پر سوار ہوتے۔ سیدنا ابولبابہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک سفر تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیادہ چلنے کی باری آتی تو یہ دونوں حضرات عرض کرتے: ہم آپ کے بدلے میں پیدل چلتے ہیں (آپ سوار رہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے: ”تم مجھ سے زیادہ طاقت ور نہیں ہو اور نہ ہی میں تم دونوں سے ثواب کے معاملے میں مستغنی ہوں۔“

(مسند الإمام أحمد : 411/1، 418 و صححه الحاكم : 91/2 و وافقه الذهبي)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ﴿هٰذٰنِ خَصۡمٰنِ اخۡتَصَمُوۡا فِیۡ رَبِّهِمۡ﴾ (الحج : 19) ''یہ دو گروہ ہیں جنھوں نے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا (مقابلہ) کیا۔'' قریش کے چھ آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی: (تین مسلمانوں کی طرف سے، یعنی) علی، حمزہ اور عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم اور (تین کفار کی طرف سے، یعنی) شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔

(صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب قتل أبي جهل، ح : 3966)

ایک مرتبہ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا: کیا علی رضی اللہ عنہ بدر کی جنگ میں شریک ہوئے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں، انھوں نے مبارزت کی تھی اور غالب بھی رہے تھے۔ (ایضاً، ح : ۳۹۷۰)

جنگ بدر میں مسلمانوں کی نصرت کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرشتے نازل کیے تھے۔ ابو صالح حنفی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بدر کے دن سیدنا ابوبکر اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما سے کہا گیا: تم میں سے ایک کے ساتھ جبریل علیہ السلام اور دوسرے کے ساتھ میکائیل علیہ السلام ہیں، اور اسرافیل علیہ السلام ایک عظیم فرشتہ ہے جو جنگ میں یا جنگ کے وقت صف میں حاضر ہوتا ہے۔'' (مسند الإمام أحمد : 147/1، وصححه الحاكم : 134/3، ووافقه الذهبي)

جنگ میں فتح ملی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مال غنیمت میں سے ایک اونٹنی اور خمس میں سے ایک اونٹنی عطا فرمائی۔

جنگ بدر کے قیدیوں کے متعلق جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ طلب کیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مشورہ یہ تھا کہ یہ قیدی ہمارے حوالے کر دیئے جائیں، عقیل کو علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیں، میرے رشتہ دار میرے حوالے کر دیں تاکہ ہم ان کی گردنیں اڑا دیں۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: غزوۂ بدر میں جب قیدی گرفتار ہو کر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ''ان قیدیوں کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے؟'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے نبی! یہ ہمارے چچا زاد بھائی اور خاندان ہی کے لوگ ہیں اس لیے میری رائے یہ ہے کہ ان سے فدیہ لے لیا جائے تاکہ (اس رقم سے) کفار کے مقابلے میں ہمیں قوت حاصل ہو اور ممکن ہے کہ اللہ انھیں اسلام کی ہدایت دے دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابن خطاب! تمھاری کیا رائے ہے؟'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! میری رائے وہ نہیں جو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دی ہے، بلکہ میری رائے تو یہ ہے کہ آپ انھیں ہمارے حوالے کریں تاکہ ہم ان کی گردنیں اڑا دیں۔ آپ عقیل کو علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیں تاکہ وہ

اس کی گردن اڑا دیں، اور فلاں جو میرا عزیز ہے اسے میرے حوالے کریں تا کہ میں اس کی گردن اڑا دوں، کیوں کہ یہ لوگ کفر کے سرغنے اور سردار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے کو اختیار کیا اور میری رائے کو نظر انداز کر دیا، پھر جب دوسرے دن صبح ہوئی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے رو رہے ہیں۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے بھی بتلائیے آپ اور آپ رضی اللہ عنہ کے دوست کیوں رو رہے ہیں تا کہ اگر مجھے بھی رونا آئے تو میں بھی رو پڑوں، وگرنہ آپ دونوں کی وجہ سے رونے والی صورت ہی بنا لوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں اس فیصلے کی مشاورت کی وجہ سے رو رہا ہوں جو تمھارے ساتھیوں نے قیدیوں کے فدیہ لے کر چھوڑنے کے سلسلے میں مجھے دی تھی۔ اب میرے سامنے ان کا عذاب پیش کیا گیا جو اس درخت سے بھی زیادہ قریب تھا۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ایک درخت تھا۔ اور اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل کیں:

﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ﴾ (الأنفال: 67 تا 69)

''کسی نبی کے لائق نہیں کہ اس کے ہاں قیدی ہوں یہاں تک کہ وہ زمین میں خوب خون ریزی کر لے۔ تم دنیا کا سامان چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ نہایت زبردست، بڑی حکمت والا ہے۔ اگر اللہ کی طرف سے لکھی ہوئی بات نہ ہوتی جو پہلے طے ہو چکی تو تمھیں اس کی وجہ سے جو تم نے لیا، بہت بڑا عذاب پہنچتا۔ سو اس میں سے کھاؤ جو تم نے غنیمت حاصل کی اس حال میں کہ حلال اور طیب ہے۔''

یوں اللہ نے ان کے لیے مال غنیمت حلال کر دیا۔

(صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب الإمداد بالملائكة في غزوة بدر، ح: 1763)

غزوۂ اُحد:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ جنگ احد میں بھی شریک ہوئے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے تو سیدنا علی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زخم دھویا اور چٹائی جلا کر اس کی راکھ سے زخم بند کیا۔

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کے متعلق پوچھا گیا جو غزوہ احد میں لگا تھا تو انھوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک زخمی ہوا، آپ کے دندان بھی متاثر ہوئے اور آپ کے سر مبارک کا خود بھی ٹوٹ گیا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا خون دھو رہی تھیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ پانی ڈال رہے تھے۔ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ خون زیادہ بہہ رہا ہے تو انھوں نے چٹائی لی اسے جلایا، حتیٰ کہ وہ راکھ ہوگئی، پھر انھوں نے اس سے زخم بھر دیا تو خون رک گیا۔ (صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب لبس البيضة، ح : 2911)

غزوۂ خندق:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق میں بھی شریک تھے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم غزوہ خندق کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ ان (کافروں) کی قبروں اور ان کے گھروں کو آگ سے بھر دے، انھوں نے ہمیں صلاۃ وسطیٰ نہیں پڑھنے دی، حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔''

اور وہ عصر کی نماز تھی۔ (صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب الدعاء على المشركين، ح : 6396)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق کے دن فرمایا، اس وقت آپ خندق کے راستوں میں سے ایک راستے پر بیٹھے ہوئے تھے:

''ان (کافروں) نے ہمیں صلاۃ وسطیٰ سے روکے رکھا، حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا، اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے۔''

یا فرمایا: ''ان کی قبروں اور پیٹوں کو آگ سے بھر دے۔''

(صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب الدليل لمن قال: الصلاة الوسطى هى صلاة العصر، ح : 627)

صلح حدیبیہ:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے موقع پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ جب صلح کی شرائط طے ہو رہی تھیں تو ان کی کتابت آپ رضی اللہ عنہ ہی کر رہے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن صلح نامہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا تھا۔

(فضائل الصحابة لأحمد، ح : 1001)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل حدیبیہ سے صلح کی تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ

نے ان کے درمیان صلح نامہ تحریر کیا۔ انھوں نے ''محمد رسول اللہ'' لکھا تو مشرکین نے کہا: ''محمد رسول اللہ'' نہ لکھو، اگر آپ اللہ کے رسول ہوتے تو ہم آپ سے لڑائی نہ کرتے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: ''اس کو مٹا دو۔'' سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو اس کو نہیں مٹاؤں گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے مٹایا اور ان سے اس شرط پر صلح کی کہ آپ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (اگلے سال) تین دن تک مکہ مکرمہ میں رہیں گے اور مکہ میں داخلہ بھی جلبان السلاح کے ساتھ ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا: یہ جلبان السلاح کیا چیز ہے؟ انھوں نے کہا: ''اس سے مراد نیام ہے اور جو کچھ اس میں ہوتا ہے۔''

(صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب كيف يكتب: هذا ما صالح فلان بن فلان، ح : 2698)

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی القعدہ میں عمرہ کرنے کا ارادہ کیا تو اہل مکہ نے آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا، یہاں تک کہ ان لوگوں نے آپ سے ان شرائط پر صلح کر لی کہ آپ آئندہ سال صرف تین دن مکہ میں قیام فرمائیں گے۔ جب صلح نامہ لکھنے لگے تو لکھا: یہ وہ دستاویز ہے جس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی ہے۔ مشرکین نے کہا: ہم تو اس رسالت کا اقرار نہیں کریں گے۔ اگر ہمیں یقین ہو کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے کبھی نہ روکیں، لیکن آپ تو محمد بن عبد اللہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں اللہ کا رسول بھی ہوں اور محمد بن عبد اللہ بھی ہوں۔'' پھر آپ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''لفظِ رسول اللہ مٹا دو۔'' علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میں تو کبھی آپ کا نام نہیں مٹاؤں گا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے از خود وہ صلح نامہ لیا اور لکھا: ''یہ وہ دستاویز ہے جس کے مطابق محمد بن عبد اللہ نے صلح کی ہے کہ وہ مکہ میں ہتھیار لے کر داخل نہیں ہوں گے مگر وہ اپنے نیام میں ہوں گے اور اگر اہل مکہ میں سے کوئی بھی آپ کے ساتھ جانے کو تیار ہوگا تو آپ اسے مکہ سے باہر نہیں لے جاسکیں گے اور اگر آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی شخص مکہ میں رہنا چاہے گا تو آپ اسے نہیں روکیں گے۔'' آئندہ سال جب آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور مدت گزرنے والی تھی تو مشرکین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اپنے ساتھی سے کہو کہ آپ ہمارے پاس سے چلے جائیں کیونکہ مدت معاہدہ گزر چکی ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے جانے لگے تو سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی دختر چچا چچا کہہ کر پیچھا کرنے لگی۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسے لے لیا، اس کا ہاتھ پکڑ کر فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اسے اٹھالو، یہ تمھاری چچا زاد ہے، اسے اپنے ساتھ سوار کرلو۔ پھر اس لڑکی کے متعلق سیدنا علی، زید اور جعفر رضی اللہ عنہم نے جھگڑا کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس کا زیادہ حق دار ہوں، یہ میرے چچا کی صاحب زادی ہے۔ سیدنا

جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے عقد میں ہے۔ اور سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میرے بھائی کی دختر ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خالہ کے حق میں فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا: ''خالہ (پرورش کرنے میں) ماں کی جگہ ہوتی ہے۔'' اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔'' نیز سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم صورت اور سیرت میں میری مانند ہو۔'' سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: ''تم ہمارے بھائی بھی ہو اور ہمارے آزاد کردہ غلام بھی۔'' (ایضاً، ح: 2699)

غزوۂ خیبر:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خیبر کے لیے روانہ ہوئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں، اس لیے وہ آپ کے ساتھ نہ جا سکے۔ بعد میں انھیں خیال آیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو جنگ کے لیے جائیں اور میں پیچھے رہوں؟ یہ تو اچھی بات نہیں، لہٰذا وہ بھی روانہ ہو گئے۔

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ غزوۂ خیبر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے، کیوں کہ ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ وہ فرمانے لگے: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیونکر پیچھے رہوں، چنانچہ وہ بھی نکل پڑے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آ ملے۔ اس رات کی شام جس کی صبح خیبر فتح ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا۔'' یا (فرمایا): ''ایسا شخص جھنڈا پکڑے گا جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں۔'' یا (فرمایا): ''وہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، اللہ اس کے ہاتھ خیبر فتح کرے گا۔'' ہم کیا دیکھتے ہیں کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ آ گئے جب کہ ہمیں امید نہ تھی۔ لوگوں نے عرض کیا: یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں جھنڈا دے دیا۔ پھر ان کے ہاتھ پر اللہ نے فتح نصیب فرمائی۔

(صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب ما قيل في لواء النبي صلی اللہ علیہ وسلم، ح: 2975)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں کل ایسے آدمی کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح عنایت کرے گا۔'' لوگ رات بھر سوچتے رہے کہ دیکھیں جھنڈا کسے ملتا ہے؟ صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہر ایک کی خواہش تھی کہ جھنڈا اسے دیا جائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''علی بن ابی طالب کہاں ہے؟'' لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ان کی آنکھوں میں کوئی شکایت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے پیغام بھیج کر بلاؤ۔'' جب وہ آئے تو آپ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور ان کے لیے دعا فرمائی، چنانچہ اس سے انھیں ایسی شفا ہوئی کہ گویا پہلے کوئی مرض ہی نہیں تھا۔ آپ نے سیدنا

علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں ان سے جنگ کرتا رہوں، حتیٰ کہ وہ سارے ہم (مسلمانوں) جیسے ہو جائیں؟ آپ نے فرمایا: ''ابھی یوں ہی چلتے رہو، جب ان کے میدان میں اترو تو پہلے انھیں اسلام کی دعوت دو اور انھیں بتاؤ کہ اللہ کے ان پر کیا حقوق (واجب) ہیں؟ اللہ کی قسم! اگر تمھاری کوشش سے کسی ایک شخص کو اللہ ہدایت دے دے تو یہ تمھارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔''

(صحيح البخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب علي بن أبي طالب، ح: 3701)

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر روانہ ہوئے، میرے چچا عامر رضی اللہ عنہ لوگوں میں یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

تَـالـلّٰـهِ لَـو لَا الـلّٰـهُ مَـا اهْتَـدَيْـنَـا
وَلَا تَـصَـدَّقْـنَـا وَلَا صَـلَّيْـنَـا
وَنَـحْـنُ عَـنْ فَـضْـلِكَ مَـا اسْتَـغْنَيْنَـا
فَثَبِّـتِ الْأَقْـدَامَ إِنْ لَاقَيْـنَـا
وَأَنْـزِلَـنْ سَـكِيْـنَةً عَـلَيْـنَـا

''اللہ کی قسم! اگر اللہ نہ ہوتا تو ہمیں ہدایت نہ ملتی۔ نہ صدقہ ادا کرتے نہ نماز پڑھتے۔ (یا اللہ!) ہم تیرے فضل سے مستغنی نہیں ہیں۔ دشمن سے مقابلے کے وقت ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہم پر سکون نازل فرما۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ کون ہے؟'' انھوں نے کہا: میں عامر ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تمھاری مغفرت فرمائے۔''

سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس کے لیے بھی استغفار کرتے تھے وہ شہید ہو جاتا تھا۔ سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے اونٹ پر سوار تھے، یہ سن کر وہ کہنے لگے: اللہ کے نبی! آپ نے ہمیں عامر رضی اللہ عنہ سے فائدہ کیوں نہیں اٹھانے دیا۔ سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر جب ہم خیبر پہنچے تو ان کا سردار مرحب یہ رجز پڑھتا ہوا نکلا:

قَـدْ عَـلِـمَـتْ خَيْبَـرُ أَنِّـي مَـرْحَـبُ
شَـاكِـي السِّلَاحِ بَـطَـلٌ مُـجَـرَّبُ

إِذَا الْـحُــرُوْبُ أَقْبَــلَـــتْ تَـلَهَّــبُ

''خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، جب جنگیں شعلے بھڑکاتی ہوئی آئیں تو میں تیز ترین ہتھیاروں سے لیس، آزمودہ کار بہادر ہوں۔''

یہ سن کر میرے چچا عامر رضی اللہ عنہ یہ رجز پڑھتے ہوئے اس کے مقابلے کے لیے نکلے:

قَــدْ عَــلِـمَــتْ خَيْبَــرُ أَنِّـيْ عَــامِـرُ

شَـــاكِـي السِّلَاحِ بَــطَـلٌ مُـغَــامِـرُ

''خیبر جانتا ہے کہ میں عامر ہوں۔ تیز ترین ہتھیاروں سے لیس، جنگوں میں گھس جانے والا بہادر ہوں۔''

سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر دونوں کی تلواریں ایک دوسرے سے ٹکرانے لگیں۔ اچانک مرحب کی تلوار میرے چچا عامر رضی اللہ عنہ کی ڈھال پر پڑی۔ عامر رضی اللہ عنہ اس کو تلوار مارنے کے لیے نیچے جھکے کہ ان کی تلوار واپس انھی کو آ لگی جس سے ان کی بڑی شریان کٹ گئی اور وہ شہید ہو گئے۔

سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں باہر نکلا تو دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ یہ کہہ رہے ہیں: عامر رضی اللہ عنہ کا عمل برباد ہو گیا کیوں کہ اس نے خود کو قتل کر لیا۔ میں روتا روتا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا عامر رضی اللہ عنہ کا عمل برباد ہو گیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہ کس نے کہا ہے؟'' میں نے کہا: آپ کے اصحاب میں سے کچھ لوگ کہہ رہے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے بھی یہ کہا ہے غلط کہا ہے۔ اس (عامر رضی اللہ عنہ) کو تو دوگنا اجر ملے گا۔'' پھر آپ نے مجھے علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا، اس وقت وہ آشوب چشم میں مبتلا تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔'' پھر میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان کو آگے سے پکڑ کر لایا، کیوں کہ ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی، حتیٰ کہ میں انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا۔ آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا تو وہ ٹھیک ہو گئیں۔ آپ نے انھیں جھنڈا دیا۔ (اس دفعہ بھی) مرحب یہ کہتا ہوا نکلا:

قَــدْ عَــلِـمَــتْ خَيْبَــرُ أَنِّـيْ مَـرْحَـبُ

شَـــاكِـي السِّلَاحِ بَــطَـلٌ مُـجَــرَّبُ

إِذَا الْـحُــرُوْبُ أَقْبَــلَـــتْ تَـلَهَّــبُ

''خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، جب جنگیں شعلے بھڑکاتی ہوئی آئیں تو میں تیز ترین ہتھیاروں سے لیس، آزمودہ کار بہادر ہوں۔''

یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَنَــا الَّــذِيْ سَــمَّتْــنِــيْ أُمِّــيْ حَيْــدَرَهْ
كَــلَيْــثِ غَــابَــاتٍ كَــرِيــهِ الْمَنْظَــرَهْ
أُوْفِيْهِــمُ بِــالــصَّــاعِ كَيْـلَ السَّـنْـدَرَهْ

''میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے، کچھار کے شیر کی طرح ہوں جسے دیکھنے سے لرزہ طاری ہوجاتا ہے۔ میں انھیں (اپنے دشمنوں کو) ایک صاع (برابر حملے) کے بدلے تیروں کا پورا درخت ماپ کر دیتا ہوں۔''

سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مرحب کے سر پر تلوار کی ایسی ضرب لگائی کہ اسے ہلاک کر دیا، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح حاصل ہوئی۔ (صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب غزوة ذي قرد وغيرها، ح: 1807۔ فضائل الصحابة لأحمد، ح: 1094)

فتح مکہ:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فتح مکہ میں بھی شریک تھے۔ اس مہم کے آغاز میں آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مشرکین مکہ کے لیے کی جانے والی جاسوسی کی کوشش کو ناکام بنایا تھا۔

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے، زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہما کو روانہ فرمایا اور حکم دیا: ''تم چلتے رہو حتیٰ کہ روضۂ خاخ پہنچو۔ یقیناً وہاں تمھیں اونٹنی پر سوار عورت ملے گی جس کے پاس ایک خط ہے۔ تم اس سے وہ خط حاصل کر کے لے آؤ۔'' انھوں نے کہا: ہم وہاں سے چل پڑے۔ ہمارے گھوڑے ہمیں بڑی تیزی سے لے جا رہے تھے۔ جب ہم روضۂ خاخ پہنچے تو واقعی وہاں ہمیں اونٹنی پر سوار ایک عورت ملی۔ ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال دے۔ وہ کہنے لگی: میرے پاس کوئی خط وغیرہ نہیں ہے۔ ہم نے کہا: تجھے خط نکالنا ہوگا، بصورت دیگر ہم تیرے کپڑے اتار پھینکیں گے۔ یہ سن کر اس نے اپنے بالوں کے جوڑے سے خط نکال کر ہمارے حوالے کر دیا جسے لے کر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس خط میں یہ لکھا تھا:

''حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کے نام۔''

اس خط کے ذریعے سے وہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ راز مشرکین کو بتا رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے حاطب! یہ کیا ہے؟'' حاطب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اللہ کے رسول! آپ میرے معاملے میں جلدی سے کام نہ لیں۔ دراصل میں قریش کے خاندان سے نہیں تھا بلکہ میں ان کا حلیف تھا اور آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کی مکہ مکرمہ میں قرابت داری ہے جس کی وجہ سے اہل مکہ ان کے اہل وعیال اور اموال ومتاع کی حفاظت کریں گے۔ میں نے خیال کیا کہ جب میرا ان سے کوئی نسبی رشتہ نہیں ہے تو میں ان پر کوئی احسان کر دوں جس کی وجہ سے وہ میری قرابت کی نگہبانی کریں۔ میں نے یہ کام اپنے دین سے برگشتہ ہو کر نہیں کیا اور نہ اسلام کے بعد کفر کو پسند کرنے کی وجہ ہی سے ایسا کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ اس شخص نے سچ سچ کہہ دیا ہے۔'' (اس کے باوجود) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اللہ کے رسول! آپ مجھے اجازت دیں، میں اس منافق کی گردن اڑا تا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ شخص بدر کی جنگ میں شریک ہو چکا ہے۔ تمھیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر میں حاضر ہونے والوں سے فرمایا ہے کہ تم جو چاہو عمل کرو، یقیناً میں تمھیں بخش چکا ہوں۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَّخِذُواْ عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَآءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِٱلْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُواْ بِمَا جَآءَكُم مِّنَ ٱلْحَقِّ يُخْرِجُونَ ٱلرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَن تُؤْمِنُواْ بِٱللَّهِ رَبِّكُمْ إِن كُنتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَٰدًا فِي سَبِيلِي وَٱبْتِغَآءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِٱلْمَوَدَّةِ وَأَنَا۠ أَعْلَمُ بِمَآ أَخْفَيْتُمْ وَمَآ أَعْلَنتُمْ وَمَن يَفْعَلْهُ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ ٱلسَّبِيلِ ١ ﴾ (الممتحنة: 1)

''اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم ان کی طرف دوستی کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ وہ اس حق (سچے دین) کے منکر ہوئے ہیں جو تمھارے پاس آیا ہے۔ وہ رسول کو اور خود تمھیں اس لیے نکالتے ہیں کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے ہو، اگر تم میرے راستے میں جہاد کے لیے اور میری رضا تلاش کرنے کے لیے نکلے ہو۔ تم ان کی طرف چھپا کر دوستی کے پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ میں زیادہ جاننے والا ہوں جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو، اور تم میں سے جو کوئی ایسا کرے گا تو یقیناً وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔''

(صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة الفتح، ح: 4274)

سیدہ ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بالائی جانب سے مکہ میں داخل ہوئے تو

میرے سسرالی رشتے داروں میں سے دو آدمی جن کا تعلق قبیلہ بنومخزوم سے تھا، بھاگ کر میری طرف آئے، اور وہ (ام ہانی رضی اللہ عنہا) ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی کے نکاح میں تھیں۔ فرماتی ہیں: ان کے پیچھے ہی میرے بھائی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں تو ان دونوں کو ضرور قتل کروں گا۔ میں نے جلدی سے (ان دونوں کو اندر کر کے) اپنے گھر کا دروازہ بند کرلیا، پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس وقت آپ مکہ کے بالائی جانب قیام فرما تھے، میں نے آپ کو ایک ٹب سے، جس میں گوندھے ہوئے آٹے کا اثر تھا، پانی لے کر غسل کرتے ہوئے پایا، جب کہ آپ کی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کپڑے سے پردہ کیے ہوئے تھیں۔ جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو اپنا کپڑا پکڑ کر اس سے بدن لپیٹا، پھر چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھیں، پھر میری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: ''خوش آمدید! آؤ، اے ام ہانی! کیسے آنا ہوا؟'' میں نے آپ کو ان دو آدمیوں اور علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ سنایا، آپ نے ارشاد فرمایا: ''جس کو تو نے پناہ دی اس کو ہم نے بھی پناہ دی اور جس کو تو نے امن دیا اس کو ہم نے بھی امن دیا، ان دونوں کو قتل نہیں کیا جائے گا۔'' (صحيح البخاري، كتاب الجزية، باب أمان النساء وجوارهن، ح: 3171، السيرة النبوية لإبن إسحاق، ص: 534، واللفظ له)

غزوۂ حنین:

فتح مکہ سے واپسی پر بنو ہوازن سے جنگ ہوئی جسے جنگ حنین کہا جاتا ہے۔ اس جنگ میں بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ شریک تھے اور بھگدڑ کے موقع پر ثابت قدم رہنے والوں میں سے تھے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب ہم وادیِ حنین کے سامنے پہنچے تو ہمارا گزر تہامہ کی ایک ایسی وادی سے ہوا جو کافی وسیع اور چوڑی تھی اور بلندی سے پستی کی طرف مائل تھی۔ ہم اس میں اوپر سے نیچے کی طرف اترے جا رہے تھے، صبح کے جھٹ پٹے کا وقت تھا، دشمن ہمارے مقابلے کے لیے وادی کے پہاڑوں کی گھاٹیوں میں مختلف مقامات اور تنگ جگہوں میں چھپے ہوئے تھے، وہ ہمارے مقابلے کے لیے جمع تھے اور پوری طرح تیار تھے۔ اللہ کی قسم! ہم وادی میں نیچے کو اترے جا رہے تھے کہ ان کے دستوں نے ہم پر یک بارگی حملہ کر دیا۔ ہمارے لوگ اس اچانک حملے سے بدحواس ہو کر شکست خوردہ ہو کر دوڑ پڑے، کوئی کسی کی طرف دیکھتا نہیں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی راستے سے داہنی طرف ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''لوگو! میری طرف آ جاؤ، میرے پاس آ جاؤ، میں اللہ کا رسول ہوں، میں محمد بن عبداللہ ہوں۔'' وقتی طور پر کسی نے جواب نہ دیا۔ اونٹ غضب ناک ہو کر بھاگ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کچھ مہاجرین و انصار اور اہل بیت کے کچھ افراد رہ گئے۔ آپ کے

پاس رہ جانے والوں میں سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما اور اہل بیت میں سے سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا عباس بن عبد المطلب، ان کے فرزند سیدنا فضل بن عباس، سیدنا ابوسفیان بن حارث، سیدنا ربیعہ بن حارث، سیدہ ام ایمن کے بیٹے سیدنا ایمن بن عبید اور سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم کے نام ہیں۔ بنو ہوازن کا ایک شخص جو سرخ اونٹ پر سوار تھا اور اس کے ہاتھ میں طویل نیزے کے سرے پر سیاہ علم لہرا رہا تھا، وہ اپنے قبیلے کے آگے آگے تھا، اور باقی سارا قبیلہ ہوازن اس کی اقتداء میں چلا جا رہا تھا۔ جب راستے میں کوئی مسلمان ملتا وہ اس پر نیزے کا وار کر دیتا اور جب لوگ گزر جاتے تو اپنے جھنڈے کو اپنے پیچھے والوں کی رہنمائی کے لیے بلند کر دیتا اور لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلتے۔ (مسند الإمام أحمد: 376/3، السيرة النبوية لابن هشام، ص : 698)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قبیلہ ہوازن کے آگے آگے ایک طاقت ور شخص سرخ اونٹ پر سوار سیاہ جھنڈا لیے ہوئے تھا۔ یہ شخص جب کسی کو زد میں لیتا تو نیزے سے اس پر حملہ کر دیتا، اگر کوئی بچ کر نکل جاتا تو اس کے پیچھے سے حملہ کر دیتا اور نیزا اس کے آر پار کر دیتا۔ یہ دیکھ کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری صحابی دونوں نے اس کے قتل کا ارادہ کیا۔ چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کے اونٹ کی پچھلی ٹانگوں پر وار کیا جو اس کی سرین تک جا پہنچا۔ پھر انصاری نے بھی اس کے اونٹ کی پنڈلی پر وار کر کے آدھی پنڈلی تک اس کا پاؤں کاٹ دیا تو وہ سوار گر پڑا (اور اسے قتل کر دیا گیا) پھر لوگ آپس میں جنگ کرنے لگے۔ (مسند أبي يعلى، ح : 1863)

غزوۂ تبوک:

فتح مکہ کے کچھ ہی عرصے بعد مدینہ میں خبریں آنی شروع ہو گئیں کہ روم کا بادشاہ (قیصر روم) عرب پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب سمجھا کہ خود آگے بڑھ کر عرب کی سرحد پر دشمن کو روکیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ساتھ لینے کے بجائے مدینہ میں اپنے نائب کی حیثیت سے چھوڑا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خواہش یہی تھی کہ وہ غزوہ میں شریک ہوں، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تمھیں پسند نہیں کہ میرے نزدیک تمھارا وہی مرتبہ ہو جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ہاں تھا؟''

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف تشریف لے جانے لگے تو آپ نے مدینہ میں علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ انھوں نے عرض کی: آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''کیا تم اس بات پر خوش نہیں کہ میرے ہاں تمھارا وہی رتبہ ہو جو موسیٰ علیہ السلام کے ہاں

ہارون علیہ السلام کا تھا، صرف اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہوگا۔''

(صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة تبوك، ح: 4416)

یمن کی مہم:

حجۃ الوداع سے قبل نبی ﷺ نے تسخیر یمن کے سلسلے میں سیدنا علی اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کی امارت میں دو دستے روانہ فرمائے۔

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف دو دستے روانہ فرمائے، ایک دستے پر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اور دوسرے پر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا گیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ جب تم آپس میں ملو تو سب لوگوں پر نگران علی رضی اللہ عنہ ہوں گے اور اگر تم الگ الگ رہو تو تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے لشکر پر امیر ہوگا۔'' سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارا اہل یمن کے قبیلہ بنو زید سے آمنا سامنا ہوا اور ان سے لڑائی ہوئی۔ مسلمان مشرکوں پر غالب رہے، ہم نے جنگ جو لوگوں کو قتل کیا اور بچوں اور عورتوں کو قیدی بنالیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے قیدی عورتوں میں سے ایک کو اپنے لیے چن لیا۔ یہ دیکھ کر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو خط لکھ کر مطلع کیا۔ میں وہ خط لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خط آپ کے حوالے کیا۔ جب آپ کے سامنے خط پڑھا گیا تو میں نے آپ کے چہرے پر غصے کے آثار دیکھے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہی تو پناہ لینے کا مقام ہے، یعنی میں آپ سے گستاخی کی معافی چاہتا ہوں۔ آپ نے مجھے ایک شخص کی زیر امارت بھیجا اور پابند کیا کہ میں اس کی اطاعت کروں، لہٰذا میں نے تو وہی کام کیا جس کے لیے مجھے بھیجا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم علی پر کسی قسم کی انگشت نمائی نہ کرو، وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں، اور میرے بعد بھی تم سب کا دوست ہوگا۔ وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں اور میرے بعد وہ تم سب کا دوست ہوگا۔

(مسند الإمام أحمد: 356/5)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سخت بغض تھا، اتنا کسی بھی دوسرے شخص سے نہیں تھا، حتیٰ کہ مجھے قریش کے ایک آدمی سے بہت زیادہ محبت صرف اس لیے تھی کہ وہ علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا۔ اس آدمی کو لشکر کا امیر بنا کر بھیجا گیا۔ میں صرف اس لیے اس کے ہمرکاب ہوا کہ اسے علی رضی اللہ عنہ سے بغض تھا، ہم نے لونڈیاں حاصل کیں تو امیر لشکر نے نبی ﷺ کو پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے پاس وہ آدمی بھیج دیں جو مال غنیمت کے پانچ حصے کرے اور اسے تقسیم کرے۔ آپ نے ہمارے پاس سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ انھوں نے مال تقسیم کیا۔ قیدی

عورتوں میں ایک ایسی لونڈی تھی جو سب قیدیوں میں سے بہتر تھی۔ علی رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت کے پانچ حصے کیے اور پھر اسے تقسیم کر دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب باہر آئے تھے تو ان کے سر سے پانی کے قطرے گر رہے تھے اور انھوں نے سر ڈھانپا ہوا تھا۔ ہم نے کہا: ابو الحسن! یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: کیا تم نے دیکھا نہیں کہ قیدیوں میں یہ لونڈی میرے حصے میں آئی ہے، میں نے مال غنیمت پانچ حصے کر کے تقسیم کر دیا ہے، یہ پانچویں حصہ میں آئی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے لیے ہے اور پھر اہل بیت میں سے ایک حصہ آل علی کا ہے اور یہ لونڈی اس میں سے میرے حصے میں آئی ہے اور میں نے اس سے جماع کیا ہے۔ اس آدمی نے جو علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب خط لکھا۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس سے کہا کہ آپ یہ خط مجھے دے کر بھیجیں۔ اس نے مجھے ہی بھیج دیا تا کہ میں اس خط کی تصدیق و تائید کروں۔ میں (بریدہ رضی اللہ عنہ) نے وہ خط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھنا شروع کر دیا اور میں کہتا: اس میں جو بھی درج ہے وہ صحیح ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ سے خط پکڑ لیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''کیا تم علی (رضی اللہ عنہ) سے بغض رکھتے ہو؟'' میں نے کہا: جی ہاں! آپ نے ارشاد فرمایا: ''علی سے بغض نہ رکھو، اور اگر تم اس سے محبت رکھتے ہو تو اس میں اضافہ کرو۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، خمس میں آل علی کا حصہ تو اس بہترین لونڈی سے بھی زیادہ بنتا ہے۔'' سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے بعد لوگوں میں سے ان (علی رضی اللہ عنہ) سے بڑھ کر مجھے کوئی اور محبوب نہیں تھا۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبد اللہ کہتے ہیں: اس اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس حدیث کے بیان کرنے میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف میرے والد بریدہ رضی اللہ عنہ کا واسطہ ہے۔

(مسند الإمام أحمد: 351/5)

حجۃ الوداع کے موقع پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج میں شریک ہوئے۔ بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دوبارہ یمن جانے کا حکم فرمایا۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا۔ میں (ابو سعید رضی اللہ عنہ) بھی ان کے ساتھ جانے والوں میں شامل تھا۔ جب انھوں نے صدقے کے اونٹ لیے تو ہم نے ان سے ان پر سوار ہونے اور اپنے اونٹوں کو آرام دینے کے متعلق سوال کیا، کیوں کہ ہم دیکھ رہے تھے کہ ہمارے اونٹ سست ہو گئے ہیں، لیکن انھوں نے ہماری بات نہ مانی اور کہا: تمھارا ان میں اسی طرح حصہ ہے جس طرح دیگر مسلمانوں کا ہے۔ سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ فارغ ہو گئے اور یمن سے واپسی کے

لیے چلے تو انھوں نے ہم پر ایک آدمی کو امیر مقرر کر دیا اور خود جلدی سے آ کر حج کر لیا۔ جب حج ادا کر چکے تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ جاؤ اور ان کے پیش رو بنو۔''

ابو سعید فرماتے ہیں: جس شخص کو علی رضی اللہ عنہ نے امیر مقرر کیا تھا ہم نے اس سے اسی بات کا سوال کیا جس سے علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں منع کیا تھا تو اس نے ہماری بات مان لی۔ جب علی رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے تو انھوں نے پہچان لیا کہ صدقہ کے اونٹوں پر سواری ہوئی ہے اور انھوں نے سوار کے نشان بھی دیکھ لیے۔ انھوں نے امیر کو بلا کر ملامت و مذمت کی۔ میں نے کہا: اگر میں مدینہ گیا تو ان شاء اللہ رسول اللہ ﷺ سے ضرور بالضرور ذکر کروں گا اور آپ کو اس درشتی اور تنگی کے متعلق ضرور بالضرور اطلاع دوں گا جس سے ہم دوچار ہوئے ہیں۔ پھر جب ہم مدینہ آئے تو میں صبح سویرے رسول اللہ ﷺ کی طرف نکلا، میں وہ بات کرنا چاہتا تھا جس پر میں نے قسم اٹھائی تھی۔ میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا جب کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے آ رہے تھے۔ وہ میرے پاس کھڑے ہو گئے، مجھے خوش آمدید کہا۔ ہم دونوں نے ایک دوسرے سے خیریت دریافت کی۔ انھوں نے پوچھا: آپ کب آئے ہیں؟ میں نے کہا: رات کو آیا ہوں۔ پھر وہ بھی میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واپس چلے آئے اور اندر جا کر کہا: یہ سعد بن مالک بن الشہید ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''انھیں اندر آنے کی اجازت دے دو۔'' میں اندر آیا اور رسول اللہ ﷺ سے شرم محسوس کرنے لگا۔ اتنے میں آپ تشریف لے آئے۔ آپ نے مجھے سلام کہا اور مجھ سے میرے اور میرے گھر والوں کے بارے میں پوچھا۔ آپ سوال کو بار بار دہرانے لگے تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمیں علی رضی اللہ عنہ کی بدسلوکی، درشتی اور سختی سے تکلیف پہنچی ہے۔ یہ سن کر آپ سنجیدہ ہو گئے۔ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ملنے والی اذیتوں کو شمار کرنے لگا۔ ابھی میں اپنی گفتگو کے درمیان ہی میں تھا کہ آپ نے میری ران پر مارا، میں آپ کے قریب ہی تھا، پھر آپ نے فرمایا: ''سعد بن مالک بن الشہید! اپنے بھائی علی کے بارے میں باتیں کرنے سے رک جاؤ۔ اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ وہ اللہ کی راہ میں بہت سخت ہیں۔'' ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اپنے دل میں کہا کہ سعد بن مالک! تیری ماں تجھے گم پائے، کیا آپ ﷺ نے مجھے وہی بات نہیں دکھا دی جسے میں آج تک دیکھنا پسند نہیں کرتا تھا؟ بے شک مجھے اس کا علم نہیں تھا۔ اللہ کی قسم! میں کبھی پوشیدہ اور علانیہ ان (علی رضی اللہ عنہ) کو برائی سے یاد نہیں کروں گا۔

(دلائل النبوة للبيهقي، ح : 2119)

ایک دفعہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے ایک رنگے ہوئے چمڑے میں کچھ سونا جس میں سے مٹی علیحدہ نہیں کی

گئی تھی، نبی ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا تو آپ ﷺ نے اسے فوراً تقسیم کر دیا۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رنگے ہوئے چمڑے میں سونا بھیجا، جو ابھی مٹی سے علیحدہ نہیں کیا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے چار اشخاص: عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید الخیل اور چوتھے علقمہ بن علاثہ یا عامر بن طفیل میں تقسیم کر دیا۔ آپ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا: ہم ان لوگوں سے اس سونے کے زیادہ حق دار تھے۔ نبی ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''تم لوگ مجھ پر اعتماد نہیں کرتے، حالانکہ اس پروردگار کو مجھ پر اعتماد ہے جو آسمانوں پر ہے اور صبح و شام میرے پاس آسمانی خبریں آتی رہتی ہیں۔'' اس دوران میں ایک دوسرا شخص کھڑا ہوا جس کی آنکھیں دھنسی ہوئیں، رخسار پھولے ہوئے، پیشانی ابھری ہوئی، گھنی ڈاڑھی، سر منڈا ہوا اور اونچی ازار باندھے ہوئے تھا، کہنے لگا: اللہ کے رسول! آپ اللہ سے ڈریں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''تو ہلاک ہو جائے، کیا میں روئے زمین کے لوگوں میں اللہ سے ڈرنے کا زیادہ حق دار نہیں ہوں؟'' پھر وہ شخص چلا گیا تو سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ''نہیں، شاید وہ نماز پڑھتا ہوگا۔'' خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: بہت سے نمازی ایسے ہوتے ہیں کہ وہ منہ سے ایسی باتیں کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے کسی کے دل ٹٹولنے یا پیٹ چیرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔'' پھر آپ ﷺ نے اس شخص کی طرف دیکھا جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر جا رہا تھا اور فرمایا: ''بے شک اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے کہ کتاب اللہ کی تلاوت سے ان کی زبانیں تر ہوں گے، حالانکہ وہ (کتاب) ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے پار نکل جاتا ہے۔'' آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ''اگر میں ان کو پاؤں تو انھیں قوم ثمود کی طرح قتل کروں۔'' (صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب بعث علي بن أبي طالب وخالد بن الوليد رضي الله عنهما إلى اليمن، ح: 4351)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ یمن میں لوگوں کے جھگڑوں اور مقدموں کا فیصلہ بھی کیا کرتے تھے۔ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نبی ﷺ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ یمن کا ایک آدمی آیا اور اس نے بتایا کہ تین یمنی علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ان کا ایک بچے کے بارے میں تنازع تھا۔ وہ تینوں کسی عورت پر ایک ہی طہر میں واقع ہوئے تھے۔ علی رضی اللہ عنہ نے ان میں سے دو سے کہا: اپنی خوشی سے اس تیسرے کے حق میں دست بردار ہو جاؤ، تو وہ دونوں چیخ پڑے (اور راضی نہ ہوئے)۔ پھر انھوں نے دوسرے دو آدمیوں سے کہا: اپنی خوشی سے اس تیسرے کے حق

میں دست بردار ہو جاؤ، تو وہ راضی نہ ہوئے۔ پھر انھوں نے دوسرے دو سے کہا کہ اپنی خوشی سے اس تیسرے کے حق میں دست بردار ہو جاؤ، تو انھوں نے بھی انکار کر دیا۔ اس پر علی رضی اللہ عنہ نے کہا: تم باہم ضد رکھنے والے شریک ہو۔ میں تمھارے درمیان قرعہ ڈالتا ہوں، جس کے نام کا قرعہ نکل آیا، بچہ اسی کا ہوگا اور اس پر واجب ہوگا کہ اپنے دوسرے ساتھیوں کو دیت کا تیسرا تیسرا حصہ ادا کرے۔ چنانچہ انھوں نے ان میں قرعہ ڈالا اور بچہ اس کو دے دیا جس کے نام قرعہ نکلا تھا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بہت) ہنسے حتیٰ کہ آپ کی داڑھیں نمایاں ہوگئیں۔ (سنن أبي داوٗد، کتاب الطلاق، باب من قال بالقرعة إذا تنازعوا فی الولد، ح: 2269۔ وصححه الحاكم: 135/3، 136، ووافقه الذهبي) [1]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا جب نکاح ہوگیا اور رخصتی کا موقع آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ فاطمہ کو کچھ نہ کچھ دو۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے (سیدہ) فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے نکاح کیا تو (کچھ دنوں بعد) میں نے کہا: اللہ کے رسول! فاطمہ کی میرے گھر رخصتی فرما دیجیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''اسے کچھ دو۔'' میں نے کہا: میرے پاس تو کچھ نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''تمھاری حطمی زرہ کدھر گئی؟'' میں نے کہا: وہ تو میرے پاس ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''وہی دے دو۔'' (سنن النسائي، کتاب النکاح، باب تحلة الخلوة، ح: 3375)

ازدواجی زندگی:

شادی کے بعد سیدنا علی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے باہمی تعلقات نہایت خوش گوار رہے۔ اگر کبھی خانہ داری کے معاملات میں ایک دوسرے سے کوئی رنجش ہو بھی جاتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم درمیان میں پڑ کر صلح صفائی کروا دیتے تھے۔

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ان کی کنیت ''ابوتراب'' بہت پیاری لگتی تھی۔ ہم جب بھی انھیں اس کنیت سے آواز دیتے تو بہت خوش ہوتے، کیوں کہ ابوتراب کی کنیت خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی۔ ایک دن وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے خفا ہو کر باہر چلے گئے اور مسجد کی دیوار کے پاس لیٹ گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انھیں تلاش کرتے ہوئے ان کے پیچھے تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ دیوار کے پاس لیٹے ہوئے ہیں اور اُن کی پشت مٹی

[1] علماء نے وضاحت فرمائی ہے کہ مذکورہ واقعہ دورِ جاہلیت کا ہے۔

سے بھری ہوئی تھی۔آپ ان کی پشت سے مٹی جھاڑتے ہوئے فرمانے لگے:''ابوتراب! بیٹھ جاؤ۔''

(صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب التكني بأبي تراب، ح : 6204)

سیدنا علی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا دونوں کی زندگی نہایت سادہ تھی، خوش حالی کی بہ نسبت تنگ دستی کا غلبہ تھا۔سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کے دیگر کام کاج کے علاوہ چکی پیسا کرتیں جس سے ان کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور شکایت کی کہ چکی پیسنے کی وجہ سے ان کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں۔انھیں اطلاع ملی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی عورتیں آئی ہوئی ہیں۔لیکن انھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے کا اتفاق نہ ہوا، اس لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا تذکرہ کیا۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جب ہم اپنے بستروں میں لیٹ چکے تھے۔ہم نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:''تم اپنی جگہ پر رہو۔'' چنانچہ آپ میرے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان بیٹھ گئے، حتیٰ کہ میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے پیٹ پر محسوس کی۔ پھر آپ نے فرمایا:''میں تمھیں ایسی بات نہ بتاؤں جو تمھاری طلب کردہ چیز سے بہتر ہو؟ (وہ یہ ہے کہ) جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو 33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمدللہ اور 34 مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ یہ تمھارے لیے غلام ولونڈی سے بہتر ہوگا۔''

(صحيح البخاري، كتاب النفقات، باب عمل المرأة فى بيت زوجها، ح : 5361)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں (گھر میں) تشریف لائے تو دیکھا کہ سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما رو رہے ہیں۔ پوچھا کہ یہ کیوں رو رہے ہیں؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: بھوک کی وجہ سے رو رہے ہیں۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ گھر سے نکلے۔اتفاقاً بازار میں انھیں ایک دینار پڑا مل گیا تو وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور بتایا (کہ اس طرح سے ملا ہے)۔انھوں نے کہا: فلاں یہودی کے پاس جائیں اور ہمارے لیے آٹا لے آئیں۔ چنانچہ وہ یہودی کے پاس آئے اور اس سے آٹا خریدا۔ یہودی نے کہا: بھلا آپ اس شخص کے داماد ہیں جو اپنے آپ کو رسول کہتا ہے؟ آپ نے کہا: ہاں۔اس نے کہا: دینار اپنے پاس رکھیں اور آٹا لے جائیں۔آپ وہاں سے چلے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس (آٹا) لے آئے اور ساری بات بتائی۔انھوں نے کہا: فلاں قصاب کے پاس جائیں اور ایک درہم کا گوشت لے آئیں۔ چنانچہ آپ گئے، اپنا دینار اس کے پاس رہن رکھا اور ایک درہم کا گوشت لے آئے۔سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آٹا گوندھا، ہنڈیا چولھے پر

رکھی، روٹی پکائی اور اپنے والد گرامی (ﷺ) کو بلا بھیجا۔ وہ ان کے ہاں تشریف لے آئے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کے رسول! میں آپ کو بتاؤں اگر آپ اسے حلال فرمائیں تو ہم اسے کھائیں گے اور آپ بھی ہمارے ساتھ کھائیں گے، اور اس کا حال اس طرح سے ہے۔ آپ ﷺ نے حال سن کر فرمایا: ''تم اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔'' چنانچہ سب نے کھا لیا۔ ابھی وہ اپنی جگہ (دستر خوان ہی) پر بیٹھے تھے کہ ایک لڑکا اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر اپنا گم شدہ دینار ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور اسے بلایا گیا۔ آپ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: مجھ سے بازار میں (کہیں) گرا ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''علی! اس قصاب کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ دینار میرے ہاں بھیج دو اور تمھارا درہم میرے ذمے ہے۔'' چنانچہ اس نے دینار بھیج دیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے وہ دینار اس لڑکے کے حوالے کر دیا۔

(سنن أبي داؤد، كتاب اللقطة، باب التعريف باللقطة، ح: 1716 وقال الألباني: حسن)

نبی کریم ﷺ گاہے گاہے ملنے کے لیے بھی آجایا کرتے تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک رات رسول اللہ ﷺ ان کے اور اپنی صاحب زادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''تم دونوں نماز (تہجد) کیوں نہیں پڑھتے ہو؟'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہماری جانیں تو اللہ کے ہاتھ میں ہیں، جب وہ ہمیں اٹھانا چاہتا ہے اٹھا دیتا ہے۔ جب میں نے یہ بات کہی تو آپ ﷺ واپس ہو گئے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ واپس جاتے ہوئے آپ ﷺ اپنی ران پر ہاتھ مار رہے تھے اور فرما رہے تھے:

﴿وَكَانَ الْإِنسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ (الكهف: 54)

''انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے۔''

(صحيح البخاري، كتاب التهجد، باب تحريض النبي ﷺ على قيام الليل، ح: 1127)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے، لیکن اندر داخل نہ ہوئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ گھر آئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے یہ واقعہ بیان کیا۔ انھوں نے (جا کر) نبی ﷺ سے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا: ''میں نے ان کے دروازے پر نقش و نگار سے سجا ہوا پردہ دیکھا۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''بھلا مجھے اس دنیا سے کیا سروکار؟'' یہ بات علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بیان کی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس کے متعلق آپ ﷺ جو چاہیں حکم دیں، اس پر عمل ہوگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''یہ فلاں اہل خانہ کے پاس بھیج دو، وہ محتاج اور غریب ہیں۔'' (صحيح البخاري، كتاب الهبة، باب هدية ما يكره لبسها، ح: 2613)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا گھر:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے درمیان تھا۔ ثقہ تابعی سعد بن عبیدہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک آدمی سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھنے لگا۔ تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان (عثمان رضی اللہ عنہ) کے کچھ اچھے اعمال کا ذکر کیا، پھر فرمایا: شاید یہ باتیں تیرے لیے ناگوار ہوں؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے فرمایا: اللہ تیری ناک خاک آلود کرے۔ پھر اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے ان کی کچھ خوبیاں بیان کیں اور فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے درمیان ان (علی رضی اللہ عنہ) کا گھر ہے۔ پھر فرمایا: شاید یہ باتیں تجھے بری لگتی ہوں گی؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے فرمایا: اللہ تجھے ذلیل وخوار کرے! یہاں سے دفع ہو جا اور میرے خلاف جو کرنا چاہتا ہے کر لے۔

(صحيح البخاري، كتاب فضائل اصحاب النبى صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب علي بن أبي طالب، ح: 3704)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر کا دروازہ:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر کا ایک ہی دروازہ تھا جو مسجد کی طرف کھلتا تھا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی طرف کھلنے والے تمام دروازوں کے متعلق حکم دیا تو وہ بند کر دیے گئے، سوائے علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے۔ (جامع الترمذي، كتاب المناقب، باب أمره بسد الأبواب إلا باب علي، ح: 3732، خصائص علی للنسائي، ح: 42)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر بے تکلفانہ آمد ورفت:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں بے تکلفانہ آمد ورفت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا اپنا بیان ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں جو میرا مقام ومرتبہ تھا، وہ مخلوق میں سے کسی کو حاصل نہ تھا۔ میں ہر رات سحری کے وقت آپ کے پاس جاتا اور کہتا: السلام علیک یا نبی اللہ! اگر آپ کھنکارتے تو میں (سمجھ جاتا کہ آپ نماز میں ہیں لہٰذا) واپس گھر آ جاتا، ورنہ آپ کے پاس (اندر) چلا جاتا تھا۔

(سنن النسائي، كتاب السهو، باب التنحنح فى الصلاة، ح: 1214)

نُجَیّ حضرمی کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں جو میرا مقام ومرتبہ تھا وہ مخلوق میں سے کسی کو حاصل نہ تھا میں ہر رات سحری کے وقت آپ کے ہاں حاضری دیتا اور آپ کو سلام کہتا، حتیٰ کہ (اگر

آپ نماز میں ہوتے تو جواباً) آپ کھنکار دیتے۔ ایک دفعہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کہتے ہوئے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! آپ پر سلام ہو۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''ابوالحسن! میں جب تک باہر نہیں آتا، اندر نہ آنا۔'' جب آپ باہر تشریف لائے تو میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا آپ کو کسی نے غصہ دلایا تھا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: پھر کیا بات ہے کہ اس سے پہلے آپ مجھ سے بات نہیں کرتے تھے (بلکہ صرف کھنکار کر اپنی مصروفیات کا مجھے اشارہ دے دیتے تھے) لیکن آج رات آپ نے بات کی ہے (کہ اندر نہ آنا)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ''دراصل بات یہ ہے کہ میں نے حجرہ میں حرکت سی سنی تو میں نے کہا: کون ہے؟ اس نے کہا: جبریل ہوں۔ میں نے کہا: اندر آ جاؤ۔ اس نے کہا: جی نہیں، میں اندر نہیں آؤں گا، آپ خود باہر آ جائیں۔ جب میں باہر آیا تو اس نے کہا: آپ کے کمرے میں ایک ایسی چیز ہے کہ جب تک وہ کمرے میں ہے، میں نہیں داخل ہوسکتا۔ میں نے کہا: جبریل! مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: جائیں اور دیکھیں۔ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ گھر میں ایک پلّا تھا جس کے ساتھ حسن کھیلتے تھے۔ میں نے کہا: گھر میں صرف پلّا ہے۔ اس نے کہا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ جب تک وہ ہوں گی اس وقت تک (رحمت کا) فرشتہ داخل نہ ہوگا: کتا، جنبی آدمی اور ذی روح کی تصویر۔''

(مسند الإمام أحمد: 85/1)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے نام وکنیت پر اپنی اولاد کے نام وکنیت رکھنے کی اجازت مانگنا:

امام محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ کے بعد میرے ہاں بچہ پیدا ہو، تو کیا میں اس کا نام اور کنیت آپ کے نام اور کنیت پر رکھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب، باب في الرخصة في الجمع بينهما، ح: 4967۔ جامع الترمذي، ح: 2843، وقال: هذا حديث حسن صحيح)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفہ:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک ریشمی حلہ بطور ہدیہ عنایت فرمایا تو میں نے اسے پہن لیا، لیکن جب میں نے آپ کے چہرے پر غصہ دیکھا تو اسے پھاڑ کر خاندان کی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔

(صحيح البخاري، كتاب الهبة، باب هدية ما يكره لبسها، ح: 2614)

سیدنا عباس اور سیدنا ربیعہ رضی اللہ عنہما کو مشورہ:

سیدنا عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے والد ربیعہ بن حارث اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما نے عبدالمطلب بن ربیعہ (مجھ سے) اور فضل بن عباس سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر درخواست کرو کہ اے اللہ کے رسول! ہم اس عمر کو پہنچ گئے ہیں جو آپ دیکھ رہے ہیں (بھرپور جوان ہیں) اور ہم شادیاں کرنا چاہتے ہیں اور آپ، اے اللہ کے رسول! سب سے بڑھ کر حسن سلوک اور سب سے عمدہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں، ہمارے والدین کے پاس ہمارے حق مہر کے لیے کچھ نہیں ہے، تو آپ، اے اللہ کے رسول! ہمیں صدقات کا عامل بنا دیجیے، ہم وہی کریں گے جو دوسرے عامل کرتے ہیں اور ہمیں ہمارا حق خدمت جو ہوگا مل جائے گا۔ عبدالمطلب نے کہا: ہم یہی گفتگو کر رہے تھے کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آ گئے۔ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی کو صدقے پر عامل نہیں بنائیں گے، تو ربیعہ نے ان سے کہا: یہ آپ کی بات ہے کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی مل گئی ہے، ہمیں تو اس پر آپ سے کوئی حسد نہیں ہے۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر بچھائی اور اس پر لیٹ گئے اور کہنے لگے: میں ابوالحسن ہوں اور معاملہ فہم بھی۔ اللہ کی قسم! میں یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک کہ تمھارے صاحبزادے جواب لے کر نہیں آ جاتے، جس مقصد کے لیے آپ نے انھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا ہے۔ عبدالمطلب کہتے ہیں: چنانچہ میں اور فضل (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کی طرف) گئے۔ ہم نے دیکھا کہ ظہر کا وقت ہو چکا ہے اور جماعت کھڑی ہو گئی ہے تو ہم نے لوگوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھی، پھر جلدی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے کے دروازے کے پاس آ گئے۔ آپ اس دن سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں تھے۔ ہم دروازے کے پاس کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پیار سے) میرے اور فضل کے کان پکڑ لیے اور فرمایا: ''نکالو جو تمھارے جی میں ہے۔'' پھر آپ اندر تشریف لے گئے اور ہمیں اندر آنے کی اجازت دی۔ ہم اندر چلے گئے اور ہم تھوڑی دیر تک بات کرنے کو ایک دوسرے پر ٹالتے رہے (میں کہتا کہ تم بات کرو، وہ کہتا کہ تم کرو)، بالآخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے بات کی یا فضل نے ......عبداللہ بن حارث (راوی حدیث) کو شک ہے...... اور ہمارے باپوں نے جو کہا تھا ہم نے آپ کے گوش گزار کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گئے۔ آپ نے اپنی نظر چھت کی طرف اٹھائی ہوئی تھی، حتیٰ کہ بہت وقت گزر گیا اور آپ ہمیں کوئی جواب نہیں دے رہے تھے۔ حتیٰ کہ ہم نے دیکھا کہ ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے ہمیں اشارہ کیا یعنی جلدی مت

کرو، رسول اللہ ﷺ تمھارے ہی بارے میں فکر کر رہے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر جھکایا اور فرمایا: ''یہ صدقہ تو لوگوں کا میل کچیل ہے اور یہ محمد (ﷺ) اور آل محمد کے لیے حلال نہیں ہے۔ نوفل بن حارث کو میرے پاس بلا لاؤ۔'' چنانچہ انھیں بلایا گیا۔ آپ نے ان سے کہا: ''نوفل! عبدالمطلب سے (اپنی بیٹی کا) نکاح کر دو۔'' چنانچہ نوفل نے میرے ساتھ (اپنی بیٹی کا) نکاح کر دیا۔ پھر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''محمیہ بن جزء کو بلا لاؤ۔'' وہ بنو زُبید میں سے تھے اور ان کو رسول اللہ ﷺ نے خمس کا نگران بنایا ہوا تھا۔ آپ نے ان سے کہا: ''محمیہ! فضل سے (اپنی بیٹی کا) نکاح کر دو۔'' چنانچہ انھوں نے بھی کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: ''اٹھو اور انھیں خمس میں سے اتنا اتنا حق مہر ادا کر دو۔'' (صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب ترك استعمال آل النبي ﷺ على الصدقة، ح: 1072، سنن أبي داوٗد، ح: 2985، اللفظ له)

عمرۃ القضاء:

صلح حدیبیہ میں طے پایا تھا کہ مسلمان اس سال واپس چلے جائیں اور اگلے سال آ کر عمرہ ادا کریں۔ اس شرط کے بموجب اس سال رسول اللہ ﷺ واپس چلے آئے اور پھر اگلے سال آپ ﷺ نے عمرہ کیا۔ آپ کے اس عمرے کو ''عمرۃ القضاء'' کہا جاتا ہے۔ اس عمرہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ذی القعدہ میں عمرہ کرنے کا ارادہ کیا تو اہل مکہ نے آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا، یہاں تک کہ ان لوگوں نے آپ سے ان شرائط پر صلح کی کہ آپ آیندہ سال صرف تین دن مکہ میں قیام فرمائیں گے۔ جب صلح نامہ لکھنے لگے تو لکھا: یہ وہ دستاویز ہے جس پر محمد رسول اللہ ﷺ نے صلح کی ہے۔ مشرکین نے کہا: ہم تو اس رسالت کا اقرار نہیں کریں گے۔ اگر ہمیں یقین ہو کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے کبھی نہ روکیں، لیکن آپ تو محمد بن عبداللہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ کا رسول بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔'' پھر آپ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''لفظِ رسول اللہ مٹا دو۔'' علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میں تو کبھی آپ کا نام نہیں مٹاؤں گا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے از خود وہ صلح نامہ لیا اور لکھا: ''یہ وہ دستاویز ہے جس کے مطابق محمد بن عبداللہ نے صلح کی ہے کہ وہ مکہ میں ہتھیار لے کر داخل نہیں ہوں گے مگر وہ اپنے نیام میں ہوں گے اور اگر اہل مکہ میں سے کوئی بھی آپ کے ساتھ جانے کو تیار ہوگا تو آپ اسے مکہ سے باہر نہیں لے جا سکیں گے اور اگر آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی شخص مکہ میں رہنا چاہے گا تو آپ اسے نہیں روکیں گے۔'' پھر آیندہ سال جب آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور مدت گزرنے والی تھی تو

مشرکین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اپنے ساتھی سے کہو کہ آپ ہمارے پاس سے چلے جائیں کیونکہ مدت معاہدہ گزر چکی ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے جانے لگے تو حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی چچا چچا کہہ کر پیچھے آنے لگی۔ علی رضی اللہ عنہ نے اسے لے لیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اسے اٹھا لو، یہ تمھاری چچا زاد ہے، اسے اپنے ساتھ سوار کر لو۔ پھر اس لڑکی کے متعلق سیدنا علی، سیدنا زید اور سیدنا جعفر رضی اللہ عنہم کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس کا زیادہ حق دار ہوں، یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے عقد میں ہے۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خالہ کے حق میں فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا: ''خالہ (پرورش کرنے میں) ماں کی جگہ ہوتی ہے۔'' اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔'' جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم سیرت وصورت میں میری مانند ہو۔'' اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم ہمارے بھائی بھی ہو اور ہمارے آزاد کردہ غلام بھی۔''

(صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب كيف يكتب: هذا ما صالح فلان بن فلان، ح: 2699)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حرہ سقیا میں:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے، جب ہم حرہ سقیا پہنچے جو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا محلّہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے وضو کا پانی دو۔'' چنانچہ آپ نے وضو کیا پھر آپ قبلہ رخ کھڑے ہوئے اور دعا مانگی:

((أَللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ عَبْدَكَ وَخَلِيْلَكَ وَدَعَا لِأَهْلِ مَكَّةَ بِالْبَرَكَةِ، وَأَنَا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ أَدْعُوْكَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ أَنْ تُبَارِكَ لَهُمْ فِيْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ مِثْلَىْ مَا بَارَكْتَ لِأَهْلِ مَكَّةَ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ.)) (جامع الترمذي، كتاب المناقب، باب ما جاء في فضل المدينة، ح: 3914، وقال: هذا حديث حسن صحيح)

''اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے اور خلیل ہیں اور انھوں نے اہل مکہ کے لیے برکت کی دعا مانگی تھی، اور میں تیرا بندہ اور تیرا رسول ہوں، میں تجھ سے اہل مدینہ کے لیے دعا مانگتا ہوں کہ تو ان کے مد اور صاع میں برکت فرما جیسا کہ تو نے اہل مکہ کے لیے برکت کی ہے اسی طرح (اہل مدینہ کے لیے) ایک برکت کے ساتھ دو برکتیں عطا فرما۔''

علالت:

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے تو آپ ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ آپ نے ان کے لیے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے بیماری دور کر دی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں بیمار پڑ گیا، رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، اس وقت میں یہ دعا کر رہا تھا:

((أَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ أَجَلِيْ قَدْ حَضَرَ فَأَرِحْنِيْ ، وَإِنْ كَانَ مُتَأَخِّرًا فَارْفَعْنِيْ ، وَإِنْ كَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِيْ)).

''اے اللہ! اگر میری موت کا وقت قریب آ چکا ہے تو مجھے (موت دے کر) راحت دے، اور اگر وہ (موت) لیٹ ہے تو مجھے اٹھا کر کھڑا کر دے (صحت دے دے)، اور اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر دے دے۔''

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''تم نے کیسے کہا ہے؟'' راوی کہتا ہے کہ انھوں نے جو کہا تھا، اسے دہرایا۔ آپ نے انھیں اپنا پاؤں مارا اور فرمایا: ((أَللّٰهُمَّ عَافِهِ)) ''اے اللہ! اسے تندرست کر دے۔'' یا فرمایا: ((اشْفِهِ)): ''اسے شفا دے دے۔'' فرماتے ہیں: اس کے بعد مجھے اپنی تکلیف کی کبھی شکایت نہیں ہوئی۔ (جامع الترمذي، كتاب الدعوات، باب في دعاء المريض، ح: : 3564 وقال: هذا حديث حسن صحيح)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بے چینی اور سختی کے وقت یہ دعا پڑھنے کی تعلیم دی:

((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَتَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ))

''معبود برحق صرف اللہ ہے جو نہایت بردبار بڑی عزت والا ہے، اللہ پاک ہے اور اللہ عرش عظیم کا رب نہایت برکت والا ہے، اور ساری تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔''

(مسند الإمام أحمد: 91/1، وصححه الحاكم: 508/1، ووافقه الذهبي)

غزوۂ خیبر کے موقع پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ آشوب چشم میں مبتلا تھے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے آپ کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا۔ (دلائل النبوة للبيهقي، ح: 1565)، ان میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور دعا فرمائی۔ (صحيح البخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب علي بن أبي طالب، ح: 3701)

ایک عظیم مشن پر روانگی:

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ایک عظیم مشن پر روانہ کیا اور وہ یہ تھا کہ مورتیوں کو مٹانا اور اونچی قبروں کو برابر کرنا۔

ابوالہیاج اسدی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تمھیں ایک ایسے مشن پر نہ بھیجوں جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا؟ (وہ مشن یہ ہے) کہ تم کسی مورتی کو نہ چھوڑنا مگر اسے مٹا دینا اور کسی اونچی قبر کو نہ چھوڑنا مگر اسے برابر کر دینا۔

(صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب الأمر بتسوية القبر، ح: 969)

حج اکبر:

فتح مکہ کے بعد حج کا موقع آیا تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر مکہ روانہ کیا۔ اسی زمانے میں سورۃ التوبہ کی متعدد آیات نازل ہوئیں تو آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خصوصی نمائندہ بنا کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھیجا تاکہ وہ ان آیات کے مطابق مجمع عام میں اعلان کریں۔ چنانچہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امیر حج ہونے کی حیثیت سے بہت سے آدمیوں کو اعلان کرنے کے لیے متعین کیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو کر اعلان کر رہے تھے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورۂ براءۃ دے کر (حج کے لیے) بھیجا، پھر آپ نے انھیں بلایا اور فرمایا: ''میرے گھر کے فرد کے علاوہ کسی اور کے لیے اس کا پہنچانا مناسب نہیں (اس لیے تم اسے لے کر نہ جاؤ)۔'' پھر آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انھیں یہ سورت دی (اور مکہ بھیجا)۔ (جامع الترمذي، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة التوبة، ح: 3090 وقال: هذا حديث حسن غريب)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سورۂ براءۃ دے کر اہل مکہ کی طرف بھیجا تو میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ محرر (سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے) کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: آپ لوگ کیا اعلان کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: ہم یہ اعلان کرتے تھے کہ صرف اہل ایمان ہی جنت میں جائیں گے، اور آیندہ کوئی شخص برہنہ حالت میں بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گا، اور جس آدمی کا بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی قسم کا کوئی عہد ہے تو اس کی مدت چار ماہ ہے۔ چار ماہ کے بعد اللہ اور اس کا رسول مشرکین سے یکسر لاتعلق ہیں، اور اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گا۔ میں (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) اس

قدر بلند آواز سے اعلان کر رہا تھا کہ میری آواز بیٹھ گئی۔ (مسند الإمام أحمد: 299/2)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حج میں قربانی کے دن منادی کرنے والوں کے ہمراہ روانہ کیا تا کہ ہم منیٰ میں یہ اعلان کریں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی شخص برہنہ ہو کر طواف نہ کرے۔

(سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد) حمید بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں: (سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر مکہ بھیجا تو) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم دے کر بھیجا تھا کہ وہ مشرکین سے لاتعلقی کا اعلان کریں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قربانی کے دن ہمارے ساتھ اہل منیٰ میں یہ اعلان کیا کہ آج کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔

(صحیح البخاري، کتاب الصلاة، باب ما یستر من العورة، ح: 369)

حجۃ الوداع میں شرکت:

ہجرت کے دسویں سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری حج کیا، اس آخری حج کو ''حجۃ الوداع'' کہا جاتا ہے، اس حج کے چند ماہ بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پاس چلے گئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی یمن سے آ کر اس یادگار حج میں شریک ہوئے۔

جناب بکر البصری سے مروی ہے، انھوں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وعمرہ کا احرام باندھا تھا۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج کا احرام باندھا تھا اور ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کا احرام باندھا تھا۔ جب ہم مکہ پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس کے ساتھ قربانی نہ ہو وہ اپنے حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں تبدیل کر لے۔'' چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کا جانور تھا اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی یمن سے حج کے ارادے سے آئے تھے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: ''احرام باندھتے وقت تم نے کیا نیت کی تھی؟ تمھاری بیوی ہمارے ساتھ ہے۔'' انھوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے مطابق اپنے احرام کی نیت کی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''پھر تم اس احرام پر قائم رہو، کیوں کہ ہمارے ساتھ قربانی کا جانور ہے۔'' (صحیح البخاري، کتاب المغازي، باب بعث علي بن أبي طالب و خالد بن الولید رضی اللہ عنہما إلی الیمن......، ح: 4353، 4354)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، ہم نے حج کے لیے احرام باندھا

اور تلبیہ کہا۔ جب ہم چار ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ پہنچے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیت اللہ کے طواف اور صفا و مروہ کی سعی کا حکم دیا۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ ''ہم حج کو عمرہ بنالیں اور اس کے بعد احرام کھول دیں، سوائے ان لوگوں کے جن کے پاس قربانی ہے۔'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کے پاس قربانی کا جانور نہیں تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تھے، ان کے ساتھ بھی قربانی کا جانور تھا، انھوں نے احرام باندھتے وقت یہ کہا تھا کہ میرا احرام وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ لوگوں نے کہا: کیا ہم منیٰ کی طرف اس حالت میں جائیں گے کہ ہم سے منی ٹپک رہی ہوگی؟ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو بات مجھے اب معلوم ہوئی ہے اگر پہلے معلوم ہو جاتی تو میں اپنے ساتھ قربانی نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں بھی حلال ہو جاتا۔'' اس دوران میں سیدنا سراقہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے، جب کہ وہ جمرۂ عقبہ کو پتھر مار رہے تھے، انھوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! کیا یہ ہمارے لیے خاص ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ''نہیں، بلکہ یہ ہمیشہ کے لیے ہے۔'' (صحيح البخاري، كتاب التمنى، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: ((لو استقبلت من أمري ما استدبرت))، ح: 7230)

جعفر بن محمد الباقر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے، انھوں نے سب لوگوں کا حال دریافت کیا، جب میری طرف متوجہ ہوئے تو میں نے بتایا کہ میں محمد بن علی بن حسین ہوں۔ (سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اس وقت بوڑھے اور نابینا ہو چکے تھے) انھوں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر میرے سر پر رکھا اور میرے کرتے کا اوپر والا بٹن کھولا اور پھر اس سے نیچے کا بٹن کھولا، پھر اپنی ہتھیلی میرے دونوں پستانوں کے درمیان (میرے سینے پر) رکھی، میں ان دنوں بالکل نوجوان لڑکا تھا، اور فرمایا: اے میرے بھتیجے! تمھیں خوش آمدید کہتا ہوں، تم جو چاہو مجھ سے (بے تکلف) پوچھ سکتے ہو۔ میں نے ان سے کچھ سوالات کیے۔ وہ نابینا ہو چکے تھے۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا، تو وہ ایک چادر لپیٹ کر کھڑے ہو گئے، وہ جب اسے اپنے کندھوں پر رکھتے تو اس کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے اس کے کنارے ان کی طرف لوٹ آتے (یعنی نیچے گر جاتے)، حالانکہ ان کی بڑی چادر ان کے پہلو میں کھونٹی پر پڑی ہوئی تھی (مگر انھوں نے بڑی چادر اوڑھ کر نماز پڑھنا ضروری خیال نہ کیا، چھوٹی چادر کو لپیٹ کر ہی نماز پڑھائی)۔ انھوں نے ہمیں نماز پڑھائی، (نماز سے فراغت کے بعد) میں نے کہا: مجھے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے بارے میں (تفصیلاً) بتائیں۔ انھوں نے ہاتھ کی انگلیوں سے نو کی گنتی کا اشارہ کرتے ہوئے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نو (9) سال تک (مدینہ) رہے اور کوئی حج نہ کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں سال لوگوں میں اعلان کروایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لیے جانے

والے ہیں۔ اس اطلاع سے بہت بڑی تعداد میں لوگ مدینہ آ گئے، ہر ایک کی آرزو اور خواہش یہ تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کرے اور آپ کے عمل جیسا عمل کرے، (آپ کی پوری پوری پیروی کرے)۔ ہم سب لوگ آپ کی معیت میں (مدینہ سے) روانہ ہوئے، حتیٰ کہ ذوالحلیفہ پہنچ گئے، تو یہاں سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ہاں محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ ایسی حالت میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''غسل کر لو اور ایک کپڑے کا لنگوٹ باندھ کر احرام باندھ لو۔'' رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں (ظہر کی) نماز پڑھی، پھر اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہو گئے، حتیٰ کہ جب آپ کی اونٹنی مقام بیداء پر پہنچی، تو میں نے اپنی حد نظر تک آپ کے آگے سوار اور پیدل لوگ دیکھے، آپ کے دائیں طرف بھی یہی کیفیت تھی اور بائیں طرف بھی یہی حالت تھی، (حد نظر تک ہر طرف لوگ ہی لوگ سوار اور پیادہ نظر آ رہے تھے) اور آپ کے پیچھے بھی یہی صورت تھی، اور رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے، آپ ہی پر قرآن نازل ہوتا تھا اور آپ ہی اس کی حقیقت (اس کا صحیح مطلب و مدعا) جانتے تھے، ہمارا رویہ یہ تھا کہ جو کچھ آپ کرتے تھے، ہم بھی وہی کچھ کرتے تھے (ہم نے ہر عمل میں آپ کی پیروی کی)، آپ نے بلند آواز سے (بیداء پر) توحید کا یہ تلبیہ کہا:

((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ، لَبَّيْكَ لا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ ، لا شَرِيْكَ لَكَ))

اور لوگوں نے وہ تلبیہ پڑھا جو اب پڑھتے ہیں، (جس میں آپ کے تلبیہ پر بعض الفاظ کا اضافہ تھا)، رسول اللہ ﷺ نے ان کے تلبیہ کی تردید اور تغلیط نہیں کی اور خود اپنا تلبیہ ہی پڑھتے رہے (اپنے تلبیہ کی پابندی کی)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہماری نیت صرف حج کی تھی، ہم عمرہ کو نہیں جانتے تھے، (عمرہ ہمارے ذہن میں نہیں تھا) یہاں تک کہ ہم (سفر پورا کر کے) آپ کے ساتھ بیت اللہ پہنچ گئے، تو آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا (اور طواف شروع کر دیا)، آپ نے پہلے تین چکروں میں رمل کیا، (یعنی وہ چال چلے جس سے قوت و شجاعت کا اظہار ہوتا تھا) اور باقی چار چکروں میں معمول کے مطابق چلے، پھر آپ مقام ابراہیم (علیہ السلام) کی طرف بڑھے اور یہ آیت پڑھی: ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ط﴾ (البقرہ: 125) ''اور مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھو۔'' اور آپ اس طرح کھڑے ہوئے کہ مقام ابراہیم آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان تھا۔

(راوی جعفر کہتے ہیں): میرے والد (محمد الباقر) بیان کرتے تھے اور میرے علم کے مطابق وہ نبی ﷺ کے

بارے میں ہی بتاتے تھے کہ آپ نے دو رکعتوں میں ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھی، پھر آپ رکن (حجر اسود) کی طرف واپس آئے اور اسے چوما، (یہ چومنا سعی کے لیے تھا)، پھر آپ باب صفا سے صفا کی طرف چلے گئے، تو جب صفا کے قریب پہنچے، تو یہ آیت پڑھی:

﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ﴾ (البقرة : 158)

''بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں۔''

میں اس جگہ سے آغاز کرتا ہوں، جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے کیا ہے۔ تو صفا سے ابتداء کی اور اس پر اس حد تک اوپر چڑھے کہ آپ کو بیت اللہ نظر آنے لگا۔ اس وقت آپ قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے، اللہ کی توحید اور کبریائی بیان فرمائی اور یہ دعا پڑھی:

((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ ، أَنْجَزَ وَعْدَهُ ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ .))

''اللہ اکیلے کے سوا کوئی عبادت و بندگی کے لائق نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، ساری کائنات پر اس کی فرماں روائی ہے اور حمد وستائش کا حق دار وہی ہے، وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے، اللہ اکیلے کے سوا کوئی عبادت و بندگی کے لائق نہیں، اس نے (مکہ پر اقتدار بخشنے اور اپنے دین کو سر بلند کرنے کا) اپنا وعدہ پورا فرما دیا، اپنے بندے کی اس نے (بھرپور) مدد فرمائی، (کفر وشرک کے) لشکروں کو تنہا ہی اس نے شکست دی۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات تین دفعہ فرمائے اور ان کے درمیان دعا مانگی، اس کے بعد مروہ کی طرف (جانے کے لیے) اترے، حتیٰ کہ جب آپ کے قدم وادی کے نشیب میں پہنچے، تو آپ دوڑ پڑے، حتیٰ کہ جب آپ کے قدم نشیب سے اوپر آ گئے، تو آپ عام رفتار کے مطابق چلے، یہاں تک کہ مروہ پر آ گئے اور آپ نے یہاں بالکل وہی کچھ کیا جو صفا پر کیا تھا، یہاں تک کہ جب آپ آخری چکر پورا کر کے مروہ پہنچے تو آپ نے (ساتھیوں کو مخاطب کر کے) فرمایا: ''اگر پہلے میرے دل میں وہ بات آ جاتی جو بعد میں مجھے معلوم ہوئی، تو میں قربانی کے جانور ساتھ نہ لاتا اور طواف وسعی کو جو میں نے کیا ہے، عمرہ بنا دیتا، اس لیے تم میں سے جن کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں ہیں، وہ اپنا احرام ختم کر دیں، اور اپنے طواف وسعی کو عمرہ بنا دیں۔'' اس پر سیدنا سراقہ بن مالک بن

جعشم رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا یہ حکم خاص ہمارے اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے؟ آپ نے اپنے ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کر کے فرمایا: ''عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے، عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے، خاص اسی سال کے لیے نہیں، بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔'' اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ یمن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے لیے (مزید) جانور لے کر آئے، انھوں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ احرام ختم کر کے حلال ہو چکی ہیں اور رنگین کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور سرمہ بھی استعمال کیا ہے۔ اس پر انھوں نے ان پر اپنی ناگواری کا اظہار کیا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے میرے والد محترم نے اس کا حکم دیا ہے۔

امام جعفر کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ عراق میں کہا کرتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، تا کہ انھیں فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے خلاف بھڑکاؤں کہ انھوں نے یہ عمل کیا ہے اور آپ سے وہ بات پوچھوں جو فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نے آپ کے بارے میں بیان کی تھی۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ میں نے ان (فاطمہ رضی اللہ عنہا) کے پر اعتراض کیا ہے، تو آپ نے فرمایا: ''اس نے سچ کہا ہے، اس نے سچ بتایا ہے، تو نے جب حج کی نیت کی تھی تو کیا کہا تھا؟'' میں نے کہا: میں نے یہ نیت کی تھی کہ یا اللہ! میں اس چیز کا احرام باندھتا ہوں، جس کا احرام تیرے رسول نے باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''میں تو چونکہ قربانی کے جانور ساتھ لایا ہوں (اس لیے میں حج سے پہلے احرام ختم کر کے حلال نہیں ہو سکتا اور تم نے میرے احرام کی نیت کی ہے) اس لیے تم حلال نہیں ہو سکتے۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قربانی کے جو جانور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جو علی رضی اللہ عنہ یمن سے لائے تھے، ان کی مجموعی تعداد سو تھی۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ صحابہ جو قربانی کے جانور ساتھ لائے تھے ان کے علاوہ باقی سب لوگوں نے احرام ختم کر دیا اور بال ترشوا کر حلال ہو گئے، پھر جب ترویہ (آٹھ ذوالحجہ) کا دن ہوا تو سب لوگوں نے منیٰ کا رخ کیا (اور احرام ختم کر کے حلال ہونے والوں نے) حج کا احرام باندھ لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے، (وہاں پہنچ کر) آپ نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھیں، پھر تھوڑی دیر ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ سورج نکل آیا، (تب آپ عرفات کی طرف چل پڑے) اور آپ نے حکم دیا کہ بالوں سے بنے ہوئے خیمہ کو آپ کے لیے مقام نمرہ میں گاڑ دیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چل پڑے اور قریش کو اس بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں تھا کہ آپ مشعر حرام میں ٹھہریں گے، جیسا کہ قریش زمانہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے آگے گزر کر عرفات پہنچ گئے اور آپ نے دیکھا کہ آپ کا خیمہ نمرہ میں

نصب کر دیا گیا ہے، آپ وہاں اتر گئے، یہاں تک کہ جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے قصواء پر کجاوا کسنے کا حکم دیا، آپ سوار ہو کر وادی عرفہ کے درمیان آ گئے اور لوگوں کو حکم دیا اور فرمایا:

''لوگو! تمھارے خون اور تمھارے مال تم پر اسی طرح حرام ہیں، جس طرح تمھارے اس محترم شہر میں، تمھارے اس مقدس و محترم مہینے میں تمھارے اس آج کے دن کی حرمت ہے۔ خوب ذہن نشین کر لو کہ جاہلیت کی ساری چیزیں (تمام رسم و رواج) میرے دونوں قدموں کے نیچے پامال ہیں اور جاہلیت کے خون بھی پامال ہیں، (اب کوئی آدمی زمانۂ جاہلیت کے کسی خون کا بدلہ نہیں لے سکے گا)، اور سب سے پہلے میں اپنے گھرانوں کے خون، ربیعہ بن حارث کے بیٹے کے خون کو پامال کرتا ہوں، (اس کا بدلہ نہیں لیا جائے گا) جو قبیلہ سعد کے ایک گھر میں دودھ پیتا تھا اور اسے قبیلہ ہذیل کے لوگوں نے قتل کر دیا تھا، اور جاہلیت کے دور کے سودی معاملات کو پامال کرتا ہوں، (اب کوئی کسی سے اپنا سود وصول نہیں کرے گا) اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کے سود (اپنے چچا) عباس بن عبد المطلب کے سود کے بارے میں اعلان کرتا ہوں کہ وہ سب کا سب ختم کر دیا گیا ہے۔ اے لوگو! عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، کیوں کہ تم نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے اور اللہ کے حکم و قانون سے ان کی شرم گاہوں کو اپنے لیے حلال کیا ہے، تمھارا ان پر حق ہے کہ وہ تمھارے بستر پر کسی ایسے شخص کو نہ بیٹھنے دیں جس کا آنا تمھیں ناگوار ہو، اگر وہ ایسا کریں تو انھیں ایسی مار مارو جو شدید نہ ہو، اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ دستور اور عرف کے مطابق ان کے کھانے پینے اور پہننے کا بندوبست کرو، اور میں تمھارے اندر ایسی چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے، وہ چیز اللہ کی کتاب (قرآن و حدیث) ہے، (قیامت کے دن) تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا (کہ میں نے تمھیں اللہ کی ہدایات اور احکامات پہنچائے تھے یا نہیں)، تو تم کیا جواب دو گے؟''

حاضرین نے عرض کیا: ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے اللہ کا پیغام اور احکام پہنچا دیئے، (رہنمائی اور تبلیغ کا) حق اور فریضہ ادا کر دیا، نصیحت و خیر خواہی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ آپ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے اور لوگوں کے مجمع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین دفعہ ارشاد فرمایا:

''اے اللہ! گواہ ہو جا، اے اللہ! گواہ ہو جا۔''

پھر آپ نے اذان اور اقامت کہلوائی اور ظہر کی نماز پڑھائی، پھر اقامت کہلوائی اور عصر کی نماز پڑھائی اور دونوں کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی۔ پھر آپ ﷺ سوار ہو کر (میدان عرفات میں) مقام وقوف پر تشریف لائے اور اپنی اونٹنی قصواء کا رخ پتھر کی چٹانوں کی طرف کر دیا اور پیدل چلنے والا مجمع اپنے سامنے کرلیا اور آپ قبلہ رخ ہو گئے اور ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور کچھ زردی ختم ہو گئی، حتیٰ کہ جب سورج کی ٹکیا غائب ہو گئی تو آپ نے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے سوار کر لیا، اور مزدلفہ کی طرف واپس چل پڑے، جب کہ قصواء کی مہار اس قدر کھینچی ہوئی تھی کہ اس کا سر پالان کے اگلے حصہ سے لگ رہا تھا اور آپ اپنے دائیں ہاتھ کے اشارے سے کہہ رہے تھے: ''اے لوگو! سکینت وطمانیت اختیار کرو، سکینت اور نرمی سے چلو۔''

جب راستے کے ٹیلوں میں سے کسی ٹیلے اور پہاڑی پر پہنچتے تو اونٹنی کی مہار کچھ ڈھیلی کر دیتے، تاکہ وہ اوپر چڑھ سکے، حتیٰ کہ مزدلفہ پہنچے، وہاں آپ نے مغرب اور عشاء کی نماز ایک اذان اور دو تکبیروں سے پڑھی، اور دونوں کے درمیان کسی قسم کی نفل نماز نہیں پڑھی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ لیٹ گئے، یہاں تک کہ صبح طلوع ہوگئی، جب صبح اچھی طرح آپ کے سامنے واضح ہوگئی تو آپ نے ایک اذان اور اقامت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی، پھر اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہو کر مشعر حرام پہنچے، یہاں آکر قبلہ رخ کھڑے ہو گئے، اللہ سے دعا کی، اس کی تکبیر، تہلیل وتمجید اور توحید کے کلمات کہتے ہوئے کھڑے رہے، یہاں تک کہ خوب اجالا ہو گیا اور اچھی طرح روشنی پھیل گئی، پھر سورج نکلنے سے پہلے ہی منیٰ کی طرف لوٹے اور اپنے پیچھے سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو سوار کر لیا، وہ خوب صورت بالوں والے، سفید رنگ اور خوب صورت نوجوان تھے۔ جب آپ منیٰ کو روانہ ہوئے تو آپ کے پاس سے عورتوں کی جماعت چلتی ہوئی گزری، سیدنا فضل رضی اللہ عنہ ان کو دیکھنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے سیدنا فضل رضی اللہ عنہ کے چہرے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا، فضل رضی اللہ عنہ اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر کر دیکھنے لگے، تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ دوسری طرف پھیر کر فضل رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر رکھ دیا، وہ اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر کر دیکھنے لگتے، حتیٰ کہ آپ وادی محسّر کے درمیان پہنچ گئے، اور اپنی سواری کو کچھ تیز کر دیا۔ پھر درمیان راستہ پر چلے، جو جمرہ کبریٰ (بڑا جمرہ) پر پہنچتا ہے، حتیٰ کہ اس جمرہ پر آگئے جو درخت کے پاس ہے، اور اس پر سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے، یہ سنگ ریزے چھوٹے چھوٹے تھے، جیسے انگلیوں میں رکھ کر پھینکے جاتے ہیں، آپ نے سنگ ریزے نشیبی جگہ سے پھینکے تھے۔ پھر آپ قربان گاہ کی طرف پلٹے اور تریسٹھ (63) اونٹوں کو اپنے ہاتھ سے نحر کیا،

پھر جو باقی رہ گئے، وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیے، انھوں نے انھیں نحر کر دیا اور آپ نے ان (علی رضی اللہ عنہ) کو اپنی قربانی میں شریک کر لیا، پھر آپ نے حکم دیا کہ ہر قربانی سے گوشت کا ایک ٹکڑا کاٹ لیا جائے۔ یہ سارے ٹکڑے ایک دیگ میں ڈال کر پکائے گئے، تو آپ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ دونوں نے اس گوشت سے کھایا اور شوربا پیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر طواف افاضہ کے لیے بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئے، طواف کیا اور ظہر کی نماز مکہ میں ادا فرمائی۔ اس کے بعد بنو عبدالمطلب کے پاس آئے، جو زم زم سے پانی کھینچ کھینچ کر لوگوں کو پلا رہے تھے، آپ نے ان سے ارشاد فرمایا:

''اے عبدالمطلب کی اولاد! پانی کھینچو، اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ دوسرے لوگ تمھارے پانی کی خدمت پر غالب آ جائیں گے تو میں بھی تمھارے ساتھ ڈول کھینچتا۔''

انھوں نے ایک ڈول بھر کر آپ کو دیا اور آپ نے اس سے نوش فرما لیا۔

(صحيح مسلم، كتاب الحج، باب حجة النبي ﷺ، ح: 1218)

حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قربانی کے جانوروں کے گوشت کی تقسیم کی ذمہ داری بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سونپی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا کہ وہ قربانی کے اونٹوں کی نگہداشت کریں اور ان کا گوشت، چمڑا اور جھولیں سب خیرات کر دیں، نیز قصاب کو بطور اجرت ان میں سے کوئی چیز نہ دیں۔ (صحيح البخاري، كتاب الحج، باب يتصدق بجلود الهدي، ح: 1717)

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سو اونٹوں کی قربانی دی۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ ان کا گوشت صدقہ کر دوں تو میں نے اسے تقسیم کر دیا۔ پھر آپ نے مجھے ان کی جھولیں تقسیم کرنے کا حکم دیا تو میں نے انھیں بھی بانٹ دیا۔ پھر آپ نے مجھے ان کی کھالیں تقسیم کرنے کا حکم دیا تو میں نے وہ بھی تقسیم کر دیں۔ (ايضاً، باب يتصدق بجلال البدن، ح: 1718) اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تنفیذ میں ترجمان کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ سیدنا رافع بن عمرو مزنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ منیٰ میں اپنے سفید خچر پر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے جب کہ دن اونچا آ چکا تھا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ کی بات آگے پہنچا رہے تھے اور کچھ لوگ بیٹھے تھے اور کچھ کھڑے تھے۔ (سنن أبي داوٗد، كتاب المناسك، باب أي وقت يخطب يوم النحر، ح: 1956۔ السنن الكبرى للنسائي، ح: 4079 صححه الالباني)

سیدنا مسعود بن حکم انصاری رضی اللہ عنہ کی والدہ فرماتی ہیں: گویا میں اب بھی سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنی

نگاہوں کے سامنے دیکھ رہی ہوں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید خچر پر سوار ہیں، حجۃ الوداع کے موقع پر وہ انصار کے ایک گروہ کے پاس رکے ہیں اور کہہ رہے ہیں: لوگو! بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ یہ (ایام منیٰ) روزے کے ایام نہیں ہیں، یہ تو کھانے پینے اور (اللہ کے) ذکر کے دن ہیں۔''

(مسند الإمام أحمد: 92/1۔ وصححه الحاكم : 434/1، 435)

وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ

حجۃ الوداع سے مدینہ واپس آنے کے کچھ عرصہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے۔ اس دوران میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نہایت تندہی اور جاں فشانی کے ساتھ تیمارداری اور خدمت گزاری کا فریضہ انجام دیا۔

جناب عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات کے متعلق کچھ بتانا پسند فرمائیں گی؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''کیوں نہیں، سنو! جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھے تو آپ نے دریافت کیا: ''کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟'' ہم نے عرض کیا: نہیں، اے اللہ کے رسول! بلکہ وہ آپ کے منتظر ہیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میرے لیے ایک لگن میں پانی بھر دو۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہم نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ آپ نے غسل کیا، پھر اٹھنے لگے تو بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو فرمایا: ''کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے عرض کیا: نہیں، اے اللہ کے رسول! وہ تو آپ کے منتظر ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''میرے لیے ٹب میں پانی رکھ دو۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آپ بیٹھ گئے اور غسل کیا پھر جب آپ نے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا تو بے ہوش ہو گئے، اس کے بعد ہوش آیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟'' ہم نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''میرے لیے ٹب میں پانی رکھ دو۔'' (ہم نے پانی رکھ دیا) تو آپ بیٹھ گئے اور غسل کیا۔ پھر جب آپ اٹھنے لگے تو بے ہوش ہو گئے۔ بعد ازاں ہوش آیا تو پوچھا: ''کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟'' ہم نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول! وہ آپ کے منتظر ہیں۔ لوگ عشاء کی نماز کے لیے مسجد میں بیٹھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے۔

آخر کار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی بھیجا اور حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ آپ کا فرستادہ ان کے پاس آیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو حکم دے رہے ہیں کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ چونکہ انتہائی نرم دل تھے، اس لیے انھوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: عمر! تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔ سیدنا

عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ اس منصب کے زیادہ حق دار ہیں۔ چنانچہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان دنوں لوگوں کو نمازیں پڑھائیں۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں کچھ افاقہ محسوس کیا تو آپ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر نماز ظہر کے لیے تشریف لائے۔ ان میں سے ایک عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ اس وقت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ جب آپ کو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا کہ پیچھے نہ ہٹو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے ان کے پہلو میں بٹھا دو۔'' چنانچہ ان دونوں نے آپ کو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بٹھا دیا۔ اس وقت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تو کھڑے ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے جب کہ لوگ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ کہتے ہیں: پھر میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ میں وہ حدیث آپ کے گوش گزار کروں جو مجھ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات کے متعلق بیان کی ہے؟ انھوں نے کہا: پیش کرو۔ میں نے ان کے سامنے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ حدیث پیش کی تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس میں سے کسی بات کا انکار نہ کیا، صرف اتنا کہا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تمھیں اس شخص کا نام بھی بتایا جو عباس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا؟ میں نے کہا: نہیں۔ تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: وہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔

(صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب إنما جعل الإمام ليؤتم به، ح: 687)

سیدنا کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ ایک دن سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے باہر تشریف لائے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرض وفات میں مبتلا تھے۔ لوگوں نے پوچھا: ابو الحسن! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب کیسے ہیں؟ انھوں نے کہا: الحمد للہ! اب اچھے ہیں۔ سیّدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے ان (علی رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: اللہ کی قسم! تم تین دن کے بعد محکوم اور لاٹھی کے غلام بن جاؤ گے، کیوں کہ اللہ کی قسم! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ عنقریب آپ اس مرض میں وفات پا جائیں گے۔ میں بنو مطلب کے چہرے ان کی وفات کے وقت پہچان لیتا ہوں۔ آؤ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اس امر کے متعلق دریافت کریں کہ آپ کے بعد کون آپ کا خلیفہ ہوگا؟ اگر آپ نے ہم لوگوں کو خلافت دی تو معلوم ہو جائے گا اور اگر آپ نے کسی دوسرے کو خلافت سونپی تو بھی معلوم ہو جائے گا، اور تب آپ ہمارے متعلق حسن سلوک کی اسے وصیت فرمائیں گے۔ یہ سن کر علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر ہم نے آپ سے اس امر کے متعلق دریافت کیا اور آپ نے ہمیں محروم فرما دیا تو آپ کے بعد لوگ ہمیں کبھی خلیفہ نامزد نہیں کریں گے، اللہ کی قسم!

میں تو رسول اللہ ﷺ سے خلافت کے متعلق سوال نہیں کروں گا۔

(صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته، ح : 4447)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو قبر میں اتارنے والوں میں بھی شامل تھے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سیّدنا عباس، علی اور فضل رضی اللہ عنہم یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی قبر میں (آپ کو اتارنے کے لیے) اترے تھے۔ ایک انصاری صحابی نے آپ ﷺ کے لیے لحد تیار کی تھی اور وہی شہداء کی لحد تیار کیا کرتا تھا۔

(المنتقى لابن الجارود، كتاب الجنائز، ح : 547، شرح مشكل الآثار ، ح: 2843)

عہد صدیقی اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو حالات اس بات کا تقاضا کر رہے تھے کہ مسلمان جلد از جلد کسی کو اپنا سربراہ منتخب کر لیں۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا سربراہ مقرر کر لیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ وہاں موجود نہ تھے، اس لیے وہ بیعت نہ کر سکے تھے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یاد رکھو کہ جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے بہتر تھے، البتہ انصار نے ہماری مخالفت کی تھی اور وہ سب لوگ سقیفہ بنو ساعدہ میں جمع ہو گئے تھے۔ اسی طرح علی و زبیر (رضی اللہ عنہما) اور ان کے ساتھیوں نے بھی (ہمارے ساتھ سقیفہ جمع ہونے میں) ہماری مخالفت کی تھی، تاہم مہاجرین ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے۔ اس وقت میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: ابوبکر! ہمیں آپ اپنے انصار بھائیوں کے پاس لے چلیں، چنانچہ ہم ان سے ملاقات کے لیے چل پڑے، پھر جب ہم ان کے قریب پہنچے تو ہمیں ان کے دو نیک آدمی ملے۔ انھوں نے وہ چیز ذکر کی جس پر انصار کا اتفاق ہوا تھا۔ انھوں نے کہا: اے مہاجرین کی جماعت! تم کہاں جا رہے ہو؟ ہم نے کہا: ہم اپنے انصار بھائیوں کے پاس جا رہے ہیں۔ انھوں نے کہا: آپ حضرات وہاں ہرگز نہ جائیں بلکہ از خود جو کرنا ہے اسے عملی جامہ پہنا دیں۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم وہاں ضرور جائیں گے، چنانچہ ہم آگے بڑھے اور انصار کے پاس سقیفۂ بنو ساعدہ میں پہنچے۔ مجلس میں ایک صاحب چادر اپنے سارے جسم پر لپیٹے درمیان میں بیٹھے تھے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ میں نے پوچھا: انھیں کیا ہوا ہے؟ انھوں نے بتایا کہ انھیں بخار ہے۔

جب ہم تھوڑی دیر وہاں بیٹھے تو ان کے خطیب نے خطبہ پڑھا اور اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان حمد و ثنا کی، پھر

گویا ہوئے: ہم دین الٰہی کے مددگار اور لشکر اسلام ہیں۔ اے مہاجرین کی جماعت! تم ایک گروہ ہو۔ تمھاری یہ تھوڑی تعداد اپنی قوم سے نکل کر ہمارے پاس آئی ہے۔ تم یہ چاہتے ہو کہ ہماری بیخ کنی کر کے خود خلیفہ بن جاؤ اور ہمیں اس سے محروم کر دو، ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔ جب وہ اپنی تقریر پوری کر چکے تو میں نے ارادہ کیا کہ گفتگو کروں۔ میں نے ایک عمدہ تقریر اپنے ذہن میں ترتیب دے رکھی تھی۔ میری انتہائی خواہش تھی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بات کرنے سے پہلے ہی میں اپنی تقریر کا آغاز کروں اور انصار کی باتوں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جو غصہ آیا ہے میں اس کو دور کروں، تاہم جس وقت میں نے تقریر کرنے کا ارادہ کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم خاموش رہو۔ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غصہ نہیں دلانا چاہتا تھا۔ آخر انھوں نے اپنی گفتگو کا آغاز کیا۔ اللہ کی قسم! وہ مجھ سے زیادہ زیرک، بردبار اور باوقار تھے۔ اللہ کی قسم! انھوں نے کوئی بات نہ چھوڑی جو میں نے بہترین پیرائے میں سوچ رکھی تھی مگر انھوں نے فی البدیہہ اس (میری سوچی ہوئی تقریر) جیسی بلکہ اس سے بھی بہترین تقریر کی، پھر وہ خاموش ہوگئے۔ ان کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا:

''انصار بھائیو! تم نے اپنی فضیلت اور بزرگی میں جو کچھ کہا ہے وہ سب درست ہے۔ یقیناً تم اس کے سزاوار ہو، مگر خلافت قریش کے علاوہ کسی دوسرے خاندان کے لیے نہیں ہوسکتی کیوں کہ قریش ازروئے نسب اور ازروئے خاندان تمام عرب قوموں سے بڑھ کر ہیں۔ اب تم لوگ ایسا کرو کہ ان دو آدمیوں میں سے کسی ایک کے ہاتھ پر بیعت کرلو۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میرا اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا جو ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی ساری گفتگو میں صرف یہی آخری بات مجھے ناگوار گزری۔ اللہ کی قسم! مجھے آگے کر دیا جاتا اور میری گردن اڑا دی جاتی تو یہ مجھے اس گناہ سے زیادہ پسند تھا کہ مجھے ایک ایسی قوم کا امیر بنایا جاتا جس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہوں۔ میرا اب تک یہی خیال ہے، الا یہ کہ مجھے میرا نفس بہکا دے اور میں کوئی دوسرا خیال کروں جو میرے دل میں نہیں۔

پھر انصار میں سے ایک کہنے والے نے کہا: خبردار! میں ایک ایسی لکڑی ہوں جس سے خارشی اونٹ اپنا بدن رگڑ کر شفا پاتے ہیں اور میں وہ باڑ ہوں جو درختوں کے اردگرد ان کی حفاظت کے لیے لگائی جاتی ہے، میں تمھیں ایک عمدہ تدبیر بتاتا ہوں کہ تم دو خلیفے بنا لو: ایک ہماری قوم کا اور ایک قریش والوں کا۔ پھر شور وغل زیادہ ہوگیا اور آوازیں بلند ہونے لگیں۔ مجھے ڈر لگا کہ مبادا مسلمانوں میں پھوٹ پڑ جائے۔ بالآخر میں نے کہا: اے ابوبکر! اپنا ہاتھ بڑھائیں۔ انھوں نے ہاتھ بڑھایا تو میں نے ان سے بیعت کی، پھر مہاجرین نے بیعت کی، اس کے بعد

انصار نے بیعت کی۔ ہم سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس گئے تو انصار میں سے کسی نے کہا: تم نے سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا ہے۔ میں نے کہا: اللہ نے اس کا خون کیا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے خطبے میں) یہ بھی فرمایا: اللہ کی قسم! ہم نے پیش آمدہ امر سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے زیادہ کوئی اور معاملہ اہم نہ پایا کیونکہ ہمیں اندیشہ تھا کہ اگر ہم اسی حالت میں لوگوں سے جدا ہو گئے اور ہم نے کسی کی بیعت نہ کی تو لوگ ہمارے بعد کسی شخص کی بیعت کر لیں گے تو پھر ہم ایسے شخص کی بیعت کرتے جس سے ہم خوش نہ تھے یا ان کی مخالفت کرتے تو فساد برپا ہوتا۔ (میں پھر یہی کہتا ہوں کہ) جو شخص کسی دوسرے کی مسلمانوں کے مشورے کے بغیر بیعت کرے گا تو دوسرے لوگ بیعت کرنے والے کی پیروی نہ کریں اور نہ اس کی بات مانی جائے جس سے بیعت کی گئی ہے، کیونکہ وہ دونوں قتل کر دیئے جائیں گے۔ (صحیح البخاري، کتاب الحدود، باب رجم الحبلٰی فی الزنا، ح: 6830)

جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت ہو گئی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی اسی دن یا اگلے دن آپ کی بیعت کر لی۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو انصار کے خطباء کھڑے ہوئے، ان میں سے ایک شخص کہنے لگا: اے مہاجرین کی جماعت! بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تم میں سے کسی کو عامل مقرر کرتے تو اس کے ساتھ ہم میں سے بھی ایک آدمی کو مقرر کیا کرتے تھے۔ اس لیے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ دو آدمی حکمران ہوں، ایک تم میں سے اور ایک ہم میں سے ہو۔ پھر انصار کے تمام خطباء اسی موقف کو دہراتے رہے تو سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بولے: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے تھے اور بے شک امام اور حاکم بھی مہاجرین میں سے ہوگا، اور ہم اس کے اسی طرح معاون ہوں گے جس طرح ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاون تھے۔ یہ بات سن کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے انصار کی جماعت! اللہ تمھیں جزائے خیر دے اور اس تجویز دینے والے کو ثابت قدم رکھے۔ پھر فرمایا: اگر تم اس کے برخلاف کوئی تدبیر دیتے تو ہم تم سے اتفاق نہ کرتے۔ پھر سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام کر کہا: یہ تمھارے ساتھی ہیں، سو تم ان کی بیعت کرو۔ پھر لوگ (بیعت کے لیے) چل پڑے، پھر جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے تو لوگوں کے چہروں پر نظر دوڑائی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو نہ دیکھا۔ ان کے متعلق لوگوں سے دریافت کیا تو انصار میں سے کچھ لوگ کھڑے ہوئے اور انھیں لے آئے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے! اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد! کیا آپ مسلمان کی وحدت کو توڑنا چاہتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ چنانچہ انھوں نے بھی ان (سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ) کی بیعت کر لی، پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نظر نہ

آئے تو آپ نے ان کے متعلق دریافت کیا تو لوگ ان کو بھی لے آئے۔ آپ نے پوچھا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد! اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری! کیا آپ مسلمانوں کی وحدت کو توڑنا چاہتے ہیں؟ انھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرح جواب دیتے ہوئے کہا: مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ چنانچہ انھوں نے بھی بیعت کر لی۔

(مسند الإمام أحمد : 186/5، وصححه الحاكم : 76/3 ووافقه الذهبي)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے گھرانے سے بڑی محبت تھی۔ سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے کچھ ہی دن بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ عصر کے بعد نکلا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک (دائیں یا بائیں) جانب چل رہے تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گزر سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس سے ہوا، وہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور فرمایا: میرا باپ تم پر قربان ہو، تم تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو، نہ کہ علی کے۔ اور علی رضی اللہ عنہ (یہ سن کر) مسکرا رہے تھے۔ (صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح: 3542، مسند الإمام أحمد : 8/1 واللفظ له)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کی خلافت کی تعریف کیا کرتے تھے۔ عون بن ابی جُحیفہ کہتے ہیں کہ میرے والد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خصوصی پہرے داروں میں سے تھے۔ وہ منبر کے قریب بیٹھتے تھے۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے منبر پر آ کر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور فرمایا: اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے خیر و برکت رکھ دیتا ہے۔ (مسند الإمام أحمد: 106/1)

امام محمد ابن حنفیہ کہتے ہیں: میں نے اپنے والد گرامی (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے افضل کون ہے؟ انھوں نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے پوچھا: پھر کون؟ انھوں نے فرمایا: پھر عمر رضی اللہ عنہ۔ مجھے اس بات کا اندیشہ ہوا کہ اب آپ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا نام ذکر کریں گے تو میں نے کہا: اس کے بعد پھر آپ (افضل) ہیں؟ یہ سن کر انھوں نے فرمایا: میں تو عام مسلمانوں جیسا آدمی ہوں۔

(صحيح البخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب، ح : 3671)

جناب عبد خیر کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر کیا، پھر ارشاد فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہوئے اور ان کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ چنا گیا تو انھوں نے سارے

امور رسول اللہ ﷺ کے عمل کے مطابق سرانجام دیے اور آپ ہی کے طریقے پر چلتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے پاس بلا لیا۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ چنا گیا تو انھوں نے بھی اپنے دونوں پیش رووں کے عمل کے مطابق امور سرانجام دیے اور ان دونوں کے طریقے پر چلتے رہے یہاں تک کہ ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلا لیا اور وہ اسی منہج پر قائم تھے۔ (مسند الإمام أحمد : 128/1)

عہد فاروقی اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بھی بڑی عقیدت تھی۔ آپ ان کے مقام و مرتبہ اور فضیلت کے معترف تھے۔

سیدنا وہب سوائی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے پوچھا: اس امت میں نبی ﷺ کے بعد افضل کون ہے؟ میں نے عرض کیا: امیر المومنین! آپ ہیں۔ لیکن انھوں نے فرمایا: نہیں، اس امت میں نبی ﷺ کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ افضل ہیں، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور ہم اس امر کو بعید نہیں سمجھتے تھے کہ سکون و وقار سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر بولتا ہے۔ (مسند الإمام أحمد : 106/1)

سیدنا علی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے باہمی تعلقات کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحب زادی ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بیاہ دی تھی۔

سیدنا ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی خواتین میں کچھ چادریں تقسیم کیں تو ایک بہترین نئی چادر بچ گئی، آپ کے قریبی حضرات نے کہا: امیر المومنین! یہ چادر رسول اللہ ﷺ کی بیٹی (نواسی) کو عنایت کر دیں جو آپ کے نکاح میں ہے۔ ان کی مراد ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا تھیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ام سلیط (رضی اللہ عنہا) اس کی زیادہ حق دار ہیں، اور ام سلیط رضی اللہ عنہا ان انصاری عورتوں میں سے تھیں جنھوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ ام سلیط رضی اللہ عنہا جنگ اُحد کے دن ہمارے لیے پانی کے مشکیزے اٹھا اٹھا کر لاتی تھیں۔

(صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب حمل النساء القرب إلى الناس في الغزو، ح : 2881)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے خوش اور مطمئن تھے۔ عبد خیر کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا، پھر ارشاد فرمایا: رسول اللہ ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے اور آپ

کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا تو انھوں نے سارے امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے مطابق انجام دیے اور آپ ہی کے طریقے پر چلتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے پاس بلا لیا۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا تو انھوں نے اپنے دونوں پیش رووں کے عمل کے مطابق امور سرانجام دیے اور ان دونوں کے طریقے پر چلتے رہے، یہاں تک کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلا لیا اور وہ اسی منہج پر قائم تھے۔

(مسند الإمام أحمد : 128/1)

سیدنا علی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما دونوں میں بڑی محبت اور اپنائیت تھی۔ ثقہ تابعی قیس بن عباد کہتے ہیں کہ میں علم و شرف کی تلاش میں مدینہ آیا، میں نے دو سبز کپڑوں میں ملبوس ایک آدمی دیکھا۔ اس نے اپنا ہاتھ ایک دوسرے آدمی کے کندھے پر رکھا ہوا تھا، اور اس کے بالوں کی مینڈھیاں تھیں۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا: یہ سیدنا علی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔

(المعرفة والتاريخ : 445/1)

جناب سعید بن مسیّب فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور پوچھا کہ تاریخ لکھنے کا آغاز کس دن سے کریں؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس دن سے کریں جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تھی اور ارضِ شرک کو خیرآباد کہا تھا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہی فیصلہ صادر فرما دیا۔ (التاريخ الكبير : 9/1)

امام سعید بن مسیّب فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایسے پیچیدہ معاملات سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے جنھیں ابوالحسن (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) حل نہ کرسکیں۔ (فضائل الصحابة للإمام لأحمد، ح : 1100)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مجنون و دیوانی حاملہ عورت کو لایا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے رجم کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ دیکھ کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا: کیا آپ یہ بات نہیں جانتے کہ تین قسم کے لوگوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے: مجنون سے یہاں تک کہ اسے عقل آجائے۔ بچے سے یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائے۔ اور سوئے ہوئے آدمی سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا۔ (مسند ابن الجعد، ح : 741۔ المستدرك للحاكم : 389/4)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں شراب پینے والوں کو ہاتھوں، جوتوں اور لاٹھیوں کے ساتھ مارا جاتا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے۔ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے زیادہ لوگ اس فعل میں مبتلا ہونے لگے تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر ہم ان کے لیے کوئی

حد مقرر کر دیں (تو شاید اس جرم میں کمی واقع ہو جائے)، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ان (شراب نوشوں) کو جس قدر مارا جاتا تھا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی اس گنتی (سزا دینے) کی طرف مائل ہوئے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ چالیس کوڑے مارتے رہے یہاں تک فوت ہو گئے۔ پھر اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے۔ وہ بھی اسی طرح چالیس کوڑے مارتے رہے یہاں تک کہ ان کے پاس مہاجرین اوّلین میں سے ایک شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ آپ نے اس کو کوڑے لگانے کا حکم دیا تو اس نے کہا: تم مجھے کیوں کوڑے مارو گے؟ میرے اور تمھارے درمیان اللہ کی کتاب ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اللہ کی کتاب میں کہاں پاتے ہو کہ میں تمھیں کوڑے نہ ماروں؟ اس نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا﴾ (المائدة : 93)

''ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جو انھوں نے کھایا۔''

میں انھی لوگوں میں سے ہوں جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے پھر پرہیزگاری اختیار کی اور ایمان لائے پھر پرہیزگاری اختیار کی اور نیکی کی۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بدر، احد، خندق اور دیگر غزوات میں شریک ہوا۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے (لوگوں سے) فرمایا: کیا تم اسے جواب نہیں دے سکتے۔ تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت تو گزرے ہوئے لوگوں کے لیے معذرت اور بعد والوں کے لیے بطور حجت نازل ہوئی ہے۔ گزرے ہوؤں کے لیے عذر اس لیے کہ وہ شراب کی حرمت اترنے سے پہلے فوت ہو گئے، اور بعد والوں کے لیے حجت اس طرح ہے کہ اللہ فرماتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ﴾

(المائدة : 90)

''مومنو! شراب، جوا، شرک کے لیے نصب کردہ چیزیں اور فال کے تیر تو سراسر گندے ہیں، شیطان کے کام سے ہیں۔''

پھر انھوں نے ایک دوسری آیت پڑھی (اور کہا): اگر یہ ان لوگوں میں سے ہوں جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے پھر پرہیزگاری اختیار کی اور ایمان لائے پھر پرہیزگاری اختیار کی اور نیکی کی، تو اللہ نے تو اسے شراب پینے سے منع کیا ہے۔ اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے سچ کہا۔ پھر (دوسروں سے کہا) تم لوگوں کی کیا رائے ہے؟ تب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ جب اس نے شراب پی تو اسے نشہ آیا اور جب نشہ آیا تو ہذیان بکا اور جب

ہذیان بکا تو جھوٹا بہتان باندھا اور جھوٹا بہتان باندھنے والے کی سزا اَسّی (80) کوڑے ہے۔ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اسّی کوڑے مارنے کا حکم دیا۔

(سنن الدارقطني، كتاب الحدود، ح: 3312، سنن الكبرى للنسائي، ح: 5269)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ حکومت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائیداد بھی سیدنا علی اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہما کی تحویل میں دے دی تھی۔

مالک بن اوس بن حدثان النصری سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں بلایا تو اچانک آپ کے چوکیدار یرفا نامی اندر آئے اور عرض کیا کہ عثمان بن عفان، عبدالرحمٰن بن عوف، زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اندر آنا چاہتے ہیں، کیا آپ کی طرف سے انھیں اجازت ہے؟ آپ نے فرمایا: انھیں بلا لو۔ تھوڑی دیر کے بعد یرفا پھر آئے اور کہا کہ عباس اور علی رضی اللہ عنہما بھی اجازت چاہتے ہیں، آیا انھیں اندر آنے کی اجازت ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ جب یہ دونوں بزرگ اندر تشریف لے آئے اور سلام کہا تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المومنین! میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کر دیجیے، اور وہ دونوں بزرگ اس جائیداد کے متعلق جھگڑ رہے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو نضیر کے مال سے بطور فے عطا فرمائی تھی۔ اس موقع پر سیّدنا علی اور عباس رضی اللہ عنہما نے ایک دوسرے کو سخت سست کہا۔ (جب انھوں نے ایک دوسرے پر تنقید کی) تو حاضرین بولے: امیر المومنین! آپ ان دونوں کا فیصلہ کر دیں تاکہ ان دونوں میں کوئی جھگڑا نہ رہے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ذرا صبر کرو! میں آپ لوگوں سے اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے زمین وآسمان قائم ہیں، کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: ''ہم انبیاء کی جائیداد تقسیم نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔'' اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد خود اپنی ذات کریمہ تھی؟ حاضرین نے کہا: یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا۔ پھر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سیّدنا عباس اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا: میں آپ دونوں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا آپ کو بھی معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث بیان فرمائی تھی؟ ان دونوں بزرگوں نے بھی ہاں میں جواب دیا۔ اس کے بعد سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب میں آپ لوگوں سے اس معاملے کے متعلق گفتگو کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مال فے میں سے خاص طور پر عطا فرما دیا تھا، جو آپ کے سوا اور کسی کو نہیں دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ﴾ (الحشر : 6)

''اللہ تعالیٰ نے (بنونضیر کے) اموال میں سے جو کچھ اپنے رسول کو دیا ہے تم نے اس کے لیے کوئی گھوڑے یا اونٹ نہیں دوڑائے اور لیکن اللہ اپنے رسولوں کو مسلط کر دیتا ہے جس پر چاہتا ہے اور اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔''

(یعنی اللہ تعالیٰ نے بغیر جنگ کے یہ مال عطا فرمایا تھا) تو یہ مال خاص رسول اللہ ﷺ کے لیے تھا، لیکن اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے تمھیں نظر انداز کر کے اسے اپنے لیے مخصوص نہیں فرمایا اور نہ تم پر اپنی ذات ہی کو ترجیح دی تھی۔ آپ نے وہ مال تمھیں دیا اور تم پر تقسیم کر دیا حتیٰ کہ اس میں سے صرف یہ مال باقی رہا ہے جو رسول اللہ ﷺ اپنے اہل وعیال پر سال بھر خرچ کرتے تھے اور جو مال باقی بچتا تھا، اسے آپ اللہ تعالیٰ کے مصارف میں خرچ کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا زندگی بھر یہی معمول رہا۔ پھر جب نبی ﷺ کی وفات ہوگئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کا جانشین ہوں اور اس مال کو انھوں نے اپنے قبضے میں کر لیا اور اسے انھی مصارف میں خرچ کرتے رہے جن میں رسول اللہ ﷺ خرچ کیا کرتے تھے اور آپ لوگ یہیں موجود تھے۔

اس کے بعد سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سیّدنا علی اور سیّدنا عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہی طریقہ اختیار کیا جیسا کہ آپ لوگوں کو بھی اس کا اقرار ہے۔ اللہ کی قسم! وہ اپنے طرز عمل میں سچے، مخلص، صحیح راستے پر اور حق کی پیروی کرنے والے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی اٹھا لیا تو میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جانشین ہوں اور اپنی امارت کے دو سال تک اس پر قابض رہا اور اسے انھی مصارف میں خرچ کرتا رہا جن میں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ اور اللہ جانتا ہے کہ میں بھی اپنے طرز عمل میں سچا، مخلص، صحیح راستہ پر گامزن اور حق کی پیروی کرنے والا تھا۔ پھر آپ دونوں میرے پاس آئے۔ آپ دونوں ایک ہیں اور آپ کا معاملہ بھی ایک ہے۔ اے عباس! آپ میرے پاس آئے تو میں نے آپ دونوں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''ہمارا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔'' پھر میں نے سوچا کہ وہ جائیداد آپ کے حوالے کر دوں، تو میں نے آپ سے کہا: اگر آپ چاہتے ہیں تو میں یہ جائیداد اس شرط پر آپ کے حوالے کرتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے کیے ہوئے عہد کی تمام ذمہ داریوں کو پورا کریں گے اور اس میں وہی طرز عمل اختیار کریں گے جو رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا، اور

جیسا آغاز خلافت سے میرا ہے۔ اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو مجھ سے اس کے متعلق گفتگو نہ کریں۔ اس وقت آپ نے کہا: اس شرط پر جائیداد ہمارے حوالے کر دیں، تو میں نے اسے آپ کے سپرد کر دیا۔ کیا اب آپ مجھ سے اس کے سوا کوئی اور فیصلہ طلب کرتے ہیں؟ اللہ کی قسم! جس کے حکم سے زمین وآسمان قائم ہیں، قیامت تک میں اس کے علاوہ اور کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اگر آپ ان شرائط کو پورا کرنے سے عاجز ہیں تو جائیداد مجھے واپس کر دیں، میں خود اس کا انتظام کروں گا۔

(صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب حديث بني النضير......، ح: 4033)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے پہلے خلافت کے لیے چھ صحابہ کے نام تجویز کیے کہ مسلمان ان چھ میں سے کسی ایک کو اپنا خلیفہ بنا لیں اور ساتھ ہی فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک ان چھ سے راضی وخوش تھے۔ ان چھ صحابہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب ابولولؤ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا تو اس نے آپ پر دو وار کیے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خیال ہوا کہ شاید ان سے لوگوں کے حقوق میں کوئی ایسی کوتاہی ہوئی ہے جسے وہ جانتے نہیں، چنانچہ انھوں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بلایا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بڑی محبت تھی۔ وہ ان کو اپنے قریب رکھتے تھے اور ان کی بات سنا کرتے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ تم لوگوں سے جا کر اس (حملے) کے بارے میں پتا کرو (کہ آیا یہ لوگوں کے مشورے سے ہوا ہے؟) ابن عباس رضی اللہ عنہما باہر نکلے، وہ مسلمانوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے، وہ روتے نظر آتے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے واپس آ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا: امیر المومنین! میں جس جماعت کے پاس سے گزرا، اسے روتے ہوئے ہی پایا۔ ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے آج وہ اپنی کم عمر اولاد کو گم کر بیٹھے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: مجھے کس نے قتل کیا؟ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے مجوسی غلام ابولؤلؤ نے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: (جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو پتا چلا کہ ان کا قاتل مسلمان نہیں، مجوسی ہے تو) میں نے ان کے چہرے پر خوشی کے آثار دیکھے اور انھوں نے کہا: ہر طرح کی تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے میرا قاتل ایسے شخص کو نہیں بنایا جو لا الہ الا اللہ کہہ کر (روز قیامت) مجھ سے جھگڑا کر سکے۔ (پھر کہا:) میں نے تمھیں کسی عجمی کافر غلام کو یہاں (مدینہ میں) لانے سے منع کیا تھا، لیکن تم لوگوں نے میری بات نہ مانی۔

پھر فرمایا: میرے پاس میرے بھائیوں کو بلاؤ۔ لوگوں نے کہا: وہ کون ہیں؟ فرمایا: عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبد

الرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم۔ چنانچہ ان سب کی طرف پیغام بھیجا گیا، پھر آپ نے اپنا سر میری گود میں رکھ لیا۔ اتنے میں وہ حضرات بھی آ گئے۔ میں نے کہا: وہ سب آ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں نے مسلمانوں کے بارے میں غور کیا تو میں نے تم چھ حضرات کو مسلمانوں کا سردار اور قائد پایا اور یہ امر خلافت صرف تم میں ہوگا۔ جب تک تم سیدھے رہو گے اس وقت تک لوگوں کا معاملہ بھی ٹھیک رہے گا اور اگر لوگوں میں اختلاف ہوا تو پہلے تم میں ہوگا۔ جب میں نے یہ سنا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپس کے اختلاف کا ذکر کیا ہے تو میں سمجھ گیا کہ یہ اختلاف ضرور ہو کر رہے گا۔ کیوں کہ بہت کم ایسا ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کوئی بات کہی ہو اور میں نے اسے پوری ہوتے نہ دیکھا ہو۔ پھر ان کے زخموں سے بہت زیادہ خون بہنے لگا۔ وہ چھ حضرات آپس میں چپکے چپکے باتیں کرنے لگے، حتیٰ کہ مجھے خطرہ ہوا کہ یہ لوگ ابھی اپنے میں سے کسی کی بیعت کر لیں گے۔ اس پر میں نے کہا: ابھی امیر المومنین زندہ ہیں اور ایک وقت میں دو خلیفہ نہیں ہونے چاہئیں کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں...... (المعجم الأوسط للطبراني، ح: 579)

جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انھیں تاریخی الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ رکھا گیا تو لوگوں نے اسے گھیرے میں لے لیا اور ان کے لیے اللہ سے دعائیں اور مغفرت طلب کرنے لگے۔ میں بھی وہاں موجود تھا۔ چنانچہ اٹھانے سے پہلے اچانک ایک آدمی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ میں نے دیکھا تو وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔ انھوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت کرتے ہوئے کہا: اے عمر! آپ نے اپنے بعد کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا جو عمل و کردار کے اعتبار سے مجھے آپ سے زیادہ محبوب ہو (اور میں تمنا کروں) کہ میں اس جیسا بن کر اللہ سے ملوں۔ اللہ کی قسم! مجھے تو پہلے ہی سے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا اور میرا یہ یقین اس بنا پر تھا کہ میں اکثر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا کرتا تھا: ''میں اور ابوبکر و عمر گئے۔ میں اور ابوبکر و عمر اندر آئے۔ میں اور ابوبکر و عمر باہر نکلے۔'' (صحيح البخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب عمر بن الخطاب، ح: 3685)

عہد عثمانی اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے پہلے خلافت کے لیے جن چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام تجویز کیے تھے وہ یہ تھے: سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف اور سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم۔ ان میں سے چار صحابہ نے اپنے نام واپس لے لیے تو دو صحابی (عثمان و علی رضی اللہ عنہما) باقی رہ گئے۔ انھوں نے فیصلہ سیدنا

عبدالرحمٰن بن عوف ؓ پر چھوڑ دیا تو سیدنا عبدالرحمٰن ؓ نے سیدنا عثمان ؓ کے حق میں فیصلہ دے دیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ دوسرے مسلمانوں نے بھی ان سے اتفاق کیا اور سیدنا عثمان ؓ کی بیعت کر لی۔ سیدنا مسور بن مخرمہ ؓ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ جنھیں عمر ؓ نے خلیفہ مقرر کرنے کا اختیار دیا تھا، وہ جمع ہوئے اور باہم مشورہ کیا۔ ان سے عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے کہا: میں خلافت کے سلسلے میں آپ لوگوں سے مقابلہ نہیں کروں گا لیکن اگر آپ چاہتے ہیں تو آپ ہی میں سے کسی کو آپ کے لیے خلیفہ مقرر کر دوں؟ چنانچہ سب نے خلافت کا معاملہ عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کے سپرد کر دیا۔ جب انھوں نے انتخاب کی ذمہ داری ان کے سپرد کر دی تو سب لوگ ان کی طرف مائل ہو گئے یہاں تک کہ میں نے کسی کو نہ دیکھا جو باقی حضرات کا پیچھا کرتا ہو یا ان کی ایڑی روندتا ہو۔ تمام لوگوں کا میلان عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کی طرف ہو گیا اور وہ انھیں ان راتوں میں مشورہ دیتے رہے، حتیٰ کہ جب وہ رات آ گئی جس کی صبح ہم نے عثمان ؓ سے بیعت کی۔ مسور ؓ نے بیان کیا کہ کچھ رات گزر جانے کے بعد عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے زور سے میرا دروازہ کھٹکھٹایا، حتیٰ کہ میں بیدار ہو گیا۔ انھوں نے کہا: میرا خیال ہے آپ سو رہے تھے۔ اللہ کی قسم! میں ان راتوں میں بہت کم سو سکا ہوں، آپ ابھی جائیں اور زبیر اور سعد (ؓ) کو بلا لائیں۔ میں ان دونوں بزرگوں کو بلا لایا تو انھوں نے ان دونوں سے مشورہ کیا۔ مجھے پھر بلایا اور فرمایا: سیّدنا علی ؓ کو بلا لائیں۔ میں گیا اور انھیں بلا لایا تو آپ ان کے ساتھ مشورہ کرتے رہے حتیٰ کہ آدھی رات گزر گئی۔ پھر سیّدنا علی ؓ اس حالت میں اٹھ کر گئے کہ وہ خلافت کے خواہش مند تھے۔ عبدالرحمٰن ؓ کے دل میں ان کے متعلق کچھ کھٹک بھی تھی۔ پھر انھوں نے کہا: سیّدنا عثمان ؓ کو بلا لائیں۔ میں انھیں بلا لایا تو آپ ان سے سرگوشی کرتے رہے حتیٰ کہ مؤذن نے صبح کی اذان دے دی اور دونوں جدا ہو گئے۔ جب لوگوں نے صبح کی نماز ادا کی اور وہ منبر کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے وہاں موجود انصار و مہاجرین اور لشکروں کے قائدین کو بلایا۔ ان سب حضرات نے امسال سیّدنا عمر ؓ کے ساتھ حج کیا تھا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا: اما بعد! اے علی! میں نے لوگوں کے خیالات معلوم کیے ہیں، میں نے دیکھا ہے کہ وہ عثمان ؓ کو مقدم سمجھتے ہیں اور ان کے برابر کسی کو خیال نہیں کرتے، اس لیے آپ اپنے دل میں کوئی میل پیدا نہ کریں۔ پھر فرمایا: اے عثمان! میں اللہ کے دین، رسول اللہ ﷺ کی سنت اور آپ ﷺ کے دو خلفاء کے طریق کے مطابق آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ چنانچہ سب سے پہلے سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے ان سے بیعت کی، پھر باقی سب لوگوں، یعنی مہاجرین و انصار، فوجوں

کے قائدین اور دیگر اہل اسلام نے بیعت کی۔

(صحيح البخاري، كتاب الأحكام، باب كيف يبايع الإمام الناس، ح: 7207)

جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی تو سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بعد پہلے شخص سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی تھے جنھوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی۔

جناب عمرو بن میمون سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے، وہ فرماتے ہیں: جب لوگ ان (عمر رضی اللہ عنہ) کے دفن سے فارغ ہوئے تو نامزد کردہ لوگ جمع ہوئے۔ سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ اپنی رائے تین حضرات کے حوالے کر دیں۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنا حق سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اپنی رائے کا حق عثمان رضی اللہ عنہ کو سونپا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا معاملہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عثمان اور علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا: آپ دونوں میں سے کون امر خلافت سے دست بردار ہوتا ہے؟ ہم اسے خلافت سونپ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کا نگران ہوگا اور حقوق اسلام کی ذمہ داری اس پر لازم ہوگی، لہٰذا دونوں میں سے ہر ایک اپنے سے افضل پر غور کرے۔ اس پر یہ دونوں حضرات خاموش ہو گئے، تو سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ حضرات اس انتخاب کی ذمہ داری مجھ پر ڈالتے ہیں؟ اللہ کی قسم! میں آپ میں سے افضل کا انتخاب کرنے میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ ان دونوں حضرات نے کہا: ہاں (آپ ایسا کریں)۔ اس کے بعد سیّدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت داری اور اسلام میں قدامت کا وہ حق حاصل ہے، جو آپ جانتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کا نگہبان ہے، اگر میں آپ کو خلیفہ بنا دوں تو آپ نے عدل و انصاف کرنا ہوگا اور اگر عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دوں تو ان کی بات سننی ہوگی اور ان کی اطاعت کرنی ہوگی۔ پھر دوسرے (عثمان رضی اللہ عنہ) کو تنہائی میں لے گئے اور ان سے بھی اسی طرح کہا، اور جب دونوں سے عہد و پیمان لے لیا تو فرمایا: عثمان! اپنا ہاتھ اٹھایے۔ چنانچہ پہلے انھوں نے ان سے بیعت کی، پھر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے بیعت کی، پھر اہل الدار آئے اور انھوں نے آپ کی بیعت کی (الغرض سب نے بیعت کی)۔ (صحيح البخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم، باب قصة البيعة والاتفاق على عثمان بن عفان، ح: 3700)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت منعقد ہو جانے کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حسب سابق ان کے ساتھ اپنے بھرپور تعاون کا سلسلہ جاری رکھا اور انھیں اپنے مفید مشوروں سے نوازتے رہے۔ امام ابن محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو برائی سے یاد کرنے والے ہوتے تو اس دن برا بھلا کہتے جب ان کے پاس لوگوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عاملوں کی شکایت کی تھی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے صدقات سے متعلقہ ایک پروانہ دے کر مجھے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور فرمایا: انھیں خبردار کرو کہ یہ پروانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھوایا ہوا ہے، آپ اپنے عاملوں کو اس کے مطابق عمل درآمد کرنے کا پابند کریں۔ چنانچہ میں اسے لے کر ان (عثمان رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے کہا: فی الحال ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ میں وہ صحیفہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس واپس لے آیا اور انھیں حالات سے آگاہ کر دیا تو انھوں نے فرمایا: اچھا اسے جہاں سے اٹھایا تھا، وہیں رکھ دو۔

(صحيح البخاري، كتاب فرض الخمس، باب ما ذكر من درع النبي ﷺ......، ح: 3111)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کسی کو کوئی شرعی سزا دینے کا فیصلہ کرتے تو اس کی تنفیذ کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرماتے۔ ابوساسان حضین بن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھا کہ ان کے سامنے ولید رضی اللہ عنہ کو لایا گیا۔ انھوں نے صبح کی دو رکعتیں پڑھائیں، پھر پوچھا: کیا تمھیں اور نماز پڑھا دوں؟ ان کے بارے میں دو آدمیوں نے گواہی دی، ان میں سے ایک حمران تھے۔ اس نے کہا: اس نے شراب پی ہے، اور دوسرے نے گواہی دیتے ہوئے کہا: میں نے اسے قے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ سن کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً اس نے شراب پی ہوگی تبھی تو قے کی ہے۔ پھر کہا: علی! اٹھو اور اس کو کوڑے لگاؤ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: حسن! اٹھو اور اس کو کوڑے لگاؤ۔ حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: اس (خلافت) کی ناگوار باتیں بھی انھی کے سپرد کیجیے جن کے سپرد اس کی خوش گوار باتیں ہیں۔ تو ایسے لگا کہ انھیں ناگوار محسوس ہوا ہے۔ تب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: عبداللہ بن جعفر! تم اٹھو اور اسے کوڑے لگاؤ۔ ان (عبداللہ رضی اللہ عنہ) نے کوڑے مارنے شروع کر دیے اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ گن رہے تھے، حتیٰ کہ جب چالیس کو پہنچے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: رک جاؤ! پھر فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے مارے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے مارے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اَسّی (80) مارے۔ یہ سب سنت ہیں، اور یہ (چالیس کوڑے مارنا) مجھے زیادہ پسند ہے۔

(صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب حد الخمر، ح: 1707)

حج تمتع کے سلسلے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا موقف سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مختلف تھا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حج تمتع سے منع کرتے تھے جب کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ حکم دیا کرتے تھے۔ جناب عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حج تمتع سے منع کیا کرتے تھے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کا حکم دیتے تھے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے

گفتگو کی۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج تمتع کیا تھا۔ اس پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔ لیکن اس وقت ہم خوف زدہ تھے۔

(صحيح مسلم، كتاب الحج، باب جواز التمتع، ح: 1223)

جناب جری بن کلیب سدوسی کہتے ہیں: میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ حج تمتع سے منع کرتے ہیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کا حکم دیتے ہیں۔ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: واقعی آپ دونوں کے درمیان تو شر ہے، آپ اس کا حکم دیتے ہیں اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس سے منع کرتے ہیں۔ یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم دونوں میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں۔ لیکن ہم میں سے بہتر وہ ہے جو اس دین کی (سب سے زیادہ) پیروی کرتا ہے۔ (مسند البزار، ح: 877)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سمجھانے پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا تھا۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! ہم سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جحفہ کے مقام پر تھے، آپ کے ساتھ اہل شام کا ایک قافلہ بھی تھا، اس میں حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ عنہ بھی تھے، عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے حج تمتع کا ذکر کیا گیا تو انھوں نے کہا: یہ دونوں عمل (حج وعمرہ) حج کے مہینوں میں نہیں ہونے چاہئیں۔ ان کا خیال تھا کہ تم لوگ عمرہ کو (حج سے) موخر کرو اور تم دو بار بیت اللہ کی زیارت کرو (ایک بار حج کے لیے اور ایک بار عمرہ کے لیے) یہ زیادہ بہتر ہوگا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اب مال و دولت میں وسعت دے دی ہے۔ اس وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ وادی میں اونٹ چرا رہے تھے۔ جب ان کو یہ بات پہنچی تو انھوں نے کہا: کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن مجید میں بندوں کو دی ہوئی سہولت اور رخصت کو ختم کر کے ان پر تنگی کرنا چاہتے ہیں اور ثابت شدہ عمل سے انھیں روکنا چاہتے ہیں؟ یہ رخصت حاجت مندوں اور دور دراز علاقوں سے آنے والے لوگوں کے لیے ہے۔ بعد ازاں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حج اور عمرہ دونوں کا اکٹھا تلبیہ پڑھا، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: کیا میں نے ان دونوں کو جمع کرنے سے منع کیا ہے؟ میں نے تو ایسا کرنے سے منع نہیں کیا، (ہاں) یہ میری ایک رائے تھی، جس کا میں نے اظہار کیا تھا۔ اب جو چاہتا ہے وہ اسے اختیار کر لے، اور جو چاہتا ہے وہ اسے ترک کر دے۔ (مسند الإمام أحمد: 98/1)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کے خلوص اور نیک اعمال کے معترف تھے۔ سیدنا محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سنا، انھوں نے خطبہ دیتے ہوئے کہا:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۙ﴾ (الانبياء : 101)

''بے شک وہ لوگ جن کے مقدر میں ہماری طرف سے بھلائی ہے وہ اس (جہنم) سے دور رکھے جائیں گے۔''

(پھر) کہا: عثمان رضی اللہ عنہ انھی لوگوں میں سے ہیں۔ (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الفضائل، باب ما ذكر في فضل عثمان بن عفان، ح : 32715، فضائل الصحابة لأحمد، ح : 771)

سیدنا محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا تو سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ امیر المومنین (علی رضی اللہ عنہ) اب تمھارے پاس آ رہے ہیں، وہی تمھیں بتائیں گے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور کہا: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے:

﴿ وَّ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾

(المائدة : 93)

''وہ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے، پھر ایمان کے ساتھ تقویٰ والا راستہ اختیار کیا، پھر تقویٰ اور احسان والا راستہ اختیار کیا اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

(المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الفضائل، باب ما ذكر في فضل عثمان بن عفان، ح : 32723)

شہادتِ عثمان کی سازش میں دشمنانِ اسلام نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھی ملوث کرنے کی کوشش کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے نام سے جعلی اور من گھڑت خطوط لکھے گئے۔ لیکن جوں ہی آپ کو پتا چلا تو آپ نے سختی سے ان کی تردید کی۔ سیدنا ابواُسید انصاری رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابوسعید بیان کرتے ہیں: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سنا کہ اہل مصر کا ایک وفد آیا ہے، آپ نے ان کا استقبال کیا، آپ اس وقت مدینہ کے بیرونی جانب اپنی ایک بستی میں تھے، جب وفد کے لوگوں نے آپ کی ادھر موجودگی کا سنا تو وہ آپ کے پاس اسی جگہ آ گئے جہاں آپ تشریف فرما تھے۔ آپ نے اس وفد کی مدینہ آمد کو ناپسند جانا۔ بہرحال جب وہ لوگ آپ کے پاس آئے تو انھوں نے کہا: ہمارے لیے ایک مصحف منگواؤ۔ آپ نے مصحف منگوایا تو انھوں نے کہا: سابعہ (ساتویں) سورت کھولو۔ وہ سورۂ یونس کو سابعہ (ساتویں) سورت کہتے تھے۔ آپ نے اس سورت کو پڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ جب اس آیت کے اختتام پر پہنچے:

﴿ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴾ (يونس: 59)

''کہہ دو! کیا تم نے دیکھا جو اللہ نے تمھارے لیے رزق اتارا پھر تم نے اس میں سے کچھ حرام اور کچھ حلال بنالیا۔ کہہ دو: کیا اللہ نے تمھیں اجازت دی ہے یا تم اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہو؟''

تو انھوں نے آپ سے کہا: ٹھہر جاؤ۔ بتاؤ، تم نے جو چراگاہ بنائی ہے کیا اللہ نے تم کو اجازت دی ہے یا تم اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہو؟ آپ نے فرمایا: اس آیت کو پیش نہ کرو، یہ تو فلاں فلاں امور کے متعلق نازل ہوئی ہے، اور جہاں تک چراگاہ کا معاملہ ہے تو مجھ سے پہلے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی صدقے کے اونٹوں کے لیے چراگاہ بنائی تھی۔ میں نے تو بس یہ کیا ہے کہ جب صدقے کے اونٹوں میں اضافہ ہو گیا تو میں نے چراگاہ کو بھی بڑھا دیا لہٰذا اس بات کو چھوڑو۔ راوی کہتا ہے: لیکن وہ لوگ اس آیت کو لے کر آپ کا مواخذہ کر رہے تھے جب کہ آپ فرما رہے تھے کہ اسے چھوڑ دو، یہ تو فلاں فلاں امور کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے جو شخص بحث کر رہا تھا وہ بالکل نوعمر تھا، ابھی اس کے چہرے پر ڈاڑھی بھی نہیں نکلی تھی۔

خیر، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے وعدہ لیا کہ جب تک میں تمھاری شرائط کو پورا کرتا رہوں تم لوگ مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ نہیں ڈالو گے اور نہ ان کی جماعت سے الگ رہو گے۔ پھر آپ نے ان سے پوچھا: تم چاہتے کیا ہو؟ انھوں نے کہا: ہم چاہتے ہیں کہ اہل مدینہ عطیات وصول نہ کریں، بلکہ یہ مال صرف اس شخص کو ملنا چاہیے جس کے قتال کی بدولت یہ حاصل ہوا ہے اور اصحاب محمد میں سے بزرگ لوگوں کو ملنا چاہیے۔ (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کا یہ مطالبہ بھی مان لیا) اس کے بعد وہ خوش ہو گئے اور خوشی خوشی آپ کے ساتھ مدینہ آ گئے۔ مدینہ تشریف لانے کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: سنو! جس کے پاس کھیت ہیں وہ اپنے کھیتوں میں چلا جائے، اور جس کے پاس مویشی ہیں وہ ان کے پاس چلا جائے۔ خبردار! اب تمھارے لیے ہمارے پاس کوئی مال نہیں۔ یہ مال صرف ان لوگوں کو ملے گا جن کے قتال کے سبب یہ حاصل ہوا ہے اور اصحاب محمد میں سے بزرگ لوگوں کو ملے گا۔ یہ سن کر لوگ غصے میں آ گئے اور کہنے لگے: یہ بنوامیہ کا مکر وفریب ہے۔

پھر مصریوں کا وہ وفد راضی خوشی واپس چلا گیا۔ ابھی وہ راستے ہی میں تھے کہ پیچھے سے ایک سوار ان تک پہنچا اور انھیں اپنی باتوں کا نشانہ بنانے لگا۔ پھر وہ انھیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا، پھر واپس ان کے پاس آیا، پھر انھیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا اور انھیں برا بھلا کہتا رہا۔ اس کی یہ حرکت دیکھ کر انھوں نے اس سے پوچھا: تمھیں کیا مسئلہ ہے؟ کیا تمھیں کوئی حکم ملا ہے؟ یا کوئی اور معاملہ ہے؟ اس نے کہا: میں امیر المومنین کا قاصد ہوں اور مصر میں ان کے گورنر کے پاس جا رہا ہوں۔ انھوں نے اس کی تلاشی لی تو اس سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے لکھا ہوا خط

برآمد ہوا جس پر آپ کی مہر بھی ثبت تھی اور وہ مصر کے گورنر کے نام تھا جس میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ وہ اس وفد کے ارکان کو سولی دے دے یا انھیں قتل کر دے یا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دے۔ یہ دیکھ کر وہ لوگ مدینہ واپس آ گئے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اس (عثمان رضی اللہ عنہ) نے ہمارے بارے میں کیا کیا حکم لکھ بھیجا ہے؟ آپ ہمارے ساتھ ان کے پاس چلیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم! میں تمھارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ انھوں نے کہا: پھر آپ نے ہماری طرف خط کیوں لکھے تھے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم! میں نے تو تمھاری طرف کبھی خط نہیں لکھا۔ یہ سن کر وہ ایک دوسرے کی طرف (تعجب سے) دیکھنے لگے اور کہنے لگے: کیا تم اس شخص کی خاطر لڑائی کرتے پھرتے ہو، یا تم اس کی خاطر غیظ وغضب میں مبتلا ہو؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ چل پڑے اور مدینہ سے نکل کر ایک بستی کی طرف روانہ ہو گئے (تاکہ بلوائیوں کی شرارتوں سے محفوظ رہ سکیں)۔ پھر وہ لوگ خود ہی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: تم نے اس اس طرح کا خط ہمارے خلاف لکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: دو ہی باتیں ہیں: یا تو تم دو مسلمان آدمی میرے خلاف گواہ بنا کر لے آؤ یا پھر میں اس اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ نہ تو میں نے خود یہ خط لکھا، نہ کسی سے لکھوایا اور نہ مجھے اس کا علم ہی ہے۔ اور مزید فرمایا: تم بھی جانتے ہو کہ خط تو آدمی کی زبان میں (کوئی دوسرا بھی) لکھ سکتا ہے، یعنی جعلی خط بھی لکھا جا سکتا ہے، اور مہر جیسی مہر بھی بنوائی جا سکتی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ (پھر بھی) انھوں نے آپ کو قصر خلافت میں محصور کر دیا۔ (فضائل الصحابة لأحمد، ح: 765)

محاصرے کے ایام میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت اور معاونت کے لیے بھیجا جو آپ رضی اللہ عنہ کا دفاع کرتے ہوئے زخمی ہوئے تھے۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام کنانہ کہتے ہیں: میں ان لوگوں میں شامل تھا جو سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر سے زخمی حالت میں اٹھا رہے تھے۔ (تاریخ المدینة المنورة، ح 2305)

کنانہ ہی کا بیان ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر سے سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو زخمی حالت میں اٹھانے والے لوگوں میں میں بھی شامل تھا۔ (ایضاً، ح: 1974)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ خود بھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دفاع میں زخمی ہوئے تھے۔ جناب ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ (جب باغیوں کی طرف سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر شدید سنگ باری ہو رہی تھی تو) وہ (ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: چچا جان! ہمیں تو پتھروں نے مار ڈالا۔ یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔

باغیوں نے ان کے دائیں بائیں اس قدر پتھر برسائے کہ ان کے دونوں کندھے بے حس ہو کر رہ گئے، تو انھوں نے فرمایا: بھتیجے! اپنے رعب اور وقار کو قائم رکھو اور ایسے ہی کرو جیسے میں کر رہا ہوں۔

(تاریخ دمشق : 368/39، 369)

باغیوں نے نہایت بے دردی سے خلیفہ سوم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جب یہ اطلاع ملی تو آپ اس سانحہ جانکاہ پر حد درجہ متاسف ہوئے۔

امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حلقے میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر سے چیخ سنائی دی۔ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، انھوں نے آسمان کی طرف اپنے ہاتھ بلند کیے اور فرمایا: اے اللہ! میں تیرے سامنے خون عثمان سے براءت کا اعلان کرتا ہوں۔

(تاریخ المدینة المنورة : ح : 2167)

محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ایک شخص نے آ کر انھیں کہا: امیر المومنین شہید کر دیے گئے ہیں۔ پھر ایک دوسرے شخص نے آ کر کہا کہ امیر المومنین ابھی ابھی شہید کر دیے گئے ہیں۔ یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، میں بھی کھڑا ہوا، میں نے کسی خطرے کے پیش نظر ان کو پکڑ کر روکا تو انھوں نے فرمایا: مجھے چھوڑ دو، تیری ماں نہ رہے۔ پھر وہ بیت خلافت آئے اس وقت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ واپس اپنے گھر آئے اور دروازہ بند کر لیا۔ (ایضاً، ح : 2151)

خالد بن عرعرہ کہتے ہیں: شہادت عثمان کے دن لوگ بہت دہشت زدہ ہو گئے۔ تلوار کا سونتا جانا ہم پر گراں ثابت ہوا۔ میں حالات سے بددل ہو کر گھر بیٹھ گیا۔ پھر مجھے کسی ضروری کام سے بازار جانا پڑا تو میں گھر سے نکلا، دیکھا کہ قصر خلافت کے سائے میں تقریباً چالیس لوگ بیٹھے ہیں اور اس کے دروازے پر ایک زنجیر پڑی ہے۔ میں نے اندر جانا چاہا تو پہرے داروں نے مجھے روک دیا مگر لوگوں نے کہا کہ اسے جانے دو۔ میں اندر داخل ہوا تو وہاں کئی سرکردہ لوگ موجود تھے۔ اسی دوران میں ایک خوبرو آدمی حلہ زیب تن کیے ہوئے آیا۔ اس نے قمیص نہیں پہنا ہوا تھا اور سر پر پگڑی بھی نہیں تھی۔ وہ بیٹھ گیا۔ پتا چلا کہ وہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

(المستدرك للحاكم : 457/1)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ قاتلین عثمان پر لعنت بھیجا کرتے تھے۔ امام محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مقام مربد میں قاتلین عثمان پر لعنت کر رہی ہیں تو انھوں نے اپنے ہاتھ اپنے چہرے

تک بلند کیے، اور دو یا تین بار فرمایا: میں بھی قاتلین عثمان پر لعنت کرتا ہوں، اللہ ان (قاتلین عثمان) پر میدانوں اور پہاڑوں میں (ہر جگہ) لعنت کرے۔ (فضائل الصحابة لأحمد، ح: 733)

بیعت خلافت:

مظلوم مدینہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بلدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عجیب حالت تھی۔ ہر طرف باغی اور فسادی لوگ دندناتے پھر رہے تھے۔ خوف اور دہشت کی فضا تھی۔ لاکھوں مربع میل پر پھیلی ہوئی اسلامی سلطنت کا کوئی سربراہ نہ تھا۔ اس وقت لوگوں کی نظریں رہ رہ کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف اٹھتی تھیں، کیوں کہ اب وہی ان کی سربراہی اور خلافت کے سب سے زیادہ لائق اور حق دار تھے۔

امام ابوبکر محمد بن حسین آجری (المتوفی: 360ھ) فرماتے ہیں: آپ لوگ یہ بات جان لیں، اللہ تعالیٰ ہم پر اور آپ پر رحم کرے! کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ حق دار اور کوئی نہیں تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مختلف قسم کے فضائل کے حوالے سے عزت عطا فرمائی تھی جو بطور خاص اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کیے تھے آپ کو اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور تمام اہل ایمان کے نزدیک عظیم رتبہ حاصل تھا۔ آپ میں ہر قسم کی فضیلت موجود تھی اور اللہ تعالیٰ نے متعدد شرف و کمال عطا فرمائے۔ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی تھے، فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے، سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گلشن کے پھول ہیں، ان کے والد محترم تھے اور ایک ایسے فرد تھے جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت تھی۔ آپ عربوں کے شاہ سوار تھے، پریشانی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے والے تھے۔ (الشريعة، ص: 459)

قاضی ابوبکر ابن العربی (المتوفی: 543ھ) رقم طراز ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے اپنی تقدیر میں لکھے کا فیصلہ فرما دیا اور تقدیر نافذ ہوگئی (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے) تو اہل ایمان صحابہ کرام و تابعین عظام رضی اللہ عنہم کو معلوم ہوگیا کہ حق ان کو نظر انداز کیا ہوا نہیں چھوڑے گا اور یہ کہ بلاشبہ مخلوق الٰہی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد ایک ایسے خلیفہ کی محتاج ہے جس کے بارے میں ان کا غور و فکر کرنا واجب ہے۔ تینوں خلفائے راشدین سابقین کے بعد قدر و منزلت، علم میں پختگی اور دین میں اعلیٰ مقام و مرتبہ والا، چوتھے خلیفہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) کی مانند کوئی اور نہ تھا، چنانچہ امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر جلد بیعت نہ ہوتی تو جس فتنہ کو ایک دھماکے کی شکل دینے کے لیے اوباش قسم کے لوگ اٹھے تھے اس کے سامنے بند نہیں باندھا جا سکتا تھا۔ (صحابہ کرام کا تدارک فتنہ، ص 308، 309)

علامہ ابن ابی العز (المتوفی : 792ھ) فرماتے ہیں: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت کا استحقاق ہوا۔ صحابہ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی، سوائے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام کے، حالانکہ حق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ (شرح العقيدة الطحاوية، ص : 483)

آپ رضی اللہ عنہ سے جب یہ درخواست کی گئی کہ خلافت کی ذمہ داری سنبھالیں تو آپ نے صاف انکار کر دیا کیوں کہ بعض محبین کا یہی مشورہ تھا کہ آپ خلافت سے دور رہیں۔

ثقہ تابعی زہدم الجرمی بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس رات کی محفل میں شریک تھے۔ تو انھوں نے فرمایا: (آج) میں تمھیں ایک ایسی بات بیان کرنے والا ہوں جو نہ مخفی ہے اور نہ ظاہر۔ حقیقت یہ ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ (کی شہادت) کا معاملہ پیش آیا تو میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ اس معاملے سے دور رہیے گا، اگر آپ کسی بل میں بھی ہوں گے تو (خلافت کے لیے) آپ کو تلاش کر کے نکال لیا جائے گا، لیکن انھوں نے میری بات نہ مانی۔ اللہ کی قسم! معاویہ رضی اللہ عنہ ضرور تم پر حکمرانی کریں گے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۖ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا ﴾ (بني اسرائيل: 33)

''اور جو شخص ظلماً قتل کر دیا جائے تو ہم نے اس کے ولی کے لیے پورا غلبہ رکھا ہے، پس وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے، بلاشبہ اس کی مدد کی جائے گی۔'' (المعجم الكبير للطبراني، ح : 10613)

لیکن جب لوگوں کا بہت زیادہ اصرار ہوا تو مجبوراً آپ خلافت کا بوجھ اٹھانے پر تیار ہو گئے۔ امام محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں (اپنے والد) علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے، کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا: امیر المومنین کو شہید کر دیا گیا ہے۔ پھر دوسرا آیا اور بولا: ابھی ابھی امیر المومنین کو شہید کر دیا گیا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، میں نے کسی خطرے کے پیش نظر ان کو روکنا چاہا تو انھوں نے فرمایا: تمھاری ماں نہ رہے! مجھے چھوڑ دو۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر گئے، وہ شہید کیے جا چکے تھے۔ آپ اپنے گھر واپس آ گئے اور اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ پھر لوگ آپ کے پاس آئے، انھوں نے دروازے پر دستک دی اور سب اندر آ کر کہنے لگے: سیّدنا عثمان (رضی اللہ عنہ) تو شہید کر دیئے گئے ہیں، اب لوگوں کے لیے خلیفہ کا ہونا اشد ضروری ہے، ہم اس منصب کے لیے آپ سے زیادہ حق دار کسی کو نہیں جانتے۔ آپ نے فرمایا: تم (خلافت کے لیے) میری طرف نہ دیکھو، کیوں کہ میں تمھارے لیے وزیر ہوں اور تمھارے لیے میرا وزیر ہونا میرے خلیفہ

ہونے سے بہتر ہے۔ لیکن لوگوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! ہم اس منصب (خلافت) کے لیے آپ سے زیادہ حق دار کسی کو نہیں جانتے۔ آپ نے فرمایا: اب اگر تم نہیں مان رہے تو پھر میری بیعت پوشیدہ اور خفیہ نہیں ہوگی۔ میں مسجد کی طرف نکلتا ہوں، وہاں جو چاہے میری بیعت کر لے۔ پھر آپ مسجد تشریف لے گئے، وہاں لوگوں نے آپ کی بیعت کی۔ (فضائل الصحابة لأحمد، ح: 969)

سیدنا ابو الطفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی تو عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی آیا، آپ نے دو مرتبہ اسے واپس کیا پھر وہ (تیسری مرتبہ) آیا تو آپ نے فرمایا: اس (امت) کے بدبخت ترین شخص کو (میرے قتل سے) کوئی نہیں روکے گا، یہ ڈاڑھی اس سر کے خون سے ضرور بالضرور رنگی جائے گی، پھر آپ نے یہ دو شعر پڑھے:

أُشْـــدُدْ حَيَــازَيْــمَكَ لِــلْــمَــوْتِ
فَــــإِنَّ الْــــمَـــوْتَ لَاقِيــكَــــا
وَلَا تَـــجْــــزَعْ مِـــنَ الْـــقَتْــلِ
إِذَا حَـــــلَّ بِـــــوَادِيــــكَـــــا

''موت کا سامنا کرنے کے لیے اپنے سینے کو مضبوط کر لے، کیوں کہ موت تجھے ملنے والی ہے، اور قتل سے گھبرانا نہیں، جب وہ تیری وادی میں اترے (یعنی جب تجھے قتل سے پالا پڑے)۔''

(الطبقات لابن سعد: 31/3)

ابو راشد کہتے ہیں: جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت (کی خبر مدائن میں) حذیفہ رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انھوں نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پر رکھ کر بیعت کی، پھر فرمایا: اب اس (علی رضی اللہ عنہ) کے بعد میں کسی حق سے منہ پھیرنے والے یا ناقص اور عیب دار شخص ہی کی بیعت کروں گا (یہ خلافت راشدہ کے خاتمے کی طرف اشارہ تھا)۔

(المستدرك للحاكم: 114/3۔ المعرفة والتاريخ: 132/3۔ 133)

ثقہ محدث عوف الاعرابی کہتے ہیں: میں امام حسن (بصری) کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ لوگوں نے اصحاب رسول کا تذکرہ شروع کر دیا تو ابن جوشن غطفانی کہنے لگا: اے ابوسعید! میں تو ابوموسیٰ (رضی اللہ عنہ) کا علی (رضی اللہ عنہ) کی پیروی کرنا ان کی ذلت سمجھتا ہوں۔ یہ سن کر امام حسن بصری اس قدر غصے میں آ گئے کہ غصہ ان کے چہرے پر نمایاں ہونے لگا، انھوں نے کہا: پھر کس کی پیروی کی جاتی؟ امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو مظلوم شہید کیا گیا، ان کے

بعد لوگوں نے اپنے میں سے سب سے بہترین شخص کو منتخب کر کے اس کی بیعت کر لی۔ وگرنہ کس کی پیروی کی جاتی؟ انھوں نے یہ بات بار بار دہرائی۔ (فضائل الصحابة لأحمد، ح : 976)

اختلاف سے نفرت:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد اپنے امراء اور قاضیوں کو ہدایت کی کہ جس طرح تم اب تک فیصلے کرتے رہے ہو، اسی طرح کرتے رہو، کیوں کہ مجھے اختلاف ناپسند ہے۔ چنانچہ عبیدہ سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس طرح تم پہلے فیصلے کیا کرتے تھے اسی طرح فیصلے کرتے رہو کیوں کہ میں اختلاف کو ناپسند کرتا ہوں، یہاں تک کہ تمام لوگ ایک جماعت بن جائیں یا میں (اسی کوشش اور جدوجہد میں) اس دنیا سے اپنے ساتھیوں (صدیق و فاروق اور عثمان رضی اللہ عنہم) کی طرح چلا جاؤں۔

(صحيح البخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب علي بن ابي طالب ...... ح : 3707)

حیدر کرار کا دعوت الی اللہ میں کردار:

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے یمن والوں کی جانب سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ انہیں دعوت اسلام دیں۔

براء کہتے ہیں: جو لوگ ان کے ساتھ گئے تھے، میں بھی ان میں شامل تھا، ہم وہاں چھ ماہ تک ٹھہرے اور انہیں دعوتِ اسلام پیش کرتے رہے، مگر انہوں نے قبول نہ کی۔ پھر رسول اکرم ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ تم جاؤ اور سیدنا خالد کو واپس بھیج دینا، دیگر میں سے اگر کوئی خالد کے ساتھ آنا چاہے تو اسے آنے کی اجازت دینا، اور اگر کوئی تمہارے ساتھ وہاں رہنا چاہیے تو رہ سکتا ہے۔

سیّدنا براء کہتے ہیں، میں بھی انہی میں شامل تھا جو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے تھے، اب کی بار سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ہم لڑنے کے لیے نکلے اور جب ہم ان کے قریب ہوئے تو وہ ہمارے مقابلہ کے لیے باہر آئے، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور ہمیں نماز پڑھائی، نماز سے فراغت کے بعد ایک ہی ہماری صف بنائی، پھر ہمارے آگے ہوئے اور یمن والوں کے سامنے رسول اکرم ﷺ کا خط پڑھا، تو اہلیانِ ہمدان تمام مسلمان ہوگئے، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کو ان کے اسلام لانے کی اطلاع تحریراً بھیجی، جب رسول اکرم ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا بشارت نامہ پڑھا تو سجدہ ریز ہوگئے، پھر اپنا سر مبارک اٹھایا اور آپ پکار پکار کر کہہ رہے تھے، ہمدان

قبیلہ پر سلامتی ہو، ہمدان قبیلہ پر سلامتی ہو۔ (البدایہ والنھایہ: 105/5)

خارجیوں کے خلاف تاریخی جنگ:

خارجیوں سے جنگ کے بارے میں حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی خوشخبری بیان کی کر رکھی تھی جیسے سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں، اچانک آپ اپنی ایک اہلیہ کے گھر سے باہر تشریف لائے، ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوگئے اور چلنا شروع کر دیا، اچانک آپ کا جوتا مبارک ٹوٹ گیا، آپ تو چلتے رہے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس کے گانٹھنے پر پیچھے چھوڑا، ہم بھی آپ کے ساتھ چل رہے تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے انتظار میں ٹھہر گئے، ہم بھی رک گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے تم میں سے جو اس قرآن کی حفاظت کی خاطر لڑے، جس طرح کہ میں نے اس کے اترنے پر اس کی حفاظت کے لیے معرکہ آرائی کی ہے، ہمارے اندر اس وقت سیّدنا ابوبکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے، ہم نے نظریں اٹھا کر آپ کی طرف دیکھا، لیکن آپ نے فرمایا: کوئی نہیں، یہ کام جوتا گانٹھنے والے، یعنی سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ہی سرانجام دیں گے۔ ہم یہ مسرت افزا بشارت سنانے کے لیے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، وہ کہنے لگے، تمہارا شکریہ مگر میں نے یہ خوشخبری سن لی ہے۔ (مسند احمد : 82/3)

یہی حیدرِ کرار ہی تھے، جو خارجیوں کے خلاف لڑے اور ان کے ہاتھوں ہی شہید ہوئے، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ان پر صادق آیا، کہ مبارک ہے جو خارجیوں کو قتل کرے یا خارجی اسے شہید کر دیں۔

(السنة ابن ابی عاصم)

اور خارجیوں کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں خارجیوں کو پاؤں تو میں انہیں ثمود قوم کی مانند قتل و غارت سے نیست و نابود کر دوں گا۔ (صحیح بخاری)

اور فرمایا: خارجی دوزخ کے کتے ہیں۔ (صحیح الجامع الصغیر البانی)

اور ایک حدیث میں یہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس لشکر کو ان کے ہاتھوں شہادت یا مصیبت پہنچے اس کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک نے کتنا اجر بیان کیا ہے، اگر لوگوں کو اس کا علم ہو جائے تو یہ دوسرے عمل ہی چھوڑ دیں، اسی اجر کو نجات کے لیے کافی سمجھیں۔ (نسائی فی خصائص)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خارجیوں کو قتل کرنے میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہیں بہت بڑا اجر ملے گا۔''

(سنن ابن ماجه)

یہی خارجی جن کے خلاف سیّدنا علی رضی اللہ عنہ میدان میں اترے، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جب خارجیوں نے بغاوت کی تو ان کی تعداد آٹھ ہزار تھی، اور یہ سب قرآن پاک کے ماہر قراء تھے، یہ تمام حروراء مقام پر اترے، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے مناظرہ کیا، تو چار ہزار نے توبہ کرلی، ان میں سے عبداللہ بن کواء بھی تھے۔

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے باقی ماندہ خارجیوں کو بھی پیغام بھیجا کہ تم بھی رجوع کرلو، مگر انہوں نے انکار کردیا، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے پھر پیغام بھیجا، تم جہاں چاہو رہو، لیکن ہمارے اور تمہارے درمیان یہ معاہدہ ہے کہ ناحق خونریزی نہ کرنا، رہزنی نہ کرنا، کسی پر ظلم وستم نہ کرنا، اگر تم نے اس میں سے کسی شق کی بھی خلاف ورزی کی تو پھر یہ معاہدہ ختم اور تم سے جنگ ہوگی۔ لیکن وہ باز نہ آئے انہوں نے رہزنی کی، ناحق خونِ بہایا، سیّدنا عبداللہ بن خباب بن ارت کو قتل اور ان کی اہلیہ کا پیٹ چاک کیا۔ (صلاح الامۃ : 92/5)

اس کے بعد سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے خارجیوں کے قتل عام کرنے کا عزم کیا۔ سلمہ بن کہیل کہتے ہیں: زید بن وھب جہنی نے بیان کیا کہ میں بھی اس لشکر میں شامل تھا، جو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خارجیوں کی سرکوبی کے لیے گیا تھا۔

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لوگو! میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے ہیں، میری امت میں سے ایسے لوگ نمودار ہوں گے جو قرآن پاک پڑھیں گے اور ان کے مقابلہ میں تمہاری تلاوت ہیچ ہوگی، اور تمہاری نماز ان کی نماز کے سامنے کم تر نظر آئے گی اور تمہارے روزے ان کے مقابلہ میں بے حیثیت دکھائی دیں گے، وہ قرآن پاک کی تلاوت کریں گے، ان کا خیال ہوگا، یہ تمام نیکیاں ہمارے لیے مفید اور باعث اجر ہیں، لیکن ان کی قرأت گلے سے نیچے تجاوز نہ کرے گی، اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح شکار سے تیر بغیر کسی آمیزش کے صاف گزر جاتا ہے، ان خارجیوں کی علامت یہ ہوگی کہ ان میں ایک آدمی کا مکمل ہاتھ نہ ہوگا، اس کے سرے پر ایسا گوشت حرکت کر رہا ہوگا، جس طرح عورت کے پستان پر ڈنڈی اور اس پر سفید بال ہوں گے۔

ان کے خلاف لڑائی کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو! تم سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور شام والوں کی جانب پیش قدمی چاہتے ہو، اور ان فسادیوں کو اپنی اولاد اور اپنے مالوں میں تباہی پھیلانے کے لیے پیچھے چھوڑتے ہو، نہیں، ہم ان شام والوں کے خلاف بعد میں دیکھیں گے، پہلے ان لوگوں سے نمٹ لیں، واللہ! یہ وہ لوگ ہیں، جنہوں نے ناحق خون بہایا اور لوگوں پر غارت گری مچائی۔ اب دیر مت کرو، اللہ کا نام لو اور

روانہ ہو جاؤ۔

خارجیوں کا سربراہ اس وقت عبداللہ بن وھب راسبی تھا، ادھر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ خود قیادت فرما رہے تھے، ایک پل سے گزر کر جب خارجیوں کے ساتھ آمنا سامنا ہوا تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس سے پہلے ان کا تجربہ ہو چکا تھا کہ یہ دھوکہ دہی کے لیے واسطہ ڈالیں گے، اس سے بچاؤ کے لیے پہلے ہی کہہ دیا، میرے ساتھیو! نیزے نکال لو، تیر کمان پر چڑھا لو اور تلواریں میانوں سے نکال لو، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے تیروں، تلواروں اور نیزوں سے خارجیوں کو چھلنی کر دیا، اور وحشت پھیلا دی، ان کے کشتوں کے پشتے لگ گئے، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا، جس آدمی کا حلیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا تھا، اسے تلاش کرو، انہوں نے بہت تلاش کیا، مگر وہ پا نہ سکے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ خود کھڑے ہوئے اور مقتولوں میں سے اس کی جستجو کرنے لگ گئے، ایک دوسرے کے اوپر مقتول پڑے ہوئے تھے، ایک ڈھیر سے نیچے زمین پر وہ مطلوب حلیہ والا آدمی مل گیا، تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور کہا، اللہ تعالیٰ نے سچ کہا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ ہی پہنچایا ہے۔''

(صحیح مسلم: 748، سنن ابو داؤد: 4768)

سفرِ آخرت کی تیاری:

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی شہادت کا جام نوش کرنے کا مژدۂ جانفزا سنایا تھا، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس بشارت کو کبھی دل سے اترنے نہ دیا تھا، انہیں یقین کامل تھا، خواہ میری عمر کتنی ہی دراز ہو جائے، میں شہادت سے ضرور ہمکنار ہوں گا۔ زید بن وھب کہتے ہیں کہ اہل بصرہ میں سے ایک خارجی جس کا نام جعد بن بعجہ تھا، وہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور مخاطب ہو کر کہتا ہے:

((اِتَّقِ اللهَ يَا عَلِيُّ فَاِنَّكَ مَيِّتٌ))

''اے علی! اللہ سے ڈرو، آخر تم کو موت آنے والی ہے۔''

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں کہا، عام موت نہیں، بلکہ مجھے شہادت کی موت نصیب ہوگی، میرے سر کے کنارے پر تلوار کاری زخم لگائے گی اور میرا سر اور داڑھی خون سے رنگین ہوں گے، یہ مجھ سے پختہ عہد ہوا ہے اور یہ قضا وقدر کا فیصلہ ہے، جو جھوٹ باندھے وہ ناکام ہوتا ہے، اس لیے میں سچ سچ کہہ رہا ہوں۔

قضا وقدر پر یقین:

ابومجلز بیان کرتے ہیں کہ مراد قبیلہ کا ایک آدمی سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جبکہ آپ مسجد میں نماز پڑھ رہے

تھے، فارغ ہوئے تو کہنے لگا، آپ پہرہ دار مقرر فرمائیں، کیونکہ مراد قبیلہ کے کچھ آدمی آپ کے قتل کا منصوبہ بنا چکے ہیں، اس کے جواب میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: ''ہر آدمی کے ساتھ دو فرشتے مقرر ہیں، جو اس کے محافظ ہیں، لیکن یہ اس وقت تک ہیں، جب تک اس کے مقدر میں زندگی ہے، جب قضا وقدر کے فیصلے پورے ہوتے ہیں، تو وہ ساتھ چھوڑ دیتے ہیں، اجل خود ایک مضبوط ڈھال ہے۔ (صفة الصفوة : 134/1)

اصبغ حنظلی بیان کرتے ہیں کہ جس رات سیّدنا علی رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے، طلوعِ فجر کے قریب ابن نباح آیا اور نماز کے وقت کی اطلاع دی آپ کی طبیعت بوجھل سی تھی اور لیٹے ہوئے تھے، وہ دوبارہ آیا آپ اسی طرح رہے، پھر وہ سہ بار آیا، تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور چلنا شروع کر دیا اور کہہ رہے تھے:

أُشْدُدْ حِيَازِيْمَكَ لِلْمَوْتِ فَإِنَّ الْمَوْتَ لَاقِيكَا

''موت کا سامان باندھ لو، موت سے ضرور ملاقات ہونے والی ہے۔''

وَلَا تَجْزَعْ مِنَ الْمَوْتِ إِذَا حَلَّ بِوَادِيْكَا

''اور موت جب تمہاری وادی میں اتر پڑے تو پھر اس سے بے صبری کا مظاہرہ مت کرو۔''

شہادت کی تفصیل:

حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تفصیلی واقعہ یوں ہے کہ خارجیوں کے تین آدمی باہم جمع ہوئے:

1. عبدالرحمٰن بن ملجم
2. برک بن عبداللہ
3. عمرو بن بکر تمیمی

یہ تینوں اپنے مقتول خارجیوں کو یاد کرتے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ سمیت دیگر امراء کے خلاف تنقید کرتے، اپنے مقتولوں پر ترس کھاتے رہے اور یہاں تک جوش میں آ کر کہنے لگے، ان کے قتل کے بعد اب ہم نے زندہ رہ کر کیا کرنا ہے، ان کے بقول ہمارے مقتول لوگوں کو رب کی عبادت کی دعوت دیتے تھے، وہ کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کرتے تھے، اس لیے اگرچہ ہمیں جانوں کا نذرانہ بھی دینا پڑے، ہمیں گمراہی کے پیشواؤں کو تلاش کر کے قتل کرنا چاہیے، تاکہ ہم شہروں کو بھی ان کی زیادتیوں سے آرام دلاسکیں اور اپنے مقتول بھائیوں کا بدلہ بھی لیں، اس کے بعد عبدالرحمٰن بن ملجم بولا: میں سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا کام تمام کرنے کا ذمہ اٹھاتا ہوں، برک نے کہا، میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا بیڑا اٹھاتا ہوں، عمرو بن بکر نے کہا، میں سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے خاتمہ کا وعدہ کرتا ہوں۔

اس معاہدہ پر توثیق کے لیے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قسمیں اٹھائیں کہ ہم میں سے کوئی آدمی پچھلے پاؤں

نہیں پلٹے گا، بلکہ اپنے ذمہ لیے کو قتل کر کے چھوڑے گا، انہوں نے 40 ہجری اور رمضان کی پندرہ تاریخ کا منحوس منصوبہ کے لیے دن متعین کر رکھا تھا کہ اس دن سب نے اپنے اپنے ہدف پر حملہ آور ہونا ہے، انہوں نے اپنی تلواروں کو زہر آلود کر لیا اور اپنے اپنے ہدف کے علاقہ کی جانب روانہ ہو گئے۔

عبدالرحمٰن بن ملجم کندہ والوں میں شمار ہوتا تھا، یہ کوفہ میں آیا، حالانکہ کوفہ میں اس کے دیگر بھائی بند بھی موجود تھے، لیکن اس نے انہیں خبر تک نہ دی کہ کہیں راز فاش نہ ہو جائے۔

کوفہ میں تیم رباب قبیلہ کے دس افراد موجود تھے جبکہ ان میں ایک عورت تھی، جس کا نام قطام بنت شجنہ تھا، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کے باپ اور بھائی کو قتل کیا تھا، یہ عورت حسن و جمال کا پیکر تھی، عبدالرحمٰن نے جب اسے دیکھا تو اسے اپنا مشن بھول گیا، اس میں مگن ہو گیا، اسے پیغام نکاح بھیجا، اس نے کہا، میں اس وقت تک تجھ سے نکاح نہیں کروں گی، جب تک تو مجھے راحت نہیں پہنچاتا، اس نے کہا، تیرے لیے سامانِ راحت کیا ہے؟ اس نے کہا، تین ہزار درہم، ایک غلام اور ایک گانے والی لونڈی اور سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قتل، یہ میرا حق مہر ہے، اس نے کہا دوسری اشیا تو حق مہر ہوا، سیّدنا علی کا قتل درمیان میں رکھ کر تو مجھے مروانا چاہتی ہے، اس قطام نے کہا: نہیں میں ہر پریشانی صاف کرنا چاہتی ہوں، کیونکہ اگر تو انہیں قتل کر دیتا ہے، تو مجھے بھی اور تجھے بھی تشفی ہوگی، پھر تو میرے ساتھ بلا خطر خوش کن زندگی کی دادِ عیش دے گا اور اگر تو قتل ہوگا، تو تیرے لیے اس کار خیر کے عوض وہ ثواب اور بدلہ ہے، جو ہمیشہ رہنے والا اور پائیدار زیبائش ہے۔ قطام کے سامنے عبدالرحمٰن نے اظہار کر دیا کہ میں کوفہ میں آیا ہی اسی مشن پر ہوں کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو قتل کروں، یہ سن کر قطام نے اپنی قوم میں سے اسے معاون دیئے۔

40 ہجری جمعہ کی شب پندرہ رمضان کی تاریخ ہوئی تو یہ بدبخت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے گھات میں بیٹھ گیا، جونہی سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نمازِ فجر کے لیے باہر تشریف لائے، ابن ملجم نے آپ کے سر مبارک کے کنارے پر تلوار کا وار کیا اور ساتھ پکارنے لگا، اے علی! حکم وحکومت صرف اللہ کے لیے ہے، نہ تیرا اور نہ تیرے ساتھیوں کا حق ہے، جو لوگ نماز کے لیے مسجد میں جمع تھے، وہ گھبرا گئے۔ (الخلفاء الراشدون : 319)

زہر آلود تلوار کنپٹی میں پیوست ہوئی پھر زخم بھی گھائل تھا اثر کر دیا۔ آہ! بہادروں کی عظمت صرف ان کی حیات فانی تک ہی نہیں ہوتی، بلکہ وہ حیات جاودانی کی جانب بھی سدھارتے ہوئے اپنی عظمتوں کے نقوش اجاگر کرتے ہیں، آپ کو گھر لے جایا گیا، ایسے تکلیف دہ لحظوں اور لمحوں میں بھی اپنے اٹھانے والوں اور گرد جمع ہو

کر آنے والوں سے کہا: ''نمازِ فجر ادا کرو کہیں فوت نہ ہو جائے، کیونکہ یہ بطلِ عظیم نماز فجر کی ادائیگی کے لیے ہی مسجد کی جانب جا رہا تھا، کہ یہ بدبخت حملہ آور رکاوٹ بن گیا، نمازی فارغ ہو کر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، ان میں سے بعض نے آپ کے قاتل عبدالرحمٰن بن ملجم کو پکڑا ہوا تھا، سامنے پیش کیا، آنکھیں کھولیں، قاتل کو دیکھا اسے پہچان گئے، کہتے ہیں، کیا تو قاتل ہے؟ میں نے تجھ پر بے شمار احسان کیے، کیا احسان کا یہی بدلہ ہے۔

اس کے بعد اسلام کا یہ عظیم سپوت اپنے بیٹوں اور اپنے جانثار ساتھیوں کے چہروں پر نگاہ دوڑاتا ہے، تو بھانپ جاتا ہے کہ ان کے سینہ سے غیظ وغضب کے لاوے پھٹ رہے اور انتقام کی آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں اور محسوس کیا کہ موت کی برودت وٹھنڈک انگ انگ میں سرایت کر رہی ہے، اور ابن ملجم اپنی بدانجامی کے جال میں پھنسنے والا ہے، میرے بیٹے اور باوفا ساتھی اسے خوفناک انتقام کے پنجوں میں جکڑنے والے ہیں، تو بھی اس کمینہ صفت قاتل پر حدودِ الٰہی اور شرعی قصاص کے نفاذ کے سوا کسی قسم کی زیادتی نہیں چاہتے اور تجاوز کرنے سے روکنے پر اصرار کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ اپنے لائق وفائق اور تابع فرماں فرزندوں کو آواز دیتے ہیں جبکہ موت کی تاریکی گہری ہوتی جا رہی ہے، منہ سے نکلنے والی بات ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہی اور بولنے میں دقت و دشواری آ رہی ہے، لیکن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ انسانیت کی عظمت کی لوح پر قرآنِ پاک سے اخذ کردہ نئی تاریخ رقم کر رہے ہیں، اپنے گھر والوں اور خصوصاً پیارے جگر گوشوں سے کہا۔

اس قاتل کی مہمانی عمدہ طریقہ سے کرنا اور اچھا ٹھکانا دینا، اگر میں زندہ رہا تو میں خود ذمہ دار ہوں، قصاص لوں یا معاف کروں، یہ مجھے اختیار ہے اور اگر میں مر جاؤں تو اسے میرے پاس بھیج دینا قصاص میں قتل کر دینا، میں رب کائنات کی بارگاہ میں اس کے خلاف مقدمہ لڑوں گا، بس اسے ہی قتل کرنا جو میرا قاتل ہے اور کسی کو نہ مارنا، کیونکہ اس نے زیادتی کی ہے، اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (خلفاء الرسول: 598)

علمائے تاریخ بیان کرتے ہیں، رمضان کی تیرہ راتیں ابھی باقی تھیں اور 40 ہجری تھی، ایک قول کے مطابق رمضان کی اکیسویں شب تھی، جب عبدالرحمٰن بن ملجم نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا، جمعہ اور ہفتہ کا دن آپ زندہ رہے اور بروز اتوار آپ کی شہادت ہوئی، آپ کو سیّدنا حسن وسیّدنا حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے غسل دیا اور سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور سحری کے وقت اس پیکر مروت کو دفن کیا گیا۔ (صفة الصفوة : 135/1)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے قاتل کی گردن اڑا دی، اس کے بعد سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے یہ تاثرات بیان کیے۔

لوگو! کل تم سے ایسا آدمی جدا ہوا اور داغ مفارقت دے گیا ہے، جو پہلوں اور بعد والوں پر سبقت لے گیا ہے، رسول اکرم ﷺ اسے فوجی دستہ میں علمبردار بنا کر بھیجا کرتے، تو اللہ کی مدد سے یہ فتح یاب ہو کر لوٹا کرتے تھے، جبریل ان کی دائیں اور میکائیل ان کی بائیں جانب چلا کرتے تھے، نہ تو کوئی چاندی چھوڑی نہ ہی سونا صرف سات سو درہم ان کی داد و دہش سے بچے ہیں، یہ بھی غلام خرید کر آزاد کرنے کے خواہاں تھے کہ وقت موعود آن پہنچا۔ (سلسلة الصحيحة : 2496)

رضى الله عنهم ورضوا عنه .

کتاب: خصوصیات کا بیان

ذِكْرُ خَصَائِصِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَذِكْرِ صَلَاتِهِ قَبْلَ النَّاسِ، وَأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ صَلَّى مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ

امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خصوصیات اور لوگوں سے پہلے ان کی نماز کا ذکر اور اس بات کا ذکر کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جنھوں نے اس امت میں سب سے پہلے نماز پڑھی

[1]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَبَّةَ الْعُرَنِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) يَقُولُ: ((أَنَا أَوَّلُ مَنْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

تخريج الحديث **صحيح بالشواهد**: مسند أحمد: 141/1، رقم: 1191، مصنف ابن أبي شيبة: 368/6، رقم: 32085، مسند الطيالسي: 173، مسند ابن الجعد: 491، وهو في السنن الكبرى للنسائي برقم: 8332.

ترجمة الحديث حبۃ العرنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا، کہ میں وہ شخص ہوں جس نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نماز پڑھی۔

[2]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) قَالَ: ((أَوَّلُ مَنْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيٌّ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ)))

تخريج الحديث **صحيح**: مسند أحمد: 368/4، رقم: 19284، مصنف ابن أبي شيبة: 371/6، رقم: 32106، المعجم الكبير للطبراني: 5002، مسند الطيالسي: 713، وهو في الكبرى: 8333.

ترجمة الحديث سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص جس نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ نماز پڑھی سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

ذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِهَذَا الْخَبَرِ عَنْ شُعْبَةَ (رحمه الله)

امیر المومنین فی الحدیث شعبہ رحمہ اللہ سے اس خبر کو نقل کرنے والوں کے اختلاف کا بیان

[3]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضي الله عنه قَالَ: ((أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ))

تخريج الحديث صحيح: سنن الترمذی، كتا المناقب، باب أول من صلى علی، حديث: 3735، وقال: حسن صحيح، مسند أحمد: 371/4، رقم: 19306، مصنف ابن أبی شيبة: 267/3، رقم: 35910، من طريق محمد بن جعفر بهذا الإسناد، وهو فی الكبرى: 8334.

ترجمة الحديث محمد بن جعفر "غندر" رحمہ اللہ نے شعبہ رحمہ اللہ سے اس کی سند کے ساتھ سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سب سے پہلے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اسلام قبول کیا وہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

[4]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضي الله عنه قَالَ: ((أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ))

تخريج الحديث صحيح: حديث أبی سعيد الأشج: 42، الشريعة للآجری: 1249، فوائد أبی يعلى الخليلی: 15، من طريق عبد الله بن إدريس بهذا الإسناد، وهو فی الكبرى: 8335.

ترجمة الحديث ابن ادریس رحمہ اللہ نے شعبہ رحمہ اللہ سے اس کی سند کے ساتھ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ شخص جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

[5]...... أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ، عَنْ خَالِدٍ وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَمْزَةَ مَوْلَى الْأَنْصَارِ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رضي الله عنه يَقُولُ: ((أَوَّلُ مَنْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلِيٌّ)) وَقَالَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ: ((أَسْلَمَ عَلِيٌّ))

تخريج الحديث صحيح: تفرد به المصنّف، وهو فی الكبرى: 8336.

ترجمة الحديث خالد بن الحارث رحمہ اللہ نے شعبہ رحمہ اللہ سے اس کی سند کے ساتھ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ

سے نقل کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ شخص جس نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور ایک دوسری جگہ پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ شخص جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

فائدہ: ...... یہاں پر عبارت ہے ((وَقَالَ فِيْ مَوْضِعٍ آخَرَ: أَسْلَمَ عَلِيٌّ)) اس عبارت میں اختصار ہے اصل عبارت اسی سند کے ساتھ اس طرح ہے۔ ((وَقَالَ فِيْ مَوْضِعٍ آخَرَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ)) (السنن الکبریٰ فضائل علی، ص: 8081) ہم نے ترجمہ اسی اصل عبارت کے مطابق کیا ہے۔

شرح الحدیث ان روایات سے معلوم ہوا کہ اُمت میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں جبکہ دوسری بعض صحیح روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ❶ اسی طرح بعض صحیح روایات میں اُم المومنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا ذکر ہے۔ ❷

بظاہر تو ان روایات میں تعارض لگتا ہے لیکن حقیقت میں ان میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ ان میں تطبیق ممکن ہے امام ترمذی رحمہ اللہ المتوفی 279ھ نے بعض علماء سے یوں تطبیق نقل کی ہے ''کہ مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور (بچوں میں سب سے پہلے) علی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور وہ اس وقت آٹھ سال کے تھے، اور عورتوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ❸

اور ابوالعباس احمد بن عبداللہ محبّ الدین طبری رحمہ اللہ المتوفی 694ھ، ان روایات میں تطبیق دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ زیادہ مناسب بات ان سب روایات میں تطبیق دینا اور ان کی تصدیق کرنا ہے۔ لہٰذا کہا جائے گا کہ جس نے علی الاِطلاق سب سے پہلے اسلام قبول کیا وہ اُم المومنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں اور پہلا نارینہ جس نے اسلام قبول کیا وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں اور وہ اس وقت نابالغ بچے تھے اور وہ اپنے اسلام کو چھپانے والے تھے اور پہلا عربی (آزاد) بالغ مرد جس نے اسلام قبول کیا اور اپنے اسلام کو ظاہر کیا وہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور موالی (یعنی آزاد کردہ غلاموں) میں سے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ❹

---

❶ دیکھئے: سنن الترمذی، ح: 3667، بإسناد صحیح.

❷ دیکھئے: مسند أحمد، ج: 1، ص: 331، ح: 3061، بسند حسن لذاته.

❸ سنن الترمذی: کتاب المناقب باب أوّل من صلی علّی وأوّل من أسلم علیّ، ح: 3734.

❹ الریاض النضرة فی مناقب العشرة، ص: 89.

[6]...... أَخْبَرَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْكُوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ خُثَيْمٍ، عَنْ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَفِيفٍ، عَنْ عَفِيفٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: جِئْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِلَى مَكَّةَ، فَنَزَلْتُ عَلَى الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَلَمَّا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ، وَحَلَّقَتْ فِي السَّمَاءِ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْكَعْبَةِ أَقْبَلَ شَابٌّ، فَرَمَى بِبَصَرِهِ إِلَى السَّمَاءِ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَقَامَ مُسْتَقْبِلَهَا، فَلَمْ يَلْبَثْ حَتَّى جَاءَ غُلَامٌ، فَقَامَ عَنْ يَمِينِهِ، فَلَمْ يَلْبَثْ حَتَّى جَاءَتِ امْرَأَةٌ، فَقَامَتْ خَلْفَهُمَا، فَرَكَعَ الشَّابُّ، فَرَكَعَ الْغُلَامُ وَالْمَرْأَةُ، فَرَفَعَ الشَّابُّ، فَرَفَعَ الْغُلَامُ وَالْمَرْأَةُ، فَخَرَّ الشَّابُّ سَاجِدًا، فَسَجَدَا مَعَهُ فَقُلْتُ: يَا عَبَّاسُ ((أَمْرٌ عَظِيمٌ))؟! فَقَالَ لِي: أَمْرٌ عَظِيمٌ فَقَالَ: ((أَتَدْرِي مَنْ هَذَا الشَّابُّ؟)) فَقُلْتُ: لَا، فَقَالَ: هَذَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، هَذَا ابْنُ أَخِي، وَقَالَ: ((تَدْرِي مَنْ هَذَا الْغُلَامُ؟)) فَقُلْتُ: لَا، قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، هَذَا ابْنُ أَخِي ((هَلْ تَدْرِي مَنْ هَذِهِ الْمَرْأَةُ الَّتِي خَلْفَهُمَا؟)) قُلْتُ: لَا قَالَ: ((هَذِهِ خَدِيجَةُ ابْنَةُ خُوَيْلِدٍ زَوْجَةُ ابْنِ أَخِي)) هَذَا حَدَّثَنِي ((أَنَّ رَبَّكَ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ أَمَرَهُ بِهَذَا الدِّينِ الَّذِي هُوَ عَلَيْهِ، وَلَا وَاللّٰهِ مَا عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ كُلِّهَا أَحَدٌ عَلَى هَذَا الدِّينِ غَيْرُ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ))

تخريج الحديث ضعيف: یحییٰ بن عفیف اور اس کا بھائی ایاس راوی مجہول ہیں۔ امام بخاری نے بھی اسے غیر ثابت قرار دیا ہے۔ المعجم الكبير للطبراني: 452/22، رقم: 1103، الآحاد والمثاني لإبن أبي عاصم: 2999، الضعفاء الكبير للعقيلي: 27/1، من طريق سعيد بن خثيم بهذا الإسناد، مسند أبي يعلى: 1547، من طريق أسد عن ابن يحيى بن عفيف عن أبيه عن جدّه فذكره، مسند أحمد: 209/1، رقم:1787، من طريق إسماعيل بن إياس بن عفيف عن أبيه عن جدّه، وسنده ضعيف أيضاً.

ترجمة الحديث سیّدنا عفیف الکندی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں جاہلیت کے زمانے میں مکہ آیا اور عباس بن عبدالمطلب کا مہمان بنا پھر جب سورج خوب بلند ہوا جبکہ میں کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا تو ایک نوجوان آیا اور اس نے آسمان کی طرف دیکھا پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہوا پھر کچھ دیر نہیں گزری کہ ایک لڑکا آیا اور اس کی داہنی طرف کھڑا ہوا پھر کچھ دیر نہ ہوئی کہ ایک خاتون آئی اور ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہوئی پھر اس نوجوان نے رکوع کیا تو لڑکے اور خاتون نے (بھی) رکوع کیا پھر اس نوجوان نے رکوع سے سر اٹھایا تو

لڑکے اور خاتون نے (بھی) رکوع سے سر اٹھایا پھر وہ نوجوان سجدہ میں گرا تو ان دونوں نے (بھی) ان کے ساتھ سجدہ کیا، میں نے کہا اے عباس! کیا کوئی بڑی بات ہے؟ انھوں نے مجھ سے کہا: (جی ہاں) بڑی بات ہے، پھر انھوں نے کہا: جانتے ہو یہ نوجوان کون ہے؟ میں نے کہا: نہیں تو انھوں نے کہا: یہ عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا محمد ہے یہ میرا بھتیجا ہے اور انھوں نے کہا: جانتے ہو یہ لڑکا کون ہے؟ میں نے کہا نہیں، انھوں نے کہا: یہ ابوطالب بن عبدالمطلب کا بیٹا علی ہے، یہ (بھی) میرا بھتیجا ہے، کیا تو جانتا ہے کہ یہ خاتون جوان دونوں کے پیچھے کھڑی تھی یہ کون ہے؟ میں نے کہا: نہیں، انھوں نے کہا: یہ خویلد کی بیٹی میرے بھتیجے کی بیوی خدیجہ ہے، (میرے) اس (بھتیجے) نے مجھے بتایا کہ بلاشبہ تیرے رب یعنی زمین اور آسمانوں کے ربّ نے اس کو اس دین کا حکم دیا ہے جس دین پر وہ عمل پیرا ہے حالانکہ اللہ کی قسم ساری روئے زمین پر ان تینوں کے سوائے کوئی بھی اس دین پر نہیں۔

شرح الحدیث ہمارے پاس موجود نسخہ میں یہاں عبارت (ربّک) ہے ہم نے ترجمہ اسی کے مطابق کیا ہے لیکن السنن الکبریٰ کے محشی حسن عبدالمنعم لکھتے ہیں کہ دونوں اصل نسخوں کی حاشیہ پر لکھا ہوا ہے کہ شاید یہ عبارت ''ربّہ'' ہے جس کے مطابق ترجمہ بنے گا کہ ''بے شک اس کے ربّ یعنی زمین اور آسمانوں کے ربّ نے اس کو اس دین کا حکم دیا ہے جس پر وہ عمل پیرا ہے۔''

[7]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ صَالِحٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ (رضی اللہ عنہ): ((أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، وَأَخُو رَسُوْلِهِ ﷺ، وَأَنَا الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ، لَا يَقُولُهَا بَعْدِي إِلَّا كَاذِبٌ، صَلَّيْتُ قَبْلَ النَّاسِ بِسَبْعِ سِنِينَ))

تخریج الحدیث ضعیف جداً: عباد بن عبداللہ راوی ضعیف ہے۔ امام احمد نے اس روایت کو منکر اور امام ذہبی نے باطل کہا ہے۔ سنن ابن ماجه، المقدّمة، باب فضل علی بن أبی طالب، حدیث: 120، مصنف ابن أبی شیبة: 368/6، رقم: 32084، فضائل الصحابة لأحمد: 993، المستدرك للحاكم: 111/3-112، رقم: 4584، وهو فی الكبرى: 8338.

ترجمة الحدیث عباد بن عبداللہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں، اور میں صدیق اکبر (یعنی سب سے بڑا سچا ہوں)، میرے بعد یہ بات کوئی جھوٹا ہی کہے گا، میں نے لوگوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی۔

ذِكْرُ عِبَادَةِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی عبادت کا بیان

[8]...... أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَجْلَحُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي الْهُذَيْلِ، عَنْ عَلِيٍّ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) قَالَ: ((مَا أَعْرِفُ أَحَدًا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ عَبَدَ اللّٰهَ بَعْدَ نَبِيِّهَا ﷺ غَيْرِي، عَبَدْتُ اللّٰهَ قَبْلَ أَنْ يَعْبُدَهُ أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ بِسَبْعِ سِنِينَ))

تخريج الحديث منكر: امام ذہبی اور امام ابن قیم نے اس روایت کو باطل قرار دیا ہے۔ أحكام أهل الذمة: 78/2، تفرّد به المصنّف، وهو فی الكبرى: 8339، مسند أحمد: 99/1، رقم: 776، مسند أبی يعلى: 447، من طريق آخر وسنده ضعيف.

ترجمة الحديث سیّدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں اس امت میں اپنے سوا کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد (سب سے پہلے) اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہو، اس امت میں کسی بھی شخص کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے پہلے میں نے سات سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے۔

ذِكْرُ مَنْزِلَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

اللہ تعالیٰ کے ہاں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مقام ومرتبے کا بیان

[9]...... أَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، وَهُوَ ابْنُ عَثْمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُهَاجِرُ بْنُ مِسْمَارٍ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ، قَالَتْ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْجُحْفَةِ وَأَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ، فَخَطَبَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ ((إِنِّي وَلِيُّكُمْ)) قَالُوا: صَدَقْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَرَفَعَهَا وَقَالَ: ((هَذَا وَلِيِّي، والْمُؤَدِّي عَنِّي، وَإِنَّ اللّٰهَ مُوَالٍ مَنْ وَالَاهُ، وَمُعَادٍ مَنْ عَادَاهُ))

تخريج الحديث حسن: امام ذہبی نے بھی اسے حسن غریب کہا ہے۔ السيرة لابن كثير: 423/4، شرح مشكل الآثار للطحاوی: 1767، السنة لإبن أبی عاصم: 1189، وهو فی الكبرى: 8340، وسيأتی برقم: 94.

ترجمة الحديث سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کے دن فرماتے ہوئے سنا۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا: اے لوگو! بلاشبہ میں تمہارا دوست ہوں، لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے سچ فرمایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا: یہ شخص میرا دوست اور میرے ذمے رہ جانے والے حقوق کو ادا کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ دوست رکھنے والا ہے ہر اس شخص کو جو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو دوست رکھے اور اللہ تعالیٰ دشمن رکھنے والا ہے ہر اس شخص کو جو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو دشمن رکھے۔

[10]...... أَخْبَرَنِی زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْهِرُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عِيسَى بْنِ عُمَرَ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَهُ طَائِرٌ فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ ائْتِنِی بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَأْكُلُ مَعِی مِنْ هَذَا الطَّيْرِ)) فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَرَدَّهُ، وَجَاءَ عُمَرُ فَرَدَّهُ، وَجَاءَ عَلِيٌّ فَأَذِنَ لَهُ.

تخريج الحديث ضعيف: مسہر بن عبد الملک ضعیف راوی ہے۔ نیز اس کی ترمذی وغیرہ میں متابعت بھی ثابت نہیں۔ محدثین کے ہاں یہ روایت ضعیف ہے۔ سنن الترمذی، كتاب المناقب، باب حديث الطير، حديث: 3721، وقال: غريب، مسند أبی يعلی: 4052، تاريخ أصبهان لأبی نعيم: 248/1، من طريق عيسىٰ بن عمر بهذا الإسناد وله طرق، وهو فی الكبری: 8341.

ترجمة الحديث سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک (بھنا ہوا) پرندہ رکھا ہوا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میرے پاس ایسے شخص کو لے آئیں جو تجھے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہو تاکہ وہ میرے ساتھ اس پرندہ میں سے کھائے، تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں واپس کر دیا، اور عمر رضی اللہ عنہ آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں (بھی) واپس کر دیا اور علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اجازت دے دی۔

[11]...... أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِی وَقَّاصٍ قَالَ: أَمَرَ مُعَاوِيَةُ سَعْدًا، فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا تُرَابٍ؟ قَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَنْ أَسُبَّهُ، لَأَنْ تَكُونَ لِی وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَهُ، وَخَلَّفَهُ فِی

بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ((تُخَلِّفُنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟)) فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، إِلَّا أَنَّهُ لا نُبُوَّةَ بَعْدِي؟)) وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: فِي يَوْمِ خَيْبَرَ: ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ)) فَتَطَاوَلْنَا لَهَا، فَقَالَ: ((ادْعُوا لِي عَلِيًّا)) فَأُتِيَ بِهِ أَرْمَدَ، فَبَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ، وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ، وَلَمَّا نَزَلَتْ، زَادَ هِشَامٌ: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ﴾ [الأحزاب: 33] دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا، وَفَاطِمَةَ، وَحَسَنًا، وَحُسَيْنًا فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ، يَعْنِي هَؤُلَاءِ أَهْلِي))

تخريج الحديث صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل على بن أبى طالب رضى الله عنه، حديث: 2404/32 [6220]، سنن الترمذى: 3724، مسند أحمد: 185/1، رقم: 1608، مسند سعد بن أبى وقاص للدورقى: 19، من طريق حاتم بهذا الإسناد، وهو فى الكبرى: 8342، وسيأتى برقم: 54.

ترجمة الحديث عامر بن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو حکم دیا پھر پوچھا کہ آپ کو ابوتراب (یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ) کو برا کہنے سے کیا چیز روکتی ہے؟ انھوں نے جواب دیا: جب تک مجھے وہ تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے ان (یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سے کہی تھیں، میں ہرگز انھیں برا نہیں کہوں گا، ان میں سے کوئی ایک بات بھی میرے لیے ہوتو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پسند ہوگی، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا آپ ان سے (اس وقت) کہہ رہے تھے جب آپ ایک جنگ میں ان کو پیچھے چھوڑ کر جا رہے تھے اور علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تھا: یا رسول اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: کہ کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ میرے لیے تم ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام تھے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبوت نہیں، اور میں نے خیبر کے دن آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: کہ (کل) میں ضرور پرچم اس شخص کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں، تو ہم گردنیں اٹھا کر اس کی طرف دیکھتے رہے (تاکہ وہ پرچم ہمیں دیا جائے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: علی کو میرے پاس بلاؤ، ان کو آپ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ اس حال میں کہ انہیں آشوبِ چشم کی شکایت تھی تو آپ نے اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں میں لگایا اور پرچم

انھیں دے دیا اور جب نازل ہوئی ہشام نے اضافہ کر کے فرمایا کہ یہ آیت ﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ﴾ (الاحزاب:33) تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا پھر فرمایا: اے اللہ! یہ میرے گھر والے ہیں۔

[12]...... أَخْبَرَنَا حَرَمِيُّ بْنُ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ، عَنْ مُوسَى الصَّغِيرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَابِطٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا فَتَنَقَّصُوا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ: لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: "لَهُ خِصَالٌ ثَلَاثَةٌ"، لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((إِنَّهُ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي)) وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ)) وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ))

تخريج الحديث **صحيح لغيره**: سنن ابن ماجه، المقدّمة، باب فضل عليّ بن أبى طالب رضى الله عنه، حديث: 121، مصنّف ابن أبى شيبة: 366/6، رقم: 32078، السنه لابن أبى عاصم: 1387، الأحاديث المختارة للضياء: 1008، من طريق أبى معاوية بهذا الإسناد، وهو فى الكبرى: 8343.

ترجمة الحديث سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (ایک مجلس میں) بیٹھا تھا تو لوگ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خامیاں نکالنے لگے میں نے کہا: بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ان (یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ) کے لیے تین خصلتیں ہیں، (سیدنا سعد فرماتے ہیں) کہ ان تین خصلتوں میں سے کسی ایک خصلت کا میرے لیے ہونا مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پسند ہے، میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اور میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کل میں ضرور پرچم اس شخص کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ان سے محبت کرتے ہیں، اور میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں (محمد) جس کا دوست ہوں تو علی رضی اللہ عنہ (بھی) اس کا دوست ہے۔

شرح الحديث سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق: ((من کنت مولاہ فعلی مولاہ)) والی روایت

مختلف طرق سے مختصر وطویل متن کے ساتھ متعدد کتب حدیث میں منقول ہے، ان تمام روایات کے مجموعہ کے سیاق وسباق اور پس منظر پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے ''مولیٰ'' کا لفظ محبّ، دوست، اور محبوب کے معنی میں استعمال کیا ہے اور یہی معنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا تھا لہٰذا مولا کا ناصر (مدد کرنے والا) معنی کرنا موہم شرک ہونے کی وجہ سے اور متصرف فی الامور بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی خلیفہ بلافصل) معنی کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماعی فہم کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

[13]...... أَخْبَرَنِی زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ أَيْمَنَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ سَعْدًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَأَدْفَعَنَّ الرَّايَةَ غَدًا إِلَى رَجُلٍ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ، يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ)) فَاسْتَشْرَفَ لَهَا أَصْحَابُهُ فَدَفَعَ إِلَى عَلِيٍّ

تخریج الحدیث صحيح: تفرد به المصنف، وهو فى الكبرى: 8344.

ترجمة الحدیث سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل ضرور میں علم اس شخص کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں فتح دے گا (یہ سن) کر آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو حاصل کرنے کے لیے اپنی گردنیں بلند کیں (یعنی ہر ایک نے اپنا سر اٹھایا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھ کر علم عطا کریں) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیا۔

[14]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِى لَيْلَى، عَنِ الْحَكَمِ، وَالْمِنْهَالِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِى لَيْلَى، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ لِعَلِيٍّ وَكَانَ يَسِيرُ مَعَهُ: ((إِنَّ النَّاسَ قَدْ أَنْكَرُوا مِنْكَ أَنَّكَ تَخْرُجُ فِى الْبَرْدِ فِى الْمُلَاءَ تَيْنِ، وَتَخْرُجُ فِى الْحَرِّ فِى الْحَشْوِ، وَالثَّوْبِ الْغَلِيظِ)) قَالَ: ((أَوَلَمْ تَكُنْ مَعَنَا بِخَيْبَرَ؟)) قَالَ: بَلَى قَالَ: ((فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ أَبَا بَكْرٍ وَعَقَدَ لَهُ لِوَاءً فَرَجَعَ، وَبَعَثَ عُمَرَ وَعَقَدَ لَهُ لِوَاءً فَرَجَعَ بِالنَّاسِ)) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ لَيْسَ بِفَرَّارٍ)) فَأَرْسَلَ إِلَيَّ، وَأَنَا أَرْمَدُ قُلْتُ: ((إِنِّى أَرْمَدُ، فَتَفَلَ فِى عَيْنِى)) وَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ اكْفِهِ أَذَى الْحَرِّ وَالْبَرْدِ، فَمَا وَجَدْتُ حَرًّا بَعْدَ ذٰلِكَ، وَلَا بَرْدًا))

تخریج الحدیث ضعیف: ابن ابی یعلی: محمد بن عبد الرحمٰن ضعیف ہے اور اس کی متابعت ابو اسحاق مدلس نے کی ہے۔ سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فضل على بن أبى طالب رضى الله عنه، حديث: 117، مختصراً، مسند أحمد: 99/1، رقم: 1117,778، مصنف ابن أبى شيبة: 367/6، رقم: 32080، مسند البزار: 496، من طريق ابن أبى ليلىٰ بهذا الإسناد، وهو فى الكبرى: 8345، وسيأتى برقم: 151.

ترجمة الحديث ابو لیلیٰ رحمہ اللہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہے تھے اسی دوران انھوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا: بلاشبہ لوگ آپ کے سردیوں میں دو ہلکی چادروں میں اور گرمیوں میں موٹے لباس میں نکلنے سے تعجب کرتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ ہمارے ساتھ جنگ خیبر میں نہیں تھے؟ انھوں نے جواب دیا: کیوں نہیں، (میں جنگ خیبر میں آپ کے ساتھ تھا)، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پرچم دے کر بھیجا وہ واپس ہوئے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو پرچم دے کر بھیجا وہ (بھی) لوگوں کو لے کر واپس پلٹے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (کل) میں ضرور پرچم اس شخص کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے ہیں، وہ بھاگنے والا نہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلوایا جبکہ میں آشوبِ چشم میں مبتلا تھا، میں نے کہا: میں آشوبِ چشم میں مبتلا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن میری آنکھوں میں لگایا اور فرمایا: یا اللہ! تو اسے گرمی اور سردی کی اذیت وتکلیف سے کافی ہوجا، اس کے بعد نہ مجھے (کبھی) گرمی محسوس ہوئی اور نہ سردی۔

[**15**]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَرْبٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِى بُرَيْدَةَ[1] يَقُولُ: حَاصَرْنَا خَيْبَرَ، فَأَخَذَ اللِّوَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَلَمْ يُفْتَحْ لَهُ، وَأَخَذَ مِنَ الْغَدِ عُمَرُ، فَانْصَرَفَ وَلَمْ يُفْتَحْ لَهُ، وَأَصَابَ النَّاسَ يَوْمَئِذٍ شِدَّةٌ وَجَهْدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي دَافِعٌ لِوَائِي غَدًا إِلَى رَجُلٍ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ، لَا يَرْجِعُ حَتَّى يُفْتَحَ لَهُ)) وَبِتْنَا طَيِّبَةً أَنْفُسُنَا أَنَّ الْفَتْحَ غَدًا، فَلَمَّا أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الْغَدَاةَ، ثُمَّ قَامَ قَائِمًا، وَدَعَا بِاللِّوَاءِ، وَالنَّاسُ عَلَى مَصَافِّهِمْ، فَمَا مِنَّا إِنْسَانٌ لَهُ مَنْزِلَةٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا هُوَ يَرْجُو أَنْ يَكُونَ صَاحِبَ اللِّوَاءِ، فَدَعَا عَلِيَّ بْنَ أَبِى طَالِبٍ، وَهُوَ أَرْمَدُ، فَتَفَلَ فِى عَيْنَيْهِ،

[1] بعض نسخوں میں ((سمعت أبا بريدة)) ہے جو کہ غلط ہے اور ہمارے نسخہ میں ((سمعت أبى، بريدة)) ہے اور یہی صحیح ہے۔

سو مَسَحَ عَنْهُ، وَدَفَعَ إِلَيْهِ اللِّوَاءَ، وَفَتَحَ اللّٰهُ لَهُ قَالَ: ((وَأَنَا فِيمَنْ تَطَاوَلَ لَهَا))

تخریج الحدیث حسن: حسین بن واقد عن ابن بریدہ سے امام مسلم نے حجت پکڑی ہے۔ نیز معاذ کی متابعت زید بن الحباب نے کی ہے۔ مسند أحمد: 353/5، رقم: 22993، وفضائل الصحابة له: 1009، السنن الکبری للبیهقی: 132/9، رقم: 18348، اسد الغابة لإبن الأثیر: 78/4، من طریق الحسین بن واقد بهذا الإسناد، وهو فی الکبریٰ (8346)

ترجمة الحدیث سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے خیبر کا محاصرہ کرلیا تو (پہلے دن) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پرچم لیا اور انھیں فتح نہیں ملی اور اگلے دن عمر رضی اللہ عنہ نے پرچم لیا اور انھیں (بھی) فتح نہیں ملی اور اس دن لوگوں کو نہایت تکلیف پہنچی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ کل میں اپنا پرچم اس شخص کو دینے والا ہوں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے ہیں، وہ اس وقت تک نہیں پلٹے گا جب تک اسے فتح نہ ملے پس اسی خوشی میں ہم نے رات گزاری کہ فتح کل ضرور ہوگی پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی تو فجر کی نماز پڑھی پھر آپ کھڑے ہوئے اور پرچم منگوایا جبکہ لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے تھے پس ہم میں سے ہر وہ شخص کہ جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کچھ بھی مرتبہ تھا۔ وہ علم کا امیدوار تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا جبکہ وہ آشوبِ چشم میں مبتلا تھے تو آپ نے اپنا لعاب اس کی آنکھوں میں لگایا اور ان سے (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) بیماری کو دور کیا اور ان کو پرچم دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح عطا فرمائی۔
راوی حدیث سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو پرچم کے امیدوار تھے۔

[16]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ مَيْمُونٍ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُرَيْدَةَ حَدَّثَهُ، عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: لَمَّا كَانَ حَيْثُ نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحَضْرَةِ أَهْلِ خَيْبَرَ أَعْطَى رَسُوْلُ اللّٰهِ اللِّوَاءَ عُمَرَ (رضی اللہ عنہ)، فَنَهَضَ مَعَهُ مَنْ نَهَضَ مِنَ النَّاسِ، فَلَقُوا أَهْلَ خَيْبَرَ، فَانْكَشَفَ عُمَرُ وَأَصْحَابُهُ، فَرَجَعُوا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَأُعْطِيَنَّ اللِّوَاءَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ)) فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ تَصَادَرَ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، فَدَعَا عَلِيًّا، وَهُوَ أَرْمَدُ، فَتَفَلَ فِي عَيْنَيْهِ، وَنَهَضَ مَعَهُ مِنَ النَّاسِ مَنْ نَهَضَ، فَلَقِيَ أَهْلَ خَيْبَرَ، فَإِذَا مَرْحَبٌ يَرْتَجِزُ وَهُوَ يَقُولُ:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ   شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ
أَطْعَنُ أَحْيَانًا وَحِينًا أَضْرِبُ   إِذَا اللُّيُوثُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

فَاخْتَلَفَ هُوَ وَعَلِيٌّ ضَرْبَتَيْنِ، فَضَرَبَهُ عَلِيٌّ عَلَى هَامَتِهِ حَتَّى عَضَّ السَّيْفُ مِنْهَا أَبْيَضَ رَأْسِهِ، وَسَمِعَ أَهْلُ الْعَسْكَرِ صَوْتَ ضَرْبَتِهِ، فَمَا تَتَامَّ آخِرُ النَّاسِ مَعَ عَلِيٍّ فَفَتَحَ اللّٰهُ لَهُ وَلَهُمْ. [1]

تخریج الحدیث **حسن بالشاهد السابق:** مسند أحمد: 358/5، رقم: 23031، مصنف ابن أبی شیبة: 393/7، رقم: 36879، المستدرك للحاكم: 437/3، رقم: 5844، السنّة لإبن أبی عاصم: 1379، من طريق عوف بهذا الإسناد، وهو فی الكبرى: 8347.

ترجمة الحدیث سیدنا بریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ جب (جنگ خیبر کے موقع پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل خیبر کے پاس اترے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا اور اس کے ساتھ لوگوں میں سے کچھ لوگ (جنگ کے لیے) کھڑے ہوئے، اہل خیبر سے ان کا سامنا ہوا لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی شکست کھا گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (کل) میں ضرور جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے ہیں پھر جب اگلا دن ہوا تو سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما (علم پانے کی امید سے) لوگوں سے آگے نکل کر (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدعلی رضی اللہ عنہ کو بلایا جبکہ وہ آشوبِ چشم میں مبتلا تھے پھر آپ نے اپنا لعاب دہن اس کی آنکھوں میں لگایا اور اس کے ساتھ لوگوں میں سے کچھ لوگ (جنگ کے لیے) کھڑے ہوئے، اہل خیبر سے ان کا (ساتھیوں سمیت) سامنا ہوا تو اچانک مرحب نامی شخص رجز پڑھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا: ''بلاشبہ خیبر والے جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں، اسلحوں سے آراستہ، جنگ آزمودہ پہلوان ہوں، جب شیر (بہادر لوگ) غضبناک ہوکر میرے سامنے آتے ہیں، تو میں (ان پر) کبھی نیزہ سے حملہ کرتا ہوں اور کبھی تلوار سے انھیں ضرب لگاتا ہوں۔'' پھر سیدنا علی اور مرحب میں دو ہی ہاتھ چلے تھے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسے ایسی تلوار لگائی جو خود کو کاٹتی ہوئی اس کے سر پر پہنچی اور تمام لشکر نے تلوار کی ضرب کی آواز سنی۔ پس ابھی پورا لشکر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس نہیں

---

[1] یہاں عبارت ((فَفَتَحَ اللّٰهُ لَهُ وَلَهُمْ)) ہے اور بعض کتب میں ((حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ لَهُ وَلَهُمْ)) ہے جو کہ سیاق وسباق کے موافق ہے لہٰذا ہم نے ترجمہ اسی کے مطابق کیا۔

پہنچا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا علی اور ان کے لشکر کو فتح عطا فرمائی۔

[17]...... أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَهْلُ ابْنُ سَعْدٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: ((لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ، يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ)) فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَى، فَقَالَ: ((أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ؟)) فَقَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ، قَالَ: فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ فَأُتِيَ بِهِ، فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي عَيْنَيْهِ، وَدَعَا لَهُ، فَبَرَأَ كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ، فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا؟ قَالَ: ((انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ، فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ))

تخريج الحديث صحيح البخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب علي بن أبي طالب، حديث: 3701، صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، حديث: 2406 [6223]، مسند أحمد: 333/5، رقم: 22821، صحيح ابن حبان: 6932، من طريق قتيبة بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8348.

ترجمة الحديث ابوحازم رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر کے دن فرمایا: کہ کل میں ضرور علم اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا، اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں پھر جب صبح ہوئی تو سارے لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہر ایک کو امید تھی کہ علم اسے دیا جائے گا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟! لوگوں نے جواب دیا: وہ آنکھوں کے درد میں مبتلا ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: انھیں بلا کر لاؤ تو وہ لائے گئے، پس آپ ﷺ نے اپنا لعاب اس کی آنکھوں میں لگایا اور اس کے لیے دعا کی، اس سے انہیں ایسی شفا حاصل ہوئی جیسے انہیں کوئی مرض پہلے تھا ہی نہیں، پھر آپ ﷺ نے علم انھیں عطا کیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یا رسول اللہ (کیا) جب تک وہ ہمارے جیسے (مسلمان) نہ ہوجائیں ان سے لڑتا رہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آپ پرسکون ہو کر چلتے رہو (یعنی جلدی نہ کرو) یہاں تک

کہ ان کے میدان میں اترو پھر (ان کے میدان میں اترنے کے بعد) انھیں اسلام کی طرف دعوت دو اور جو حقوقِ الٰہی ان پر واجب ہیں ان سے انھیں آگاہ کرو۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کا تمہارے ذریعے کسی ایک شخص کو بھی ہدایت دینا تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

شرح الحدیث ❶ ...... اس حدیث سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عظمت شان معلوم ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے محبّ ومحبوب ہیں اور وہ ایک عظیم شجاع وبہادر ہیں۔

❷ ...... اسی طرح اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک لشکر اسلام کے امیر بننے کا خواہش مند تھا اور ان میں سے ہر ایک میں امیر بننے کی صلاحیت واستعداد بھی تھی اسی وجہ سے تو انھوں نے امیر بننے کی امید رکھی۔

❸ ...... اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اقدامی جہاد میں کفار پر حملہ کرنے سے پہلے ان کو دین اسلام کی طرف دعوت دینا ضروری ہے اگر وہ اسلام قبول نہ کریں اور جزیہ بھی نہ دیں تو پھر ان پر حملہ کیا جائے۔

❹ ...... اسی طرح اس حدیث سے دعوت الی الاسلام کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے کہ مسلمان کا کسی کافر کو اسلام کی طرف دعوت دینا اور اس کا اسلام قبول کرنا یہ دعوت دینے والے کے لیے عرب کے قیمتی مال سرخ اُونٹوں سے بھی بہت بہتر ہے۔ اللّٰهم اجعلنا هداة مهديّين.

ذِكْرَ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ أَبِي هُرَيْرَةَ فِيهِ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کے نقل کرنے والوں کے الفاظ کے اختلاف کا بیان

[18]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَأَدْفَعَنَّ الْيَوْمَ الرَّايَةَ إِلَى رَجُلٍ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ)) فَتَطَاوَلَ الْقَوْمُ فَقَالَ: ((أَيْنَ عَلِيٌّ؟)) فَقَالُوا: يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ قَالَ: ((فَبَصَقَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فِي كَفَّيْهِ، وَمَسَحَ بِهَا عَيْنَيْ عَلِيٍّ، وَدَفَعَ إِلَيْهِ الرَّايَةَ، فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ))

تخريج الحديث صحيح: مصنف ابن أبي شيبة: 369/6، رقم: 32096، صحيح ابن حبان: 6933، مسند إسحاق بن راهويه: 219، من طريق يعلى بن عبيد بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8349.

ترجمة الحديث ابوحازم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے (جنگ خیبر کے دن) فرمایا: آج میں علم ضرور اس مرد کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں تو لوگوں نے (اس کو حاصل کرنے کے لیے) اپنی گردنیں بلند کیں لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: علی کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا: وہ آشوبِ چشم میں مبتلا ہیں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنی دونوں ہتھیلیوں میں تھوکا اور اس کو علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر پھیر دیا اور ان کو علم دے دیا تو اللہ رب العزت نے ان کے ہاتھوں فتح عطا کی۔

[19]...... أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (رضي الله عنه)، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: ((لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ)) قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: مَا أَحْبَبْتُ الْإِمَارَةَ إِلَّا يَوْمَئِذٍ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا، وَقَالَ: ((امْشِ، وَلَا تَلْتَفِتْ حَتَّى يَفْتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكَ)) فَسَارَ عَلِيٌّ ثُمَّ تَوَقَّفَ - يَعْنِي - فَصَرَخَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَامَ أُقَاتِلُ النَّاسَ؟ قَالَ: ((قَاتِلْهُمْ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ، فَقَدْ مَنَعُوا مِنِّي دِمَاءَ هُمْ، وَأَمْوَالَهُمْ، إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ))

تخريج الحديث صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، حديث: 2405 [6322]، التوحيد لابن منده: 729، فضائل الصحابة لأحمد، زوائد عبد الله: 1122، من طريق قتيبة بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8350.

ترجمة الحديث يعقوب عن سهيل عن أبي عن أبي هريرة کی سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر کے دن فرمایا: میں ضرور یہ علم اس مرد کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عطا کرے گا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ مجھے اس دن کے علاوہ کسی اور دن مسلمانوں کی قیادت کا شوق نہ ہوا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انھیں وہ علم دے دیا اور (ان سے) فرمایا: آگے بڑھو اور پیچھے کی طرف نہ پھرو جب تک کہ اللہ تعالیٰ تمھیں فتح نہ دے دے (یہ سن کر) علی رضی اللہ عنہ کچھ قدم چلے پھر کھڑے ہوئے اور پکارا یا رسول اللہ! لوگوں سے کس چیز پر لڑوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان سے لڑو یہاں تک کہ وہ گواہی دیں اس

کی کہ بے شک شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی کسی قسم کی عبادت کا لائق و مستحق نہیں اور میں (محمد) اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں جب انھوں نے یہ کام کیا (یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور میری رسالت کا اقرار کرلیا) تو اپنی جانوں اور مالوں کو مجھ سے بچا لیا (محفوظ کرلیا) سوائے اس کے حق کے اوران کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

شرح الحدیث ایک مسلمان کی جان و مال دوسرے مسلمان پر اس وقت تک حرام ہے جب تک وہ کوئی ایسا جرم نہ کرے جس کی وجہ سے اس کی جان یا مال کی عصمت ختم ہوجاتی ہو۔ مثلاً: قتل کرنا، زنا کرنا، مرتد ہوجانا یا کسی کو کوئی مالی نقصان پہنچانا۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان: ((فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَقَدْ مَنَعُوْا مِنِّیْ دِمَاءَ هُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلاَّ بِحَقِّهَا)) کا یہی مطلب ہے۔

[20]...... أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، يُفْتَحُ عَلَيْهِ)). قَالَ عُمَرُ: فَمَا أَحْبَبْتُ الْإِمَارَةَ قَطُّ إِلَّا يَوْمَئِذٍ. قَالَ: فَاشْرَأَبَّ لَهَا، فَدَعَا عَلِيًّا فَبَعَثَهُ ثُمَّ قَالَ: ((اذْهَبْ فَقَاتِلْ حَتَّى يَفْتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكَ، وَلَا تَلْتَفِتْ)) قَالَ: ((فَمَشَى مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ وَقَفَ، فَلَمْ يَلْتَفِتْ)) فَقَالَ: ((عَلَامَ أُقَاتِلُ النَّاسَ؟)) قَالَ: ((قَاتِلْهُمْ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ، فَقَدْ مَنَعُوا دِمَاءَ هُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ))

تخريج الحديث صحيح: دلائل النبوة للبيهقي: 206/4، وشعب الإيمان له: 77، أنساب الأشراف للبلاذري: 11، تاريخ دمشق لابن عساكر: 82/42، من طريق جرير بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8351.

ترجمة الحديث سیدّنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کل میں ضرور علم اس مرد کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے، اس کے ہاتھوں پر فتح عطا کی جائے گی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس اس دن کے علاوہ کبھی بھی مجھے مسلمانوں کی قیادت کا شوق نہ ہوا، فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے علم کو حاصل کرنے کی غرض سے گردن لمبی کی لیکن رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اس کو (لڑنے کے لیے آگے) بھیجا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کہ جا اور لڑ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ پر فتح عطا کرے اور پیچھے کی طرف نہ پھر، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ چلے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر

کھڑے ہوئے اور پیچھے کی طرف نہیں پھرے پھر عرض کی یا رسول اللہ! لوگوں سے کس مقصد کے لیے لڑوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان سے لڑو یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی کسی قسم کی عبادت کا لائق و مستحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں جب انھوں نے یہ کام کیا (یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی دی) تو اپنی جانوں اور مالوں کو (مجھ سے) بچا لیا (محفوظ کرلیا) مگر اس کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

[**21**]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ: ((لَأَدْفَعَنَّ الرَّايَةَ إِلَى رَجُلٍ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ، وَيَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ)). قَالَ عُمَرُ فَمَا أَحْبَبْتُ الْإِمَارَةَ قَطُّ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ، فَدَفَعَهَا إِلَى عَلِيٍّ فَقَالَ: ((قَاتِلْ، وَلَا تَلْتَفِتْ)) فَسَارَ قَرِيبًا، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، عَلَامَ أُقَاتِلُ النَّاسَ؟ قَالَ: ((عَلَى أَنْ يَشْهَدُوا أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، فَإِذَا فَعَلُوا فَقَدْ عَصَمُوا دِمَاءَ هُمْ وَأَمْوَالَهُمْ مِنِّى إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ))

تخريج الحديث صحيح: مسند أحمد: 384/2، رقم: 899، وفضائل الصحابة له: 1030، مسند أبي دواد: 2563، طبقات ابن سعد: 110/2، صحيح أبي عوانة: 10606، من طريق وهيب بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8352.

ترجمة الحديث سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر کے دن فرمایا: (کل) میں ضرور بالضرور ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائے گا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس دن سے پہلے کبھی امارت کی خواہش نہیں کی۔ (لیکن) رسول اللہ ﷺ نے جھنڈا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دے دیا پھر (ان سے) فرمایا: لڑو اور پیچھے کی طرف مت پھرو پس وہ تھوڑی دور گئے پھر فرمایا: یا رسول اللہ! کس مقصد کے لیے لوگوں کے خلاف جہاد کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کے خلاف اس لیے جہاد کرو کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی کسی قسم کی عبادت کا لائق و مستحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں جب انھوں نے (یہ کام) کرلیا تو اپنی جانوں اور مالوں کو مجھ سے بچا لیا (محفوظ کرلیا) سوائے اس (کلمہ اسلام) کے کسی حق کے (اور

پوشیدہ معاملات میں) ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

شرح الحدیث یہ روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے چار طرق سے منقول ہے پہلے طریق میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والا ابو حازم ہے اور آخری تین طرق میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والا ابو صالح ہے پھر اس سے روایت کرنے والا اس کا بیٹا سہیل ہے پھر سہیل سے پہلے طریق میں یعقوب نے اور دوسرے طریق میں جریر نے اور تیسرے طریق میں وہیب نے روایت کیا ہے۔

ذِكْرُ خَبَرِ عِمْرَانَ بْنِ حُصَينٍ فِي ذَلِكَ

اس باب میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی خبر کا بیان

[22]...... أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَينٍ (رضي الله عنه)، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ)) أَوْ قَالَ: ((يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ)) فَدَعَا عَلِيًّا، وَهُوَ أَرْمَدُ، فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ

تخریج الحدیث صحیح: امام ابن مندہ اصل حدیث کے متعلق کہتے ہیں۔ یہ حدیث مشہور ہے۔ أمالي المحاملي: 346، المعجم الكبير للطبراني: 595، التوحيد لإبن منده: 827، فوائد تمام: 383، من طريق منصور بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8353.

ترجمۃ الحدیث سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (کل) میں ضرور بالضرور جھنڈا اس مرد کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے یا فرمایا: جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ محبت کرتے ہیں پھر آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا جبکہ وہ آشوبِ چشم میں مبتلا تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں پر فتح عطا کی۔

ذِكْرُ خَبَرِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي ذَلِكَ وَأَنَّ جِبْرِيلَ يُقَاتِلُ، عَنْ يَمِينِهِ وَمِيكَائِيلَ عَنْ يَسَارِهِ

اس باب میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی روایت کا ذکر اور اس بات کا ذکر کہ جبریل علیہ السلام سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی دائیں طرف اور میکائیل بائیں طرف لڑتے تھے

[23]...... أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ،

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيمَ قَالَ: خَرَجَ إِلَيْنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَ: ((لَقَدْ كَانَ فِيكُمْ بِالْأَمْسِ رَجُلٌ مَا سَبَقَهُ الْأَوَّلُونَ، وَلَا يُدْرِكُهُ الْآخِرُونَ)) وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ)) فَقَاتَلَ جِبْرِيلُ عَنْ يَمِينِهِ، وَمِيكَائِيلُ عَنْ يَسَارِهِ، ثُمَّ لَا تُرَدُّ - يَعْنِي رَايَتَهُ - حَتَّى يَفْتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، مَا تَرَكَ دِينَارًا، وَلَا دِرْهَمًا إِلَّا سَبْعَمِائَةِ دِرْهَمٍ أَخَذَهَا مِنْ عَطَائِهِ، كَانَ أَرَادَ أَنْ يَبْتَاعَ بِهَا خَادِمًا لِأَهْلِهِ.

تخريج الحديث ضعیف: ابواسحاق السبیعی راوی مدلس کے سماع کی صراحت نہیں نیز اس کے متابع وشواہد بھی ضعیف ہیں۔ الذرية الطاهرة للدولاني: 131، عن النسائي بهذا الإسناد، مسند أحمد: 199/1، رقم: 1719، وفضائل الصحابة له: 1013، مصنف ابن أبي شيبة: 32105، صحيح ابن حبان: 6936، من طرق عن أبي إسحاق به، وهو في الكبرى: 8354.

ترجمة الحديث ھبیرہ فرماتے ہیں کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کالا عمامہ باندھے ہمارے پاس تشریف لائے پھر فرمایا: بلاشبہ کل تک تمہارے درمیان ایک ایسا مرد تھا کہ جس سے نہ پہلے لوگ آگے بڑھ سکے اور نہ بعد کے آنے والے اس تک پہنچ سکیں گے۔ اور بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے (اس کے متعلق) فرمایا: کہ کل میں ضرور بالضرور علم اس مرد کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر جبریل اس کی دائیں جانب اور میکائیل اس کی بائیں جانب لڑے پھر ان سے ان کے جھنڈے کو اس وقت تک نہیں لیا گیا جب تک اللہ تعالیٰ نے اسے فتح نہ دی، اس نے سات سو درہم کے علاوہ کوئی دینار و درہم نہیں چھوڑے وہ سات سو درہم بھی اس نے اپنے وظیفہ سے لیے تھے اور اس کا ارادہ تھا کہ اس سے اپنے اہل وعیال کے لیے خادم خریدیں۔

ذِكْرُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ فِي عَلِيٍّ: ((إِنَّ اللّٰهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ لَا يُخْزِيهِ أَبَدًا))

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی (اس) فرمان کا ذکر: کہ بے شک اللہ تعالیٰ انھیں کبھی رسوا نہیں کرے گا

[24]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَضَّاحُ وَهُوَ

أَبُو عَوانَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُون قَالَ: إِنِّى لَجَالِسٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ إِذْ أَتَاهُ تِسْعَةُ رَهْطٍ، فَقَالُوا إِمَّا أَنْ تَقُومَ مَعَنَا، وَإِمَّا أَنْ تَخْلُونَا يَا هَؤُلَاءِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ صَحِيحٌ قَبْلَ أَنْ يَعْمٰى قَالَ: ((أَنَا أَقُومُ مَعَكُمْ)) فَتَحَدَّثُوا، فَلَا أَدْرِى مَا قَالُوا: فَجَاءَ وَهُوَ يَنْفُضُ ثَوْبَهُ وَهُوَ يَقُولُ: ((أُفٍّ وَتُفٍّ يَقَعُونَ فِى رَجُلٍ لَهُ عَشْرٌ، وَقَعُوا فِى رَجُلٍ)) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَأَبْعَثَنَّ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ لَا يُخْزِيهِ اللّٰهُ أَبَدًا)) فَأَشْرَفَ مَنِ اسْتَشْرَفَ فَقَالَ: ((أَيْنَ عَلِىٌّ؟)) وَهُوَ فِى الرَّحَا يَطْحَنُ، وَمَا كَانَ أَحَدُكُمْ لِيَطْحَنَ، فَدَعَاهُ، وَهُوَ أَرْمَدُ، مَا يَكَادُ أَنْ يُبْصِرَ، فَنَفَثَ فِى عَيْنَيْهِ، ثُمَّ هَزَّ الرَّايَةَ ثَلَاثًا، فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ فَجَاءَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ، وَبَعَثَ أَبَا بَكْرٍ بِسُورَةِ التَّوْبَةِ وَبَعَثَ عَلِيًّا خَلْفَهُ، فَأَخَذَهَا مِنْهُ فَقَالَ: ((لَا يَذْهَبُ بِهَا رَجُلٌ إِلَّا رَجُلٌ هُوَ مِنِّى، وَأَنَا مِنْهُ)) وَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْحَسَنَ، وَالْحُسَيْنَ، وَعَلِيًّا، وَفَاطِمَةَ، فَمَدَّ عَلَيْهِمْ ثَوْبًا فَقَالَ: ((هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِى وَخَاصَّتِى، فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا)) وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ خَدِيجَةَ، وَلَبِسَ ثَوْبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَنَامَ فَجَعَلَ الْمُشْرِكُونَ يَرْمُونَ كَمَا يَرْمُونَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُ نَبِىُّ اللّٰهِ ﷺ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: يَا نَبِىَّ اللّٰهِ فَقَالَ عَلِىٌّ: إِنَّ نَبِىَّ اللّٰهِ ﷺ قَدْ ذَهَبَ نَحْوَ بِئْرِ مَيْمُون، فَاتَّبَعَهُ، فَدَخَلَ مَعَهُ الْغَارَ، وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَرْمُونَ عَلِيًّا حَتَّى أَصْبَحَ، وَخَرَجَ بِالنَّاسِ فِى غَزْوَةِ تَبُوكَ فَقَالَ عَلِىٌّ: أَخْرُجُ مَعَكَ فَقَالَ: ((لَا)) فَبَكَى فَقَالَ: ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّى بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى إِلَّا أَنَّكَ لَسْتَ بِنَبِيٍّ؟)) ثُمَّ قَالَ: ((أَنْتَ خَلِيفَتِى)) يَعْنِى فِى كُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِى قَالَ: ((وَسَدَّ أَبْوَابَ الْمَسْجِدِ غَيْرَ بَابِ عَلِيٍّ، فَكَانَ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ وَهُوَ جُنُبٌ، وَهُوَ فِى طَرِيقِهِ لَيْسَ لَهُ طَرِيقٌ غَيْرَهُ)) وَقَالَ: ((مَنْ كُنْتُ وَلِيَّهُ فَعَلِىٌّ وَلِيُّهُ)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَخْبَرَنَا اللّٰهُ فِى الْقُرْآنِ أَنَّهُ قَدْ رَضِىَ عَنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ، فَهَلْ حَدَّثَنَا بَعْدُ أَنَّهُ سَخِطَ عَلَيْهِمْ قَالَ: وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعُمَرَ حِينَ قَالَ: ((ائْذَنْ لِى، فَلَأَضْرِبُ عُنُقَهُ - يَعْنِى حَاطِبًا -)) وَقَالَ: ((مَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ؟)) فَقَالَ: ((اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ))

تخریج الحدیث ضعیف: یحییٰ ابوبلج راوی پر کلام ہے۔ نیز اس میں منکر الفاظ بھی ہیں۔ مسند أحمد: 330/1-331، رقم: 3062، المعجم الكبير للطبراني: 12593، المستدرك للحاكم: 132/3-134، رقم: 4708، الأحاديث المختارة للضياء: 26/13، رقم: 32، من طريق أبي عوانة بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8355.

ترجمۃ الحدیث عمرو بن میمون فرماتے ہیں میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ اس کے پاس نو آدمی آئے انھوں نے (ابن عباس رضی اللہ عنہما سے) کہا یا تم ہمارے ساتھ چلو اور یا پھر اے لوگو ہمیں ان کے ساتھ تنہا رہنے دو اور وہ اس دن تندرست تھے نابینا نہیں تھے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم لوگوں کے ساتھ چلتا ہوں پھر ان لوگوں نے (آپس میں) گفتگو کی، میں نہیں جانتا انھوں نے کیا کہا پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ آئے جبکہ وہ اپنا کپڑا جھاڑ رہے تھے اور کہہ رہے تھے افسوس ہائے افسوس یہ لوگ ایسے شخص کی غیبت کرتے ہیں جس کے لیے دس فضائل ہیں، ان لوگوں نے ایسے شخص کی برائی کی ہے (جس کے متعلق) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ضرور بالضرور ایسے مرد کو بھیجوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ انھیں کبھی رسوا نہیں کرے گا، سو گردن بلند کی جس نے گردن بلند کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کہاں ہیں؟ اور وہ چکی میں گھوڑے کا دانہ پیس رہے تھے جبکہ تم میں سے کوئی شخص گھوڑے کا دانہ نہیں پیستا، پھر آپ نے انھیں بلایا جبکہ ان کی آنکھیں اتنی دکھ رہی تھیں کہ اس کے لیے دیکھنا دشوار تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن اس کی آنکھوں پر لگایا پھر جھنڈے کو تین مرتبہ ہلا کر اسے پکڑایا تو وہ صفیہ بنت حیی کو لے کر آئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سورۃ التوبہ دے کر (اہل مکہ کی طرف) بھیجا پھر ان کے پیچھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے وہ سورت لے لی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ لے جائے اس سورت کو مگر کوئی ایسا مرد جو مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن وحسین وعلی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان پر کپڑا پھیلایا اور فرمایا: یہ میرے اہل بیت اور خاص قریبی ہیں سو دور کر ان سے ناپاکی اور پاک کر انھیں اچھی طرح پاک کرنا۔ اور سیدنا علی وہ شخص ہیں جس نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد لوگوں میں سے سب سے پہلے اسلام قبول کیا، اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس پہنا اور سو گئے تو مشرکین ان پر پتھر پھینکتے رہے جیسا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر پھینک رہے ہیں اور ان کا یہ گمان تھا کہ وہ اللہ کے نبی ہیں پھر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیر (کنویں) میمون ک

طرف گئے ہیں تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گئے اور ان کے ساتھ غار میں داخل ہوئے اور مشرکین صبح تک سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر پتھر پھینکتے رہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو لے کر غزوہ تبوک کے لیے نکلے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں (بھی) آپ کے ساتھ چلوں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، اس پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ رونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمھیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی مگر یہ کہ تم نبی نہیں ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے نائب ہو یعنی تمام مومنوں میں میرے جانے کے بعد، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دروازہ کے علاوہ مسجد کی طرف کے تمام دروازے بند کر دیئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوتے تھے اس حال میں کہ جنبی ہوتے اور وہ مسجد ان کے راستہ میں تھی اس کے سوا ان کا کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا اور آپ نے فرمایا: جس کا میں دوست ہوں تو علی رضی اللہ عنہ بھی اس کا دوست ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خبر دی کہ بلاشبہ وہ درخت (کے نیچے بیعت کرنے) والوں سے راضی ہوا تو کیا اس نے اس کے بعد ہمیں بیان کیا ہے کہ وہ ان سے ناراض ہوا ہے (اور علی رضی اللہ عنہ بھی بیعت رضوان والوں میں سے ہیں) اور جب عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اجازت دو کہ میں اس کی یعنی حاطب رضی اللہ عنہ کی گردن ماروں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت ان سے فرمایا: اور آپ کو کیا معلوم کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے بدر والوں میں جھانکا پھر فرمایا: جو چاہو کرو میں نے تمھیں معاف کر دیا (اور علی رضی اللہ عنہ بھی اصحاب بدر میں سے ہیں۔)

ذِكْرُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِعَلِيٍّ: ((إِنَّهُ مَغْفُورٌ لَكَ))

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا (یہ) کہنے کا ذکر "کہ بلاشبہ شان یہ ہے کہ تو معاف کیا ہوا ہے۔"

[25]...... أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ الْأَسَدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ إِذَا قُلْتَهُنَّ غُفِرَ لَكَ، مَعَ أَنَّهُ مَغْفُورٌ لَكَ؟ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ، وَرَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ))

تخريج الحديث ضعیف: ابواسحاق السبیعی مدلس کے سماع کی صراحت نہیں۔ اس کے شواہد بھی ضعیف ہیں۔

مسند أحمد: 92/1، رقم: 712، مصنف ابن أبی شيبة: 46/6، رقم: 29355، الأحاديث المختارة للضياء: 602، مسند عبد بن حميد: 74، من طريق محمد بن عبد الله بهذا الإسناد، وهو فی

الکبری: 8356، مطلق طور پر کرب کے موقع پر یہ دعا پڑھنی ثابت ہے۔ دیکھئے مسند أحمد: 91/1، رقم: 701، الاحادیث المختارة: 559 .

ترجمة الحديث سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا: کہ کیا میں تجھے وہ کلمات نہ سکھاؤں کہ جب تو ان کو کہے تو تجھے معاف کیا جائے باوجودیکہ بلاشبہ شان یہ ہے کہ تو معاف کیا ہوا ہے (وہ کلمات یہ ہیں): "لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَلِيمُ الْكَرِيْمُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" "نہیں ہے کوئی سچا معبود سوائے اس کے، وہ صبر کرنے والا اور بخشش کرنے والا ہے، نہیں ہے کوئی سچا معبود سوائے اس کے، وہ بلند وبزرگ ہے، ہم پاکی بیان کرتے ہیں پاکی بیان کرنا اللہ تعالیٰ کی جو ساتوں آسمانوں اور عزت والے عرش کا ربّ ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہان والوں کا ربّ ہے۔"

ذِكْرُ الِاخْتِلَافِ عَلَى أَبِي إِسْحَاقَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ

اس حدیث میں ابواسحاق سے اختلاف نقل کرنے کا ذکر

(یعنی اس بات کا ذکر کہ ابواسحاق سے اس حدیث کو بعض تلامذہ نے ایک طرح بیان کیا ہے اور بعض نے دوسری طرح)

[26]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ وَهُوَ ابْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ وَهُوَ ابْنُ صَالِحِ بْنُ حَيٍّ أَخُو حَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: يَا عَلِيُّ ((أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ إِذَا أَنْتَ قُلْتَهُنَّ غُفِرَ لَكَ مَعَ أَنَّهُ مَغْفُورٌ لَكَ؟)) تَقُولُ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ))

تخريج الحديث ضعیف: ابواسحاق السبیعی مدلس کے سماع کی صراحت نہیں ہے۔ مسند البزار: 705، صحيح ابن حبان: 6928، المعجم الأوسط للطبراني: 3421، من طريق على بن صالح بهذا الإسناد، سنن الترمذي: 3504، من طريق آخر ضعيف، وهو فى الكبرى: 8357 .

ترجمة الحديث علی بن صالح سے مروی ہے وہ روایت کرتے ہیں ابواسحاق الہمدانی سے وہ عمرو بن مرۃ سے، وہ عبداللہ بن سلمہ سے وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! کیا میں تجھے وہ کلمات نہ سکھاؤں جب تو ان کو کہے تو تجھے بخشا جائے، باوجودیکہ بلاشبہ شان یہ ہے کہ تو بخش دیا گیا ہے تو کہو: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيْمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ." "نہیں ہے کوئی سچا معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو کہ صبر کرنے والا اور بخشش کرنے والا ہے، نہیں ہے کوئی سچا معبود سوائے اس کے، وہ بلند و بزرگ ہے، ہم پاکی بیان کرتے ہیں پاکی بیان کرنا اللہ تعالیٰ کی جو ساتوں آسمانوں اور بڑے عرش (تخت) کا ربّ ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہان والوں کا پروردگار ہے۔"

[27]...... أَخْبَرَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: ((كَلِمَاتُ الْفَرَجِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ، وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ))

تخريج الحديث ضعیف: ابواسحاق السبیعی مدلس کے سماع کی صراحت نہیں ہے۔ مسند أحمد: 158/1، رقم: 1363، مسند البزار: 627، المستدرك للحاكم: 138/3، رقم: 4670، الأحاديث المختارة للضياء: 650، من طريق إسرائيل بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8358.

ترجمة الحديث اسرائیل نے روایت کیا ہے ابواسحاق سے اس نے عمرو بن مرۃ سے اس نے عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کلفت کو زائل کرنے کے کلمے یہ ہیں: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ." "نہیں ہے کوئی سچا معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو کہ بلند و بزرگ ہے، نہیں ہے کوئی سچا معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو کہ صبر کرنے والا اور بخشش کرنے والا ہے، ہم پاکی بیان کرتے ہیں پاکی بیان کرنا اللہ تعالیٰ کی جو ساتوں آسمانوں اور بڑے تخت کا مالک ہے، اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہان والوں کا پروردگار ہے۔"

[28]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ،

عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِی لَيْلَى، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ، يَعْنِی نَحْوَ حَدِيثِ خَالِدٍ.

تخريج الحديث ضعیف: ابواسحاق السبیعی راوی مدلس ہے اور تصریح بالسماع ثابت نہیں۔ المعجم الأوسط للطبرانی: 3421، السنة لإبن أبی عاصم: 1314، فضائل الصحابة لأحمد: 1216، من طريق إسرائيل بهذا الإسناد، وهو فی الكبرى: 8359.

ترجمة الحديث ابوغسان نے اسرائیل سے اس نے ابواسحاق سے اس نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے اس نے علی رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو خالد بن مخلد کی طرح مرفوع روایت کیا ہے۔

[29]...... أَخْبَرَنِی عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ تَمِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِی لَيْلَى، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ إِذَا قُلْتَهُنَّ غُفِرَ لَكَ عَلَى أَنَّهُ مَغْفُورٌ لَكَ؟ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ))

تخريج الحديث ضعیف: ابواسحاق السبیعی راوی مدلس کے سماع کی صراحت نہیں۔ تفرّد به المصنف من طريق خلف بن تميم بهذا الإسناد، وهو فی الكبرى: 8360.

ترجمة الحديث خلف بن تمیم فرماتے ہیں ہمیں اسرائیل نے اپنی سند کے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا: کیا میں تمھیں وہ کلمات نہ سکھاؤں کہ جب تم وہ کلمات کہو تو تم کو معاف کیا جائے باوجودیکہ بلاشبہ شان یہ ہے کہ تو معاف کیا گیا ہے۔ (وہ کلمات یہ ہیں): "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِيْمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ." "نہیں ہے کوئی سچا معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو کہ بلند و بزرگ ہے، نہیں ہے کوئی سچا معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو کہ صبر کرنے والا اور بخشش کرنے والا ہے، ہم پا کی بیان کرتے ہیں پا کی بیان کرنا اللہ تعالیٰ کی جو کہ عرشِ عظیم کا مالک ہے، اور تمام کمال کی صفتیں خاص اللہ کے لیے ہیں جو کہ تمام جہان والوں کا پروردگار ہے۔"

[30]...... أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ

وَاقِدٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلَا أُعَلِّمُكَ دُعَاءً إِذَا دَعَوْتَ بِهِ غُفِرَ لَكَ وَإِنْ كُنْتَ مَغْفُورًا لَكَ؟)) قُلْتُ بَلَى قَالَ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ))

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَبُو إِسْحَاقَ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ الْحَارِثِ إِلَّا أَرْبَعَةَ أَحَادِيثَ لَيْسَ هَذَا مِنْهَا، وَإِنَّمَا أَخْرَجْنَاهُ لِمُخَالَفَةِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ لِإِسْرَائِيلَ، وَلِعَلِيِّ بْنِ صَالِحٍ، وَالْحَارِثُ الْأَعْوَرُ لَيْسَ بِذَاكَ فِي الْحَدِيثِ، وَعَاصِمُ بْنُ ضَمْرَةَ أَصْلَحُ مِنْهُ

تخريج الحديث ضعیف: ابواسحاق مدلس کی تصریح بالسماع ثابت نہیں نیز حارث اعور راوی ضعیف ہے۔ سنن الترمذي، كتاب الدعوات، باب دعا لا إله إلّا الله……، حديث: 3504، وقال: غريب وعمل اليوم والليلة للمصنّف: 640، من طريق الفضل، وهو في الكبرى: 8361.

ترجمة الحديث حسین بن واقد سے مروی ہے وہ روایت کرتے ہیں ابواسحاق سے، وہ حارث سے، وہ علی رضی اللہ عنہ سے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا: کیا میں تجھ کو وہ دعا نہ سکھاؤں کہ جب تو اس کے ساتھ دعا کرے تو تجھے معاف کیا جائے اگرچہ تو معاف کیا گیا ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: (وہ دعا یہ ہے): "لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيْمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ." "نہیں ہے کوئی سچا معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو کہ بلند و بزرگ ہے، نہیں ہے کوئی سچا معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو کہ صبر کرنے والا اور بخشش کرنے والا ہے، نہیں ہے کوئی سچا معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے، ہم پاکی بیان کرتے ہیں پاکی بیان کرنا اللہ تعالیٰ کی جو کہ بڑے تخت کا مالک ہے۔"

ابوعبدالرحمٰن النسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ ابواسحاق نے حارث الأعور سے چار حدیثوں کے علاوہ کوئی حدیث نہیں سنی جبکہ یہ حدیث ان چار احادیث میں سے نہیں اور ہم نے بلاشبہ اس کی اس حدیث کو (یہاں) صرف اس لیے ذکر کیا کہ حسین بن واقد نے اسرائیل اور علی بن صالح دونوں کی مخالفت کی ہے (کیونکہ علی بن صالح نے ابواسحاق اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان عمرو بن مرۃ اور عبداللہ بن سلمہ کا واسطہ ذکر کیا ہے اور اسرائیل نے احمد بن خالد والی روایت میں دونوں کے درمیان عمرو بن مرۃ اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا واسطہ ذکر کیا ہے اور روایت کو موقوفاً

نقل کیا ہے اور ابوغسان اور خلف بن تمیم والی روایتوں میں دونوں کے درمیان صرف عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا واسطہ ذکر کیا ہے اور روایت کو مرفوعاً نقل کیا ہے جبکہ حسین بن واقد نے دونوں کے درمیان حارث الاعور کا واسطہ ذکر کیا ہے) اور حارث الاعور روایت حدیث میں اتنا قوی نہیں اور عاصم بن ضمرۃ اس سے قوی و بہتر ہیں۔

ذِكْرُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((قَدِ امْتَحَنَ اللّٰهُ قَلْبَ عَلِيٍّ لِلْإِيمَانِ))

نبی کریم ﷺ کے فرمان کا ذکر: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دل کو آزما کر ایمان کے لیے چن لیا ہے۔''

[31]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: جَاءَ النَّبِيَّ ﷺ أُنَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّا جِيرَانُكَ، وَحُلَفَاءُكَ، وَإِنَّ❶ أُنَاسًا مِنْ عَبِيدِنَا قَدْ أَتَوْكَ لَيْسَ بِهِمْ رَغْبَةٌ فِي الدِّينِ، وَلَا رَغْبَةٌ فِي الْفِقْهِ، إِنَّمَا فَرُّوا مِنْ ضِيَاعِنَا، وَأَمْوَالِنَا، فَارْدُدْهُمْ إِلَيْنَا فَقَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: ((مَا تَقُولُ؟)) فَقَالَ: ((صَدَقُوا، إِنَّهُمْ لَجِيرَانُكَ، وَأَحْلَافُكَ)) فَتَغَيَّرَ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ: ((مَا تَقُولُ؟)) قَالَ: صَدَقُوا، إِنَّهُمْ لَجِيرَانُكَ، وَحُلَفَاؤُكَ، فَتَغَيَّرَ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ ((وَاللّٰهِ لَيَبْعَثَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ رَجُلًا مِنْكُمْ قَدِ امْتَحَنَ اللّٰهُ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ، فَلَيَضْرِبَنَّكُمْ عَلَى الدِّينِ، أَوْ يَضْرِبُ بَعْضَكُمْ)). فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لَا)). قَالَ عُمَرُ: أَنَا هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لَا، وَلَكِنْ ذَلِكَ الَّذِي يَخْصِفُ النَّعْلَ)) وَقَدْ كَانَ أَعْطَى عَلِيًّا نَعْلَهُ يَخْصِفُهَا.

تخریج الحدیث ضعیف: شریک قاضی مدلس کے سماع کی صراحت طحاوی میں ضعیف سند میں ہے اور اس کی ضعیف متابعت بھی ہے۔ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن أبی طالب، حدیث: 3715، مصنف ابن أبی شیبة: 367/6، رقم: 32081، مسند البزار: 905، شرح معانی الآثار: 7318، شرح مشکل الآثار للطحاوی: 4054، من طریق منصور بهذا الإسناد، وهو فی الکبری: 8362.

ترجمة الحدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قریش کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور

❶ ہمارے پاس موجود نسخہ میں یہ لفظ "إِنَّ" بغیر الف کے لکھا ہوا ہے حالانکہ درست "إنّا" اُلف کے ساتھ ہے جیسا کہ مسند احمد، حدیث :1336 میں ہے۔

کہنے لگے: اے محمد! بلاشبہ ہم آپ کے پڑوسی اور اتحادی ہیں، ہمارے کچھ غلام آپ کے پاس بھاگ آئے ہیں جنھیں نہ دین سے کچھ رغبت ہے نہ علم وفقہ کا کوئی شوق، وہ صرف ہماری زمین اور مال کی خدمت سے بھاگے ہیں لہٰذا آپ اُنھیں واپس ہمارے حوالے کر دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کہ تم (اس معاملے میں) کیا کہتے ہو؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ سچ کہتے ہیں، بے شک وہ آپ کے پڑوسی اور ہم عہد ہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ (اس بارے میں) کیا کہتے ہو؟ انھوں نے بھی جواب دیا: کہ وہ سچ کہتے ہیں بے شک وہ آپ کے پڑوسی اور اتحادی ہیں اس پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے قریش کی جماعت! اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور تمھارے خلاف ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جو تم میں سے ہوگا اور جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے آزما کر ایمان کے لیے چن لیا ہے پس وہ ضرور بالضرور تم (سب کو) یا تمھارے بعض لوگوں کو اس دین کے مقابلے کی وجہ سے مارے گا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یا رسول اللہ (کیا) وہ شخص میں ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یا رسول اللہ (کیا) وہ شخص میں ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں تم بھی نہیں ہو بلکہ وہ شخص وہ ہے جو جوتا سیتا ہے اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس وقت) اپنا جوتا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سینے کے لیے دیا تھا۔

ذِكْرُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِعَلِيٍّ ((إِنَّ اللّٰهَ سَيَهْدِي قَلْبَكَ، وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ))

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ کہنا ''کہ بے شک عنقریب اللہ تعالیٰ تیرے دل کی حق کی طرف راہنمائی کرے گا اور تیری زبان کو (حق پر) ثابت رکھے گا۔''

[**32**]...... أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ، وَأَنَا شَابٌّ حَدِيثُ السِّنِّ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ((إِنَّكَ بَعَثْتَنِي إِلَى قَوْمٍ يَكُونُ بَيْنَهُمْ أَحْدَاثٌ، وَأَنَا شَابٌّ حَدِيثُ السِّنِّ)) قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ سَيَهْدِي قَلْبَكَ، وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ، فَمَا شَكَكْتُ فِي قَضَاءٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ))

تخریج الحدیث ضعیف: سند منقطع ہے۔ ابوالبختری کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہے۔ سنن ابن ماجه، كتاب الأحكام، باب ذكر القضاة، حديث: 2310، مسند أحمد: 83/1، رقم: 636، مصنف ابن أبي شيبة: 365/6، رقم: 32068، مسند البزار: 912، من طريق الأعمش بهذا الإسناد، وهو في

الکبری: 8363، سنن أبی داود: 3582، وسنن الترمذی: 1331، من طریق آخر وسندہ ضعیف.

ترجمۃ الحدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن جانے کا حکم دیا جبکہ میں نو عمر جوان تھا تو میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ مجھے ایسی قوم کے پاس بھیج رہے ہیں جن میں ایسے واقعات موجود ہیں جو کہ فیصلہ طلب ہیں جبکہ میں نوعمر جوان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک عنقریب اللہ تعالیٰ تیرے دل کی حق کی طرف راہنمائی کرے گا اور تیری زبان کو (اس حق پر) ثابت رکھے گا (فرماتے ہیں) پس (اس کے بعد) مجھے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کوئی شک نہیں ہوا۔

ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِهَذَا الْخَبَرِ

اس حدیث کے ناقلین کی الفاظ کے اختلاف کا بیان

[33]...... أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيسٰى، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَى الْيَمَنِ فَقُلْتُ: إِنَّكَ تَبْعَثُنِي إِلَى قَوْمٍ أَسَنَّ مِنِّي فَكَيْفَ الْقَضَاءُ فِيهِمْ؟ فَقَالَ: ((اللّٰهُ سَيَهْدِي قَلْبَكَ، وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ)) قَالَ: ((فَمَا تَعَايَيْتُ فِي حُكُومَةٍ بَعْدُ))

تخریج الحدیث ضعیف: سند منقطع ہے۔ دیکھئے اگلی روایت۔ السنن الکبری للبیھقی: 86/1، رقم: 20154، فضائل الصحابۃ لأحمد: 984، من طریق الأعمش بھذا الإسناد، وھو فی الکبری: 8364.

ترجمۃ الحدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن جانے کا حکم دیا تو میں نے کہا: آپ مجھے اُن لوگوں کی طرف بھیج رہے ہیں جو مجھ سے بڑی عمر والے ہیں تو میں ان میں کس طرح فیصلہ کروں گا؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ عنقریب تیرے دل کو ہدایت کر دے گا اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پس اس کے بعد میں نے کبھی کسی فیصلہ سے اپنے آپ کو عاجز ظاہر نہیں کیا۔

[34]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ لِأَقْضِيَ بَيْنَهُمْ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا عِلْمَ لِي بِالْقَضَاءِ، فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى صَدْرِي وَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ اهْدِ قَلْبَهُ، وَسَدِّدْ لِسَانَهُ)) فَمَا شَكَكْتُ فِي قَضَاءٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ حَتَّى جَلَسْتُ

مَجْلِسِي هَذَا . قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ عَلِيًّا قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَبُو الْبَخْتَرِيِّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَلِيٍّ شَيْئًا .

تخریج الحدیث ضعیف: سند منقطع ہے اور شعبہ کے طریق میں راوی مجہول و نامعلوم ہے۔ سنن ابن ماجه، كتاب الأحكام، باب ذكر القضاة، حديث: 2310، مصنف ابن أبي شيبة: 13/6، رقم: 29008، من طريق أبي معاوية بهذا الإسناد، مسند أحمد: 136/1، رقم: 1145، مسند الطيالسي: 100، من طريق شعبة بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8365 .

ترجمة الحدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن جانے کا حکم دیا، تا کہ میں ان کے درمیان فیصلہ کروں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے فیصلے کا علم نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھ کر فرمایا: یا اللہ تو اس کے دل کی حق کی طرف راہنمائی فرما اور اس کی زبان کو درستگی عطا فرما (علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا) پس اس دن سے لے کر آج میرے اس مجلس میں بیٹھنے تک میں نے دو لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کبھی شک نہیں کیا۔ ابو عبد الرحمٰن نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو شعبہ رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے عمرو بن مرۃ سے، اس نے ابو البختری سے وہ (ابو البختری) فرماتے ہیں مجھے خبر دی اس شخص نے جس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سنا۔ ابو عبد الرحمٰن امام نسائی فرماتے ہیں: ابو البختری نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کچھ بھی نہیں سنا۔ (یعنی ابو البختری کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے تمام روایات منقطع ہیں۔)

[35]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ حَنَشِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ وَأَنَا شَابٌّ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، تَبْعَثُنِي وَأَنَا شَابٌّ إِلَى قَوْمٍ ذَوِي أَسْنَانٍ لِأَقْضِيَ بَيْنَهُمْ وَلَا عِلْمَ لِي بِالْقَضَاءِ؟ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِي ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ سَيَهْدِي قَلْبَكَ، وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ يَا عَلِيُّ، إِذَا جَلَسَ إِلَيْكَ الْخَصْمَانِ فَلَا تَقْضِ بَيْنَهُمَا حَتَّى تَسْمَعَ مِنَ الْآخَرِ كَمَا سَمِعْتَ مِنَ الْأَوَّلِ، فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ تَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ)) قَالَ عَلِيٌّ: فَمَا أَشْكَلَ عَلَيَّ قَضَاءٌ بَعْدُ

تخریج الحدیث ضعیف: حنش بن معتمر راوی ضعیف ہے۔ سنن أبی داود، کتاب القضاء، باب كيف القضاء، حديث: 3582، سنن الترمذی، كتاب الأحكام، باب ما جاء فی القاضی لا يقضی، حديث: 1331، وقال: حسن، مسند أحمد: 111/1، رقم: 882، مسند البزار: 733، من طريق سماك بهذا الإسناد، وهو فی الكبرى: 8366.

ترجمة الحدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن جانے کا حکم دیا جبکہ میں نوجوان تھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے بڑی عمر والے (بزرگوں) کے پاس فیصلہ کرنے کے لیے بھیج رہے ہیں حالانکہ میں نوجوان ہوں اور مجھے فیصلہ کرنے کا علم بھی نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا پھر فرمایا: بلاشبہ عنقریب اللہ تعالیٰ تیرے دل کو ہدایت دے گا اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا، اے علی جب دو جھگڑنے والے تیرے سامنے بیٹھ جائیں تو ان کے درمیان اس وقت تک فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے فریق کی بات اس طرح نہ سنے جس طرح پہلے فریق کی بات سنی اس لیے کہ جب تو یہ کام کرو گے (یعنی دونوں کی بات ایک طرح سے سنو گے) تو فیصلہ تیرے لیے اچھی طرح واضح ہو جائے گا۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس اس کے بعد مجھے کبھی کسی فیصلہ میں مشکل پیش نہیں آئی۔

شرح الحدیث حدیث نمبر 32 سے لے کر 34 تک سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے نیچے اعمش تک کی سند ایک جیسی ہے لیکن حدیث نمبر 32 میں اعمش کے شاگرد یحییٰ ہیں اور حدیث نمبر 33 میں اعمش کے شاگرد عیسیٰ ہیں اور حدیث نمبر 34 میں اعمش کے شاگرد ابومعاویہ ہیں اور حدیث نمبر 35 سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے والے حنش بن المعتمر ہیں۔

ذِكْرُ الِاخْتِلَافِ عَلَى أَبِي إِسْحَاقَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ

اس حدیث میں ابواسحاق سے اختلاف نقل کرنے کا ذکر

[36]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ، عَنْ عَلِيٍّ (رضي الله عنه) قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ فَقُلْتُ: ((إِنَّكَ تَبْعَثُنِي إِلَى قَوْمٍ هُمْ أَسَنُّ مِنِّي لِأَقْضِيَ بَيْنَهُمْ)) فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ سَيَهْدِي قَلْبَكَ، وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ)) قَالَ شَيْبَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حَبَشِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ.

تخریج الحدیث ضعیف: ابواسحاق السبیعی راوی مدلس کے سماع کی صراحت نہیں ہے۔ مسند أحمد: 88/1، رقم: 666، وفضائل الصحابة له: 1212، مسند البزار: 721، الشريعة للآجري: 1555، من طريق إسرائيل بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8367.

ترجمة الحدیث یحییٰ بن آدم فرماتے ہیں کہ اسرائیل نے حدیث بیان کی ہمیں ابواسحاق سے اس نے حارثہ بن مضرب سے اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن جانے کا حکم دیا، میں نے عرض کیا: بے شک آپ مجھے ایسے لوگوں کے پاس بھیج رہے ہیں جو مجھ سے بڑی عمر والے ہیں تا کہ میں ان کے درمیان فیصلہ کروں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک عنقریب اللہ تعالیٰ تیرے دل کو ہدایت دے گا اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا۔''

[**37**]...... أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حَبَشِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ((إِنَّكَ تَبْعَثُنِي إِلَى شُيُوخٍ ذَوِي أَسْنَانٍ، إِنِّي أَخَافُ أَنْ لَا أُصِيبَ)) قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ سَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ، وَيَهْدِي قَلْبَكَ)).

تخریج الحدیث ضعیف: ابواسحاق السبیعی راوی مدلس ہے اور تصریح بالسماع ثابت نہیں۔ الشريعة للآجري: 1556، شرح مشكل الآثار للطحاوي: 47، مناقب علی لابن المغازلي: 297، من طريق أبي إسحاق بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8368. تنبیہ: عمر بن حبشی ابوالکنود کے نام میں اختلاف ہے اسے ابن حبان ابن سعد اور ذہبی نے ثقہ قرار دیا ہے۔

ترجمة الحدیث شیبان سے مروی ہے وہ روایت کرتے ہیں ابواسحاق سے وہ عمرو بن حبشی سے وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن بھیجنے کا فیصلہ کیا، تو میں نے کہا: یا رسول اللہ! بے شک آپ مجھے بڑی عمر والے بوڑھے لوگوں کے پاس بھیج رہے ہیں، بے شک میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میں حق تک نہ پہنچ سکوں آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تیری زبان (حق وسچ پر) ثابت رکھے گا اور تیرے دل کی حق وسچ کی طرف راہنمائی کرے گا۔

ذِكْرُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ ((أُمِرْتُ بِسَدِّ هَذِهِ الْأَبْوَابِ غَيْرَ بَابِ عَلِيٍّ))

نبی کریم ﷺ کے (اس) فرمان کا بیان: کہ مجھے علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ ان سب دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا گیا ہے

[38]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ مَيْمُونٍ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كَانَ لِنَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَبْوَابٌ شَارِعَةٌ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سُدُّوا هَذِهِ الْأَبْوَابَ إِلَّا بَابَ عَلِيٍّ)) فَتَكَلَّمَ فِي ذَلِكَ أُنَاسٌ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أُمِرْتُ بِسَدِّ هَذِهِ الْأَبْوَابِ غَيْرَ بَابِ عَلِيٍّ فَقَالَ فِيهِ قَائِلُكُمْ، وَاللّٰهِ مَا سَدَدْتُهُ، وَلَا فَتَحْتُهُ، وَلَكِنِّي أُمِرْتُ بِشَيْءٍ فَاتَّبَعْتُهُ))

تخريج الحديث ضعيف: میمون ابوعبد اللہ البصری راوی ضعیف ہے۔ مسند أحمد: 369/4، رقم: 19287، وفضائل الصحابة له: 985، شرح مشكل الآثار للطحاوي: 3561، المستدرك للحاكم: 125/3، رقم: 4631، وهو في الكبرى: 8369.

ترجمة الحديث سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض صحابہ کے گھروں کے دروازے مسجد (نبوی) میں کھلتے تھے جس سے وہ آتے جاتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”علی کے دروازے کے علاوہ ان سب دروازوں کو بند کر دو“ پھر کچھ لوگ اس فیصلہ کے بارے میں آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا: بہرحال حمد ثنا کے بعد پس یقیناً مجھے علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ ان سب دروازوں کے بند کرنے کا حکم ہوا پھر تمھارے بعض کہنے والوں نے اس کے بارے میں آپس میں چہ میگوئیاں شروع کی، اللہ کی قسم! میں نے اپنی مرضی سے نہ کوئی دروازہ بند کیا اور نہ کوئی دروازہ کھلا رکھا لیکن مجھے اللہ کی جانب سے ایک کام کا حکم ہوا پس میں نے اس حکم کی پیروی کی۔

شرح الحديث یہ روایت ابوعبد اللہ میمون البصری کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے لہٰذا یہ روایت صحیح بخاری کی اس روایت کا معارض نہیں بن سکتی جس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةُ أَبِي بَكْرٍ.)) (صحيح البخاري: 3904) مسجد میں کوئی چھوٹا دروازہ (بھی اب) کھلا

ہوا باقی نہ رہے سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کے چھوٹے دروازے کے (یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازے کے علاوہ سب کے گھروں کے دروازے بند کر دیئے جائیں۔)

ذِكْرُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ ((مَا أَنَا أَدْخَلْتُهُ وَأَخْرَجْتُكُمْ بَلِ اللّٰهُ أَدْخَلَهُ وَأَخْرَجَكُمْ))

نبی کریم ﷺ کے (اس) فرمان کا ذکر: کہ میں نے اس کو داخل اور تم کو خارج نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو اندر لے کر آئے اور تم کو باہر نکالا۔

[39]...... قَرَأْتُ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ لُوَيْنٍ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، وَلَمْ يَقُلْ مَرَّةً عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَعِنْدَهُ قَوْمٌ جُلُوسٌ، فَدَخَلَ عَلِيٌّ فَلَمَّا دَخَلَ خَرَجُوا، فَلَمَّا خَرَجُوا تَلَاوَمُوا فَقَالُوا: وَاللّٰهِ مَا أَخْرَجَنَا وَأَدْخَلَهُ، فَرَجَعُوا، فَدَخَلُوا فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ مَا أَنَا أَدْخَلْتُهُ وَأَخْرَجْتُكُمْ بَلِ اللّٰهُ أَدْخَلَهُ وَأَخْرَجَكُمْ))

تخريج الحديث ضعيف: سفیان بن عیینہ راوی مدلس کے سماع کی صراحت نہیں ہے۔ فضائل الخلفاء الراشدين لأبي نعيم: 62، مسند البزار: 1195، تاريخ بغداد للخطيب: 368/2، الشريعة للآجري: 1571، وهو في الكبرى: 8370، وله شاهد ضعيف عن ابن عباس عند الطبراني: 12722.

ترجمة الحديث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے جبکہ آپ کے پاس کچھ بیٹھے ہوئے لوگ بھی تھے تو علی رضی اللہ عنہ داخل ہوئے پس جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو وہ لوگ نکل گئے پھر جب وہ نکلے تو انھوں نے ایک دوسرے کو ملامت کرتے ہوئے کہا: اللہ کی قسم انھوں نے تو نہ ہمیں نکالا اور نہ اس کو داخل کیا، پھر وہ واپس ہوئے اور اندر آ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم نہ تو میں نے علی رضی اللہ عنہ کو اندر بلایا اور نہ تم کو باہر نکالا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اندر بلایا اور تم کو باہر نکالا۔

[40]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ قَادِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَرِيكٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَتَيْتُ مَكَّةَ، فَلَقِيتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ فَقُلْتُ: ((هَلْ سَمِعْتَ لِعَلِيٍّ، مَنْقَبَةً؟)) قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ، فَنُودِيَ فِينَا لَيْلًا: لِيَخْرُجْ مِنَ الْمَسْجِدِ إِلَّا آلَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَآلَ عَلِيٍّ قَالَ: ((فَخَرَجْنَا

فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَاهُ عُمَرُ)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْرَجْتَ أَصْحَابَكَ وَأَعْمَامَكَ وَأَسْكَنْتَ هَذَا الْغُلَامَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا أَنَا أَمَرْتُ بِإِخْرَاجِكُمْ وَلَا بِإِسْكَانِ هَذَا الْغُلَامِ، إِنَّ اللّٰهَ هُوَ أَمَرَ بِهِ)) قَالَ فِطْرٌ: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَرِيكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الرُّقَيْمِ، عَنْ سَعْدٍ: أَنَّ الْعَبَّاسَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((سَدَدْتَ أَبْوَابَنَا إِلَّا بَابَ عَلِيٍّ)) فَقَالَ: ((مَا أَنَا فَتَحْتُهَا وَلَا سَدَدْتُهَا)).

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَرِيكٍ، لَيْسَ بِذَلِكَ، وَالْحَارِثُ بْنُ مَالِكٍ، لَا أَعْرِفُهُ وَلَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الرُّقَيْمِ،

تخريج الحديث ضعیف: حارث بن مالک راوی مجہول ہے جیسا کہ امام نسائی نے کہا ہے۔ المسند للشاشي: 63، تاريخ دمشق لابن عساكر: 42/116-117، الموضوعات لابن الجوزي: 1/363، من طريق علي بن قادم بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8371، وحديث فطر: الحديث الآتي.

ترجمة الحديث حارث بن مالک کہتے ہیں کہ میں مکہ آیا اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے کہا: کیا تو نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی کوئی فضیلت سنی ہے؟ اس نے فرمایا: کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں موجود تھے سو ہمارے درمیان رات کے وقت اعلان کیا گیا کہ آل رسول اور آل علی کے علاوہ تمام لوگ مسجد سے نکل جائیں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سو ہم باہر نکل گئے پھر جب صبح ہوئی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آ کر کہنے لگے یا رسول اللہ آپ نے اپنے اصحاب اور چچوں کو باہر نکالا اور اس لڑکے کو مسجد میں ٹھہرایا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمھارے نکالنے اور اس لڑکے کے ٹھہرانے کا حکم نہیں دیا بے شک اللہ ہی نے اس کا حکم دیا۔
امام نسائی فرماتے ہیں کہ روایت کی ہے فطر نے عبداللہ بن شریک سے اس نے عبداللہ بن الرقیم سے اس نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہ بے شک عباس رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگے: آپ نے علی کے دروازے کے علاوہ ہم سب کے دروازے بند کر دیئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے نہ تو اس کا دروازہ کھولا اور نہ تمھارے دروازے بند کیے۔

ابوعبدالرحمٰن امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ عبداللہ بن شریک اتنا قوی نہیں اور حارث بن مالک اور عبد بن الرقیم کو میں نہیں پہچانتا (یعنی یہ دونوں مجہول ہیں۔)

[41]...... أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ، عَنْ

فِطْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَرِيكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الرُّقَيْمِ، عَنْ سَعْدٍ، نَحْوَهُ.

تخریج الحدیث ضعیف: عبداللہ بن الرقیم راوی مجہول ہے۔ جیسا کہ امام نسائی اور ابن جوزی وغیرہ نے کہا ہے۔ السنة لابن أبی عاصم: 1384، شرح مشكل الآثار للطحاوی: 3554، الموضوعات لابن الجوزی: 363/1، بهذا اللفظ، وهو فی الکبری: 8372، مسند أحمد: 175/1، رقم: 1511 باختلاف.

ترجمة الحدیث امام نسائی فرماتے ہیں خبر دی ہے مجھے زکریا بن یحییٰ نے وہ فرماتے ہیں حدیث بیان کی ہمیں عبداللہ بن عمر نے وہ فرماتے ہیں حدیث بیان کی ہمیں اسباط نے فطر سے اس نے عبداللہ بن شریک سے اس نے عبداللہ بن الرقیم سے اس نے سعد رضی اللہ عنہ سے مثل اس حدیث کے (جو کہ اوپر گزری۔)

[42]...... أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْكِينٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بَلْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبُو بَلْجٍ هُوَ يَحْيَى بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ: ((أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِأَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَسُدَّتْ إِلَّا بَابَ عَلِيٍّ))

تخریج الحدیث ضعیف: یہ روایت ابوبلج یحییٰ کی منکر روایات میں سے ہے۔ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب أمره ﷺ بسد الأبواب، حدیث: 3732، شرح مشكل الآثار للطحاوی: 3555، وتقدّم مطوّلاً برقم: 24، وهو فی الکبری: 8373.

ترجمة الحدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کی طرف کھلنے والے دروازوں کے متعلق حکم نامہ جاری فرمایا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ تمام دروازے بند کر دیئے گئے۔

[43]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَضَّاحُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَسُدَّ أَبْوَابُ الْمَسْجِدِ غَيْرَ بَابِ عَلِيٍّ فَكَانَ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ وَهُوَ جُنُبٌ، وَهُوَ طَرِيقُهُ لَيْسَ لَهُ طَرِيقٌ غَيْرَهُ.

تخریج الحدیث ضعیف: ابوبلج راوی متکلم فیہ ہے اور یہ روایت اس کی منکر روایات سے ہے۔ الشريعة للآجری: 1488، مسند أحمد: 330/1، رقم: 362، من طريق أبی عوانة بهذا الإسناد، وقد تقدّم برقم: 24، بطوله، وهو فی الکبری: 8374.

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ مسجد کی طرف کھلنے والے تمام دروازے بند کر دیئے گئے سو وہ (علی رضی اللہ عنہ) جنابت کی حالت میں (بھی) مسجد میں

داخل ہوتے تھے وہی ان کا راستہ تھا، اس کے علاوہ ان کا کوئی راستہ نہیں تھا۔

ذِكْرُ مَنْزِلَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ

نبی کریم ﷺ کے نزدیک سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ

[**44**]...... أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ، وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْبُ ابْنُ شَدَّادٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: لَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوكَ خَلَّفَ عَلِيًّا بِالْمَدِينَةِ فَقَالُوا فِيهِ: مَلَّهُ وَكَرِهَ صُحْبَتَهُ، فَتَبِعَ النَّبِيَّ ﷺ حَتَّى لَحِقَهُ فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَلَّفْتَنِي فِي الْمَدِينَةِ مَعَ الذَّرَارِيِّ وَالنِّسَاءِ حَتَّى قَالُوا: مَلَّهُ وَكَرِهَ صُحْبَتَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: يَا عَلِيُّ ((إِنَّمَا خَلَّفْتُكَ عَلَى أَهْلِي، أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي؟)).

تخريج الحديث صحيح بالشواهد: طبقات ابن سعد: 24/3، مسند سعد بن أبي وقّاص للدورقي: 100، مسند أبي يعلى: 738، المعجم الأوسط للطبراني: 4248، من طريق ابن المسيّب بهذا الإسناد، وفي صحيح مسلم: 2404 [6217] مختصراً، وهو في الكبرى: 8375.

ترجمة الحديث سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے لیے گئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا جانشین بنایا سولوگوں نے اس کے متعلق کہا کہ آپ ﷺ اس سے اکتا گئے اور انھوں نے اس کی صحبت کو ناپسند کیا، سوسیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے نکلے یہاں تک کہ راستہ میں آپ ﷺ سے جا ملے پھر کہنے لگے: یا رسول اللہ! آپ نے مجھے مدینہ میں بچوں اور عورتوں کے ساتھ چھوڑ دیا جس کی وجہ سے لوگوں نے کہا: کہ وہ (نبی کریم ﷺ) اس (علی رضی اللہ عنہ) سے اکتا گئے اور انھوں نے اس کی صحبت کو ناپسند کیا اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی! میں نے تم کو اپنے اہل خانہ پر جانشین بنایا تھا، کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو سیّدنا ہارون علیہ السلام کو سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سے تھی سوائے اس کے کہ بلاشبہ میرے بعد کوئی نبی نہیں؟

[**45**]...... أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ: ((أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى))

تخریج الحدیث **صحيح**:سنن الترمذی، كتاب المناقب، باب بعث النبی ﷺ يوم الإثنين، حديث: 3731، وقال: حسن غريب، مسند البزار: 1068، المعجم الصغير للطبرانی: 824، من طريق يحيٰى بن سعيد بهذا الإسناد، وهو فی الكبری: 8376.

ترجمة الحدیث *سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔*

[**46**]...... أَخْبَرَنِی زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، أَنَّ الدَّرَاوَرْدِيَّ، حَدَّثَنَا، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ الْجُمَحِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِی وَقَّاصٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ: ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا النُّبُوَّةَ؟))

تخریج الحدیث **صحيح لغيره**:التاريخ الكبير للبخاری: 115/1، من طريق الدراوردی بهذا الإسناد، وقال: "لم يذكر سماعا من سعيد فلا أدری أسمع منه أم لا." وهو فی الكبری: 8377.

ترجمة الحدیث *سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی سوائے نبوت کے؟ (یعنی ہارون علیہ السلام نبی تھے اور آپ نبی نہیں ہے کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔)*

[**47**]...... أَخْبَرَنِی زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ، عَنْ هَاشِمِ ابْنِ هَاشِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: لَمَّا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى تَبُوكَ خَرَجَ عَلِيٌّ يُشَيِّعُهُ، فَبَكَى وَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَتَتْرُكُنِی مَعَ الْخَوَالِفِ؟ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: يَا عَلِیُّ ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا النُّبُوَّةَ))

تخریج الحدیث **صحيح**:تفرّد به المصنّف، وهو فی الكبری: 8378.

ترجمة الحدیث *سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے لیے نکلے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی رخصت کرنے کے لیے آپ کے ساتھ نکلے سو سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ کو رخصت کرتے ہوئے روئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ چھوڑے جا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو*

موسیٰ علیہ السلام سے تھی سوائے نبوت کے؟

ذِكْرُ الِاخْتِلَافِ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ

محمد بن المنکدر کے شاگردوں کا اس حدیث میں ان سے اختلاف نقل کرنے کا بیان

[**48**]...... أَخْبَرَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ كَثِيرٍ الرَّقِّيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ: ((أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لا نَبِيَّ بَعْدِي))

تخريج الحديث صحيح: تاريخ الرقة للقشيرى، ص: 150، تاريخ دمشق لابن عساكر: 149/42، من طريق داود بن كثير بهذا الإسناد، وهو فى الكبرى: 8379.

ترجمة الحديث داود بن کثیر الرقی نے روایت کی ہے محمد بن المنکدر سے اس نے سعید بن المسیب سے اس نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ کا میرے نزدیک وہی مقام ومرتبہ ہے جو مقام ومرتبہ ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا مگر بلاشبہ شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

[**49**]...... أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ سَعْدًا وَهُوَ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَلِيٍّ: ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لا نُبُوَّةَ)) قَالَ سَعِيدٌ: فَلَمْ أَرْضَ حَتَّى أَتَيْتُ سَعْدًا فَقُلْتُ: ((شَيْئًا حَدَّثَنِي بِهِ ابْنُكَ عَنْكَ)) قَالَ: وَمَا هُوَ؟ وَانْتَهَرَنِي، فَقُلْتُ: أَمَّا عَلَى هَذَا فَلا، فَقَالَ: مَا هُوَ يَا ابْنَ أَخِي؟ فَقُلْتُ: هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لِعَلِيٍّ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ، وَأَشَارَ إِلَى أُذُنَيْهِ، وَإِلَّا فَاسَّكَّتَا❶، لَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ ذَلِكَ)).

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: وَمَا أَعْلَمُ أَنَّ أَحَدًا تَابَعَ عَبْدَ الْعَزِيزِ بْنَ الْمَاجِشُونِ عَلَى رِوَايَتِهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَلَى أَنَّ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ سَعْدٍ قَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ أَبِيهِ. قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: خَالَفَهُ يُوسُفُ بْنُ

❶ یہ لفظ اکثر کتابوں میں "فَاسْتَكَّتَا" ہے اسْتَكَّ الأذن کا معنی ہے کان کا بہرہ ہونا۔

الْمَاجِشُونِ، فَرَوَاهُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ وَتَابَعَهُ عَلَى رِوَايَتِهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ.

تخريج الحديث صحيح: تاريخ دمشق لابن عساكر: 147/42، من طريق عبد العزيز بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8380، صحيح مسلم: 2404، من طريق يوسف الماجشون عن المنكدر عن ابن المسيّب عن عامر بن سعد عن أبيه.

ترجمة الحديث عبد العزیز بن ابی سلمہ الماجشون نے روایت کی ہے محمد بن المنکدر سے کہ سعید بن المسیب فرماتے ہیں خبر دی مجھے ابراہیم بن سعد نے کہ اس نے اپنے والد سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ میرے نزدیک تمھارا وہ مرتبہ ہے جو مرتبہ ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا مگر یہ کہ (اب میرے بعد) کوئی نبوت نہیں۔ سعید بن المسیب فرماتے ہیں سو میں اس پر مطمئن نہ ہوا یہاں تک کہ میں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے کہا: آپ کے بیٹے نے تمھاری زبانی مجھ سے ایک حدیث بیان کی ہے انھوں نے فرمایا: وہ کون سی حدیث ہے؟ اور مجھے خوب جھڑکا تو میں نے کہا اس طرح جھڑک کر پوچھنے پر تو میں آپ کو نہیں بتاؤں گا پھر انھوں نے فرمایا: وہ کون سی حدیث ہے اے میرے بھتیجے؟ میں نے کہا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ایسا ایسا فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا جی ہاں سنا ہے اور اپنے کانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حدیث بیان فرماتے ہوئے (ان کانوں سے) سنا ہے اور اگر میں نے یہ حدیث اپنے کانوں سے نہ سنی ہو تو میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں۔

امام ابوعبدالرحمٰن النسائی فرماتے ہیں: اور میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے عبدالعزیز بن الماجشون کی متابعت کی ہو اس حدیث کو محمد بن المنکدر عن سعید بن المسیب عن ابراہیم ابن سعد کی سند سے روایت کرنے کہ باوجود اس کے کہ ابراہیم بن سعد نے اس حدیث کو بلاشبہ اپنے والد سے نقل کیا ہے۔

ابوعبدالرحمٰن نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے الماجشون کی مخالفت کی ہے یوسف بن الماجشون نے (اس طرح سے) کہ اس نے اس حدیث کو محمد بن المنکدر عن سعید عن عامر بن سعد عن ابیہ کی سند سے نقل کیا ہے اور عامر بن سعد سے روایت کرنے پر علی بن زید بن جدعان نے ان کی متابعت کی ہے۔

[50]...... أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الشَّوَارِبِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ

زَيْدٍ، عَنْ عَلِيّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ: ((أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي)) قَالَ: سَعِيدٌ: فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُشَافِهَ بِذٰلِكَ سَعْدًا فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: مَا حَدِيثٌ حَدَّثَنِي بِهِ عَنْكَ عَامِرٌ فَأَدْخَلَ إِصْبُعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ وَقَالَ: سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَإِلَّا فَاسَّكَّتَا وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ شُعْبَةُ، عَنْ عَلِيّ بْنِ زَيْدٍ فَلَمْ يَذْكُرْ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ.

فائدہ :...... یہ لفظ اکثر کتابوں میں "فَاسْتَكَّتَا" ہے اسْتَكَّ الأذن کا معنی ہے کان کا بہرہ ہونا۔

تخریج الحدیث صحیح: علی بن زید کی متابعت مسند احمد میں قتادہ نے کی ہے اور سماع کی صراحت بھی ہے۔

جزء من حديث ابن شاهين: 9، فضائل الخلفاء الراشدين لأبی نعيم: 8، من طريق ابن أبی شوذب بهذا الإسناد، مسند أحمد: 177/1، رقم: 1532، وفضائل الصحابة له: 956، مصنف عبد الرزّاق: 20390، من طريق آخر عن علی بن زيد به، وهو فی الكبرى: 8381.

ترجمة الحدیث علی بن زید سے مروی ہے وہ روایت کرتا ہے سعید بن المسیب سے اور وہ روایت کرتا ہے عامر بن سعد سے اور وہ روایت کرتا ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تمھارا میرے نزدیک وہی مرتبہ ہے جو مرتبہ ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا مگر شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ سعید بن المسیب فرماتے ہیں میں نے چاہا کہ میں یہ حدیث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے آمنے سامنے پوچھوں سو میں ان کے پاس گیا اور ان سے کہا: وہ کیسی حدیث ہے جو عامر نے مجھے آپ سے بیان کی ہے؟ تو انھوں نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالیں اور فرمایا: (ان کانوں کے ذریعے یہ حدیث) میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور اگر میں نے یہ حدیث نہ سنی ہو تو میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں۔

امام نسائی فرماتے ہیں: اور یقیناً شعبہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو علی بن زید سے روایت کیا ہے لیکن اس نے عامر بن سعد کا ذکر نہیں کیا۔

[51]...... أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْكِينٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَلِيّ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ، يُحَدِّثُ، عَنْ سَعْدٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ: ((أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى)) فَقَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ: ((رَضِيتُ رَضِيتُ، فَسَأَلْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ)) فَقَالَ: ((بَلَى، بَلَى))

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ : وَمَا أَعْلَمُ أَنَّ أَحَدًا تَابَعَ عَبْدَ الْعَزِيزِ بْنَ الْمَاجِشُونِ عَلَى رِوَايَتِهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، غَيْرَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَلَى أَنَّ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ قَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ أَبِيهِ. [1]

تخريج الحديث **صحيح لغيره**: مسند أحمد: 175/1، رقم: 1509، مسند البزّار: 1075، مسند أبى يعلى: 709، صحيح أبى عوانة: 10603، من طريق شعبة بهذا الإسناد، وهو فى الكبرى: 8382.

ترجمة الحديث مسکین کہتا ہے بیان فرمایا ہمیں شعبہ نے علی بن زید سے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سعید بن المسیب کو سعد نے ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کرتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ کا میرے نزدیک وہ مقام ومرتبہ ہے جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا (بعض نسخوں میں یہاں عبارت اس طرح ہے ((أَلَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّىْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى)) جس کا ترجمہ بنتا ہے کہ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تیرا میرے نزدیک وہ مقام ومرتبہ ہے جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا) تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے پہلی بار میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا جواب نقل کرتے ہوئے فرمایا: میں راضی ہوا، میں راضی ہوا پھر جب میں نے بعد میں پوچھا تو سعد رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کا جواب نقل کرتے ہوئے فرمایا: کیوں نہیں، کیوں نہیں۔ امام ابوعبدالرحمٰن النسائی فرماتے ہیں کہ میں کسی بھی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے اس حدیث کو محمد بن المنکدر عن سعید بن المسیب عن ابراہیم بن سعد کی سند سے نقل کرنے میں عبدالعزیز بن الماجشون کی متابعت کی ہو باوجود اس کے کہ بلاشبہ ابراہیم بن سعد نے اس حدیث کو اپنے والد سے نقل کیا ہے (جیسا کہ درج ذیل روایات سے معلوم ہوتا ہے۔)

[52]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ، يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِعَلِيٍّ: ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى؟))

---

[1] یہ عبارت مکرر ہے حدیث نمبر 49 کے بعد بھی ذکر ہے اور یہاں حدیث نمبر 51 کے بھی ذکر ہے۔

ہمارے سامنے موجود نسخہ میں امام نسائی رحمہ اللہ کے قول میں عبارت اس طرح ہے: عن سعید بن المسیب غیر ابراھیم بن سعد جبکہ صحیح عبارت اس طرح ہے: عن سعید بن المسیب عن ابراھیم بن سعد، ہم نے ترجمہ اسی کے مطابق کیا ہے۔

تخريج الحديث صحيح البخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب علي بن أبي طالب رضي الله عنه، حديث: 3706، صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، حديث: 2404/32 [6221]، سنن ابن ماجه: 115، مسند أحمد: 174/1، رقم: 1505، من طريق محمد بن جعفر بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8383.

ترجمة الحديث ابراہیم بن سعد اپنے والد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔

[53]...... أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لِعَلِيٍّ حِينَ خَلَّفَهُ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ عَلَى أَهْلِهِ: ((أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي؟)).

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ مِنْ غَيْرِ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ.

تخريج الحديث صحيح: محمد بن اسحاق کے سماع کی صراحت ابن ہشام اور ابویعلی وغیرہ کے ہاں ہے۔ سيرة ابن هشام: 520/2، مسند أبي يعلى: 809، مسند البزار: 1194، المسند للشاشي: 134، السنة لابن أبي عاصم: 1331، مسند سعد بن أبي وقاص: 80، وهو في الكبرى: 8384.

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اس وقت فرماتے ہوئے سنا جب انھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو غزوۂ تبوک کے موقع پر اپنے اہل خانہ پر جانشین بنایا تھا کہ کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہو کہ آپ کا میرے نزدیک وہ مقام و مرتبہ ہے جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا، مگر بے شک شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

امام ابوعبدالرحمٰن النسائی فرماتے ہیں کہ بلاشبہ یہ حدیث سعید بن المسیب کی روایت کے علاوہ عامر بن سعد عن ابیہ کی سند سے روایت کی گئی ہے۔

[54]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا بُكَيْرُ بْنُ مِسْمَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ: قَالَ مُعَاوِيَةُ لِسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ: ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ، عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ؟)) قَالَ: ((لَا أَسُبُّهُ مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَأَنْ تَكُونَ لِي قَالَ: وَاحِدَةٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، لَا أَسُبُّهُ مَا ذَكَرْتُ حِينَ نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ، فَأَخَذَ عَلِيًّا، وَابْنَيْهِ، وَفَاطِمَةَ، فَأَدْخَلَهُمْ تَحْتَ ثَوْبِهِ)) ثُمَّ قَالَ: ((رَبِّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِي وَأَهْلُ بَيْتِي)) وَلَا أَسُبُّهُ حِينَ خَلَّفَهُ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَالَ: ((خَلَّفْتَنِي مَعَ الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ؟)) قَالَ: ((أَوَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ)) وَلَا أَسُبُّهُ مَا ذَكَرْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ حِينَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، وَيَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ)) فَتَطَاوَلْنَا، فَقَالَ: ((أَيْنَ عَلِيٌّ؟)) فَقَالُوا: هُوَ أَرْمَدُ فَقَالَ: ((ادْعُوهُ، فَدَعَوْهُ، فَبَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ ثُمَّ أَعْطَاهُ الرَّايَةَ، فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاللّٰهِ مَا ذَكَرَهُ مُعَاوِيَةُ بِحَرْفٍ حَتَّى خَرَجَ مِنَ الْمَدِينَةِ))

تخريج الحديث صحيح: صحيح أبي عوانة: 10599، من طريق أبي بكر الحنفي بهذا الإسناد، صحيح مسلم: 2404/32 [6220]، من طريق آخر عن بكير به، وقد تقدّم برقم: 11، وهو في الكبرى: 8385.

ترجمة الحديث بکیر بن مسمار فرماتے ہیں میں نے عامر بن سعد کو فرماتے ہوئے سنا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا: سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو برا کہنے سے تجھے کیا چیز روکتی ہے؟ انھوں نے جواب دیا: جب تک رسول اللہ ﷺ کی تین باتیں مجھے یاد رہیں گی میں انھیں برا نہیں کہوں گا، ان تین باتوں میں کسی ایک بات کا میرے لیے ہونا مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہے۔ میں انھیں برا نہیں کہوں گا جب تک مجھے یہ یاد رہے گا کہ جب رسول الہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے سیدنا علی، ان کے دونوں بیٹے حسن وحسین اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہم کو لے کر اپنے ایک کپڑے کے نیچے داخل کیا پھر فرمایا: اے پروردگار! یہ میرا کنبہ اور میرے اہل بیت ہیں، اور میں انھیں اس وقت تک برا نہیں کہوں گا جب تک مجھے یہ یاد رہے گا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انھیں ایک غزوہ میں جس کے لیے وہ بذات خود تشریف لے گئے تھے اپنا جانشین مقرر فرمایا تو انھوں نے کہا: آپ نے مجھے بچوں اور عورتوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

کیا تم یہ بات کرتے ہو۔ اور اس پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی سوائے اس کے کہ شان یہ ہے کہ (تیرے لیے) نبوت نہیں (اور ہارون علیہ السلام نبی تھے) اور میں انھیں اس وقت تک برا نہیں کہوں گا جب تک مجھے خیبر کا دن یاد رہے گا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ضرور بالضرور یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا تو ہم نے اس جھنڈے کو حاصل کرنے کے لیے اپنی گردنیں لمبی کیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کہاں ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا: کہ وہ آشوبِ چشم میں مبتلا ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انھیں بلاؤ، تو لوگوں نے انھیں بلایا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا پھر انھیں جھنڈا عطا کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں پر فتح عطا کی (فرمایا) اللہ کی قسم سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق (اس کے بعد) کچھ بھی نہیں کہا یہاں تک کہ مدینہ سے نکل گئے۔

[55]...... أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ، عَنِ الْجُعَيْدِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ أَبِيهَا، أَنَّ عَلِيًّا خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى جَاءَ ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ يُرِيدُ غَزْوَةَ تَبُوكَ، وَعَلِيٌّ يَشْتَكِي وَهُوَ يَقُولُ: ((أَتُخَلِّفُنِي مَعَ الْخَوَالِفِ؟)) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا النُّبُوَّةَ؟))

تخريج الحديث صحيح: مسند أحمد: 170/1، رقم: 1463، وفضائل الصحابة له: 1006، السنة لابن أبي عاصم: 1340، تاريخ دمشق لابن عساكر: 162/42، من طريق الجعيد بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8386، وسيأتي برقم: 58.

ترجمة الحديث عائشہ بنت سعد اپنے والد سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (ان کو رخصت کرنے کے لیے) نکلے یہاں تک کہ ثنیۃ الوداع نامی جگہ پہنچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک جانا چاہتے تھے جبکہ علی رضی اللہ عنہ آپ سے شکایت کرتے ہوئے عرض کر رہے تھے: کیا آپ مجھے پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ چھوڑے جا رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمھارا میرے نزدیک وہی مقام ومرتبہ ہے جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا سوائے نبوت کے۔

[56]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: ((خَلَّفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي غَزْوَةِ

تَبُوكَ)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُخَلِّفُنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ: ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي؟))

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ خَالَفَهُ لَيْثٌ، فَقَالَ: عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ.

تخريج الحديث صحيح البخاری، كتاب المغازی، باب غزوة تبوك، حديث: 4416، صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل على بن أبى طالب رضى الله عنه، حديث: 2404/31 [6218]، مسند أحمد: 182/1، رقم: 1583، مصنف ابن أبى شيبة: 366/6، رقم: 32074، مسند البزار: 1170، من طريق محمد بن جعفر بهذا الإسناد، وهو فى الكبرى: 8387.

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے موقع پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنایا تو انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی مگر شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

فائدہ:...... اس حدیث کو شعبہ رحمہ اللہ نے الحکم عن مصعب بن سعد کی سند سے نقل کیا ہے۔ امام نسائی فرماتے ہیں: کہ لیث نے شعبہ رحمہ اللہ کی مخالفت کی ہے اس نے اس حدیث کو الحکم عن عائشہ بنت سعد کی سند سے نقل کیا ہے (جیسا کہ آنے والی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔)

[57]...... أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُطَّلِبُ، عَنْ لَيْثٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ: ((أَنْتَ مِنِّي مَكَانَ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي))

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: وَشُعْبَةُ أَحْفَظُ، وَلَيْثٌ ضَعِيفٌ، وَالْحَدِيثُ قَدْ رَوَتْهُ عَائِشَةُ

تخريج الحديث **صحيح لغيره**: مسند البزار: 1200، المسند للشاشی: 137، السنة لابن أبی عاصم: 1339، من طريق المطلب بهذا الإسناد، وهو فى الكبرى: 8388.

ترجمة الحديث لیث روایت کرتے ہیں الحکم سے اور وہ عائشہ بنت سعد سے اور وہ سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے غزوۂ تبوک کے موقع پر فرمایا کہ تمھارا میرے نزدیک وہ مقام و مرتبہ ہے جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا مگر شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

امام نسائی فرماتے ہیں: کہ شعبہ زیادہ یاد رکھنے والے ہیں اور لیث ضعیف ہے (یعنی اس حدیث کو الحکم عن مصعب بن سعد کی سند سے نقل کرنا صحیح ہے جیسا کہ امام شعبہ نے روایت کی ہے اور الحکم عن عائشہ بنت سعد کی سند سے نقل کرنا صحیح نہیں جیسا کہ لیث نے روایت کی ہے) اور اس حدیث کو یقیناً عائشہ نے روایت کیا ہے (لیکن دوسری سند سے جیسا کہ آنے والی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔)

[**58**]...... أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ، عَنِ الْجُعَيْدِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ أَبِيهَا، أَنَّ عَلِيًّا خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى جَاءَ ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ يُرِيدُ غَزْوَةَ تَبُوكَ وَعَلِيٌّ يَشْتَكِي وَهُوَ يَقُولُ: أَتُخَلِّفُنِي مَعَ الْخَوَالِفِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى إِلَّا النُّبُوَّةَ؟))

تخريج الحديث **صحيح**: مسند أحمد: 170/1، رقم: 1462، مناقب علی لابن المغازلی: 55، وقد تقدّم برقم: 55، وهو فی الكبرى: 8389.

ترجمة الحديث جُعید روایت کرتا ہے عائشہ سے اور وہ روایت کرتی ہیں اپنے والد سے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (ان کو رخصت کرنے کے لیے) نکلے یہاں تک کہ ثنیۃ الوداع نامی جگہ پہنچے آپ ﷺ غزوۂ تبوک جانا چاہتے تھے اور علی رضی اللہ عنہ آپ سے شکایت کرتے ہوئے عرض کر رہے تھے: کیا آپ مجھے پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ چھوڑے جا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی سوائے نبوت کے؟ (یعنی ہارون علیہ السلام نبی تھے اور آپ نبی نہیں۔)

[**59**]...... أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، وَخَلَّفَ عَلِيًّا، فَقَالَ لَهُ أَتُخَلِّفُنِي؟ فَقَالَ لَهُ: ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي؟))

تخريج الحديث **صحيح لغيره**: مسند أحمد: 184/1، رقم: 1600، السنة لابن أبی عاصم: 1334، حديث أبی الفضل الزهری: 424، من طريق أبی أحمد الزبيری بهذا الإسناد، وهو فی الكبرىٰ: 8390.

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لیے نکلے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جانشین بنایا سو علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: کہ کیا آپ مجھے پیچھے چھوڑے جا رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمھارا میرے نزدیک وہی مقام ومرتبہ ہے جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا مگر بلاشبہ شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ذِكْرُ الِاخْتِلَافِ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَرِيكٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ

عبداللہ بن شریک کے شاگردوں کا ان سے اس حدیث میں اختلاف نقل کرنے کا ذکر

[**60**]...... أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا فِطْرٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَرِيكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رقيمٍ الْكِنَانِيِّ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ: ((أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى)) قَالَ إِسْرَائِيلُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَرِيكٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ سَعْدٍ

تخريج الحديث **صحيح لغيره**: طبقات ابن سعد: 24/3، التاريخ الكبير لابن أبي خيثمة: 2816، وفيه تصحيف، السنّة لابن أبي عاصم: 1384، من طريق فطر بهذا الإسناد، وهو في الكبرىٰ: 8391.

ترجمة الحديث ابونعیم فرماتے ہیں: حدیث بیان کی ہمیں فطر نے عبداللہ بن شریک سے اس نے روایت کی عبداللہ بن رقیم الکنانی سے اس نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم کو مجھ سے وہ تعلق ونسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔

[**61**]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ قَادِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَرِيكٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَزَا عَلَى نَاقَتِهِ الْحَمْرَاءِ وَخَلَّفَ عَلِيًّا، فَجَاءَ عَلِيٌّ حَتَّى أَخَذَ بِغَرْزِ النَّاقَةِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَتْ قُرَيْشٌ أَنَّكَ إِنَّمَا خَلَّفْتَنِي أَنَّكَ اسْتَثْقَلْتَنِي، وَكَرِهْتَ صُحْبَتِي وَبَكَى عَلِيٌّ، فَنَادَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّاسِ: ((أَمِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا وَلَهُ حَامَةٌ؟ يَا ابْنَ أَبِي طَالِبٍ، أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي؟)) قَالَ: عَلِيٌّ: ((رَضِيتُ عَنِ اللّٰهِ وَعَنْ رَسُوْلِهِ ﷺ))

تخریج الحدیث **صحیح لغیرہ**:مسند الشاشی: 63، تاریخ دمشق لابن عساکر: 116/42، من طریق علی بن قادم بهذا الإسناد، وهو فی الکبریٰ: 8392 .

ترجمة الحدیث علی بن قادم فرماتے ہیں حدیث بیان کی ہمیں اسرائیل نے عبداللہ بن شریک سے اس نے روایت کی الحارث بن مالک سے وہ فرماتے ہیں کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سرخ اونٹنی پر جنگ کے لیے نکلے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنایا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ (آپ کے پاس) آئے یہاں تک کہ اونٹنی کی رکاب کو پکڑ لیا پھر عرض کیا یا رسول اللہ! قریش نے یہ خیال کیا کہ آپ نے مجھے اس لیے پیچھے چھوڑا کہ آپ نے مجھے اپنے لیے بوجھ سمجھا اور میری صحبت کو ناپسند کیا یہ کہہ کر سیدنا علی رونے لگے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں پکارا کہ تم میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں کہ جس کا کوئی خاص وقریبی دوست نہ ہو۔اے ابو طالب کے بیٹے! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمھارا میرے نزدیک وہ مقام مرتبہ ہے جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا مگر بلاشبہ شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اس پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے راضی ہوا۔

[62]...... أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسٰى الْجُهَنِيُّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى فَاطِمَةَ ابْنَةِ عَلِيٍّ فَقَالَ لَهَا: رَفِيقِي : ((هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ عَنْ وَالِدِكِ مُثْبَتٌ؟)) قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ: ((أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لا نَبِيَّ بَعْدِي؟))

تخریج الحدیث **صحیح**:مسند أحمد: 369/6، رقم: 27081، وفضائل الصحابة له: 1020، جزء ألف دينار للقطيعي: 133، من طريق يحيى بن سعيد بهذا الإسناد، مصنف ابن أبي شيبة: 366/6، رقم: 32076، من طريق آخر، وهو في الكبرىٰ: 8393 .

ترجمة الحدیث موسیٰ جہنی فرماتے ہیں کہ میں فاطمہ بنت علی کے پاس گیا تو میرے دوست نے ان سے پوچھا: کیا آپ کے پاس اپنے باپ سے لکھی ہوئی کوئی چیز ہے؟ انھوں نے فرمایا: بیان کیا ہے مجھے اسماء بنت عمیس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میرے نزدیک آپ کا مقام ومرتبہ وہی ہے جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا مگر بلاشبہ شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

[63]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُوسَى الْجُهَنِيِّ قَالَ:

أَدْرَكْتُ فَاطِمَةَ ابْنَةَ عَلِيٍّ، وَهِيَ ابْنَةُ ثَمَانِينَ سَنَةً فَقُلْتُ: لَهَا تَحْفَظِينَ عَنْ أَبِيكِ شَيْئًا؟ قَالَتْ: لَا، وَلَكِنِّي أَخْبَرَتْنِي أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ، أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: يَا عَلِيُّ ((أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ))

تخریج الحدیث صحيح: مسند إسحاق بن راهويه: 2139، معجم ابن الأعرابى: 1008، الثقات للعجلى، ص: 522، من طريق جعفر بن عون بهذا الإسناد، مسند أحمد: 438/6، رقم: 27467، من طريق آخر عن موسىٰ الجهنى به، وهو فى الكبرىٰ: 8394.

ترجمة الحدیث موسیٰ جہنی فرماتے ہیں: کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی فاطمہ کو پایا اس حال میں کہ وہ اسی برس کی تھیں تو میں نے ان سے پوچھا: کہ کیا آپ کو اپنے والدمحترم سے کوئی حدیث یاد ہے اس نے کہا: نہیں لیکن مجھے خبر دی ہے اسماء بنت عمیس نے کہ بلاشبہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اے علی میرے نزدیک تیرا مقام ومرتبہ وہی ہے جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا سوائے اس کے کہ بلاشبہ شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

شرح الحدیث ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ فاطمہ بنت علی نے اپنے باپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کچھ بھی نہیں سنا البتہ انھیں دیکھا ہے: ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ میں نے اپنے والد ابوحاتم الرازی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فاطمہ بنت علی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کچھ بھی نہیں سنا اور یقیناً اس نے اپنے والد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ (كتاب المراسيل: 969، باب ذكر النساء ومن لم ينسب)

[64]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَسَنٌ، وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ، عَنْ مُوسَى الْجُهَنِيِّ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ عَلِيٍّ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ: ((أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ))

تخریج الحدیث صحيح : المعجم الكبير للطبرانى: 146/24، رقم: 384، فضائل الصحابة لأحمد، زوائد القطيعى: 1091، تاريخ دمشق لابن عساكر: 183/42، من طريق حسن بن صالح بهذا الإسناد، وهو فى الكبرىٰ: 8395.

ترجمة الحدیث اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم

کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی مگر بلا شبہ شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

شرح الحدیث "أَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی" کا صحیح مطلب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے گھر کے فرد تھے اسی طرح آپ بھی میرے گھر کے افراد میں سے ہیں کیونکہ آپ میرے چچا زاد بھائی اور داماد ہیں اور جس طرح ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے نائب بنے تھے جب وہ اپنے ربّ کے میقات ومناجات کے لیے گئے تھے اسی طرح آج جب میں غزوۂ تبوک کے لیے جا رہا ہوں تو آپ میرے نائب ہیں فرق یہ ہے کہ ہارون علیہ السلام نبی تھے اور آپ نبی نہیں کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

اس فرمان کا یہ مطلب کبھی بھی نہیں کہ آپ میری وفات کے بعد میرے پہلے خلیفہ بنو گے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر اس طرح کہنا چاہیے تھا "أَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ یُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ مِنْ مُوْسٰی" کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد جو خلیفہ بنے تھے وہ یوشع بن نون تھے نہ کہ ہارون علیہ السلام کیونکہ ہارون علیہ السلام تو موسیٰ علیہ السلام سے پہلے وفات پا گئے تھے۔

ذِكْرُ الْأُخُوَّةِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بھائی ہونے کا ذکر

[65]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ النَّيْسَابُورِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ، - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - قَالَا: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ طَلْحَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ عَلِيًّا، كَانَ يَقُولُ فِي حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ: ((أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ، وَاللّٰهِ لا نَنْقَلِبُ عَلَى أَعْقَابِنَا بَعْدَ إِذْ هَدَانَا اللّٰهُ، وَاللّٰهِ لَئِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ لَأُقَاتِلَنَّ عَلَى مَا قَاتَلَ عَلَيْهِ حَتَّى مَاتَ، وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَخُوهُ، وَوَلِيُّهُ، وَوَارِثُهُ، وَابْنُ عَمِّهِ، وَمَنْ أَحَقُّ بِهِ مِنِّي؟))

تخریج الحدیث ضعیف: سماک کی عکرمہ سے روایت ضعیف ومضطرب ہوتی ہے۔ فضائل الصحابة لأحمد، زوائد القطيعى: 1110، تفسير ابن أبى حاتم: 777/3، رقم: 4261، معجم ابن الأعرابى: 734، المعجم الكبير للطبرانى: 176، المستدرك للحاكم: 126/3، رقم: 4635، وهو فى الكبرىٰ: 8396.

ترجمة الحدیث سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی

میں فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”کہ کیا اگر رسول اللہ ﷺ وفات پا جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو تم لوگ اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے“ ...... اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کا ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہم اپنی ایڑیوں پر نہیں پھریں گے، اللہ کی قسم اگر رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے یا قتل کیے گئے تو میں ضرور بالضرور اس مقصد کے لیے لڑوں گا جس مقصد کے لیے آپ ﷺ مرتے دم تک لڑتے رہے، اللہ کی قسم! بے شک میں اس کا بھائی، ولی، وارث اور چچا کا بیٹا ہوں اور مجھ سے زیادہ اس کا حق دار کون ہے؟

[**66**]...... أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ أَبِي صَادِقٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ نَاجِدٍ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَلِيٍّ: ((يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لِمَ وَرِثْتَ ابْنَ عَمِّكَ دُونَ عَمِّكَ؟)) قَالَ: جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ - أَوْ قَالَ: - دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَصَنَعَ لَهُمْ مُدًّا مِنْ طَعَامٍ قَالَ: ((فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا وَبَقِيَ الطَّعَامُ كَمَا هُوَ كَأَنَّهُ لَمْ يُمَسَّ، ثُمَّ دَعَا بِغُمَرٍ فَشَرِبُوا حَتَّى رَوُوْا وَبَقِيَ الشَّرَابُ كَأَنَّهُ لَمْ يُمَسَّ أَوْ لَمْ يُشْرَبْ)) فَقَالَ: يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ((إِنِّي بُعِثْتُ إِلَيْكُمْ بِخَاصَّةٍ، وَإِلَى النَّاسِ بِعَامَّةٍ، وَقَدْ رَأَيْتُمْ مِنْ هَذِهِ الْآيَةِ مَا قَدْ رَأَيْتُمْ، فَأَيُّكُمْ يُبَايِعُنِي عَلَى أَنْ يَكُونَ أَخِي، وَصَاحِبِي، وَوَارِثِي؟)) فَلَمْ يَقُمْ إِلَيْهِ أَحَدٌ فَقُمْتُ إِلَيْهِ، وَكُنْتُ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقَالَ: ((اجْلِسْ)) ثُمَّ قَالَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذَلِكَ أَقُومُ إِلَيْهِ فَيَقُولُ: ((اجْلِسْ)) حَتَّى كَانَ فِي الثَّالِثَةِ ضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى يَدِي ثُمَّ قَالَ: فَبِذَلِكَ وَرِثْتُ ابْنَ عَمِّي دُونَ عَمِّي

تخريج الحديث منکر: اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن اس کے الفاظ منکر ہیں دیکھیے میزان الاعتدال: 2758، مسند أحمد: 159/1، رقم: 1371، وفضائل الصحابة له: 1220، تاريخ الطبري: 321/2، الأحاديث المختارة للضياء: 448، تهذيب الكمال للمزي: 9/146-147، من طريق عفان بهذا الإسناد، وهو في الكبرىٰ: 8397.

ترجمة الحديث ربیعہ بن ناجد سے مروی ہے کہ ایک شخص نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المومنین! آپ اپنے چچا کے بغیر اپنے چچا کے بیٹے کے وارث کیوں بنے؟ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے جمع کیا یا فرمایا: رسول اللہ نے دعوت دی عبدالمطلب کی اولاد کو پھر ان کے لیے ایک مُد کھانا تیار کیا (فرمایا) لوگوں نے کھانا کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے اور کھانا ویسا ہی بچا رہا گویا کہ اسے ہاتھ بھی نہ لگایا گیا تھا پھر آپ ﷺ نے

(پانی سے بھرا ہوا) چھوٹا پیالہ منگوایا لوگوں نے (اس سے) پانی پیا یہاں تک کہ سیراب ہوگئے اور پانی بچا رہا گویا کہ اسے ہاتھ تک نہیں لگایا گیا تھا یا گویا کہ وہ نہیں پیا گیا تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبدالمطلب کی اولاد! بے شک مجھے بھیجا گیا ہے تمھارے پاس خاص طور پر اور لوگوں کے پاس عام طور پر اور بلاشبہ دیکھا تم نے اس معجزہ میں سے وہ جو بلاشبہ تم نے دیکھا، تو تم میں سے کون ہے جو مجھ سے بیعت کرے اس پر کہ وہ میرا بھائی، ساتھی اور وارث ہوگا سو کوئی بھی ان میں سے کھڑا نہ ہوا اور میں کھڑا ہوا جب کہ میں ان میں سے سب سے زیادہ چھوٹا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''بیٹھ جا'' پھر آپ نے (گزشتہ بات) تین مرتبہ ارشاد فرمائی ہر بار میں ہی اٹھتا تھا اور آپ مجھے کہتے ''بیٹھ جا'' یہاں تک کہ تیسری بار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس وجہ سے میں اپنے چچا کے بغیر اپنے چچا کے بیٹے کا وارث بنا۔

[67]...... أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ حَصِيرَةَ، عَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ الْجُهَنِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا، عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: أنا عَبْدُ اللّٰهِ وَأَخُو رَسُوْلِهِ ﷺ، لا يَقُولُهَا إِلَّا كَذَّابٌ مُفْتَرٍ ((فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَأَخُو رَسُوْلِهِ ﷺ)) فَخَنَقَ فَحُمِلَ .

تخریج الحدیث منکر: حارث بن حصیرہ کی منکر روایات میں سے ہے۔ مصنف ابن أبي شيبة: 367/6، رقم: 32079، تاريخ دمشق لابن عساكر: 61/42، الكامل لابن عدى: 452/2، من طريق الحارث بهذا الإسناد، وهو فى الكبرىٰ: 8398، وقد تقدم من طريق آخر برقم: 7.

ترجمة الحدیث ابوسلیمان جہنی فرماتے ہیں: میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں یہ بات میرے علاوہ کوئی نہیں کرے گا مگر وہ شخص جو بڑا جھوٹا اور باتیں گھڑنے والا ہوگا اس پر ایک شخص نے کہا: میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں تو اس کا گلا گھٹ گیا پھر اسے (وہاں سے) اٹھا کر لے جایا گیا۔

ذِكْرُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((عَلِيٌّ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ))

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا ذکر کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں اس سے ہوں

[68]...... أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حَصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ عَلِيًّا مِنِّي، وَأَنَا مِنْهُ

وَوَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ))

تخریج الحدیث حسن: سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن أبی طالب رضی اللّٰہ عنہ، حدیث: 3712، وقال: حسن، مسند أحمد: 437/4، رقم: 19938، صحیح ابن حبان: 6929، مسند الطیالسی: 868، المستدرك للحاکم: 110/3-111، رقم: 4579 مطوْلاً وھو فی الکبریٰ: 8399، وسیأتی برقم: 89 .

ترجمۃ الحدیث سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں اس سے ہوں اور وہ ہر مومن کا دوست ہے۔

شرح الحدیث "إِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَأَنَا مِنْهُ " کا مقصد یہ ہے کہ میں اور علی رضی اللہ عنہ ہم دونوں نسب، محبت أسبقیت إلی الاسلام اور دوسرے کئی فضائل میں شریک اور ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا جلبیب رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی فرمایا تھا: "هٰذَا مِنِّیْ وَأَنَا مِنْهُ" جس کا مقصد ہے کہ میرا اور اس کا راستہ ایک ہے اور ہم دونوں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت میں اور اس کی رضا کی خاطر قربانی دینے میں متفق ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعریوں کے متعلق بھی فرمایا تھا: "فَهُمْ مِنِّیْ وَأَنَا مِنْهُمْ" یعنی کہ وہ اخلاق کریمہ اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے میں مجھ جیسے ہیں۔

ذِكْرُ الِاخْتِلَافِ عَلَى أَبِي إِسْحَاقَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ

اس حدیث میں ابواسحاق کے شاگردوں کا ان سے اختلاف نقل کرنے کا ذکر

[**69**]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي حُبْشِيُّ بْنُ جُنَادَةَ السَّلُولِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((عَلِيٌّ مِنِّي، وَأَنَا مِنْهُ)) فَقُلْتُ لِأَبِي إِسْحَاقَ: ((أَيْنَ سَمِعْتَهُ؟)) قَالَ: وَقَفَ عَلَيَّ هَاهُنَا فَحَدَّثَنِي رَوَاهُ إِسْرَائِيلُ فَقَالَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ

تخریج الحدیث حسن: اسے امام ذہبی نے (السیر: 212/8) میں حسن کہا ہے۔ شریک کی متابعت اسرائیل نے اگلی روایت (74) میں کی ہے اور ابواسحاق کے سماع کی صراحت بھی ہے۔ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب علی منی وأنامنه، حدیث: 3719، وقال: حسن غریب صحیح، سنن ابن ماجه، المقدّمة، باب فضل علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ، حدیث: 119، مسند أحمد: 164/4، رقم: 17505، 17506،

مصنف ابن أبی شیبة: 366/6، رقم: 32071، وهو فی الکبریٰ: 8400، وسیأتی برقم: 74.

ترجمة الحدیث شریک فرماتے ہیں بیان کیا ہمیں ابواسحاق نے وہ فرماتے ہیں بیان کیا مجھے حبشی بن جنادہ سلولی رضی اللہ عنہ نے اس نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں اس سے ہوں۔شریک کہتے ہیں میں نے ابواسحاق سے کہا: تم نے یہ حدیث حبشی بن جنادہ سلولی سے کہاں سنی؟ اس نے کہا کہ وہ میرے پاس یہاں کھڑے ہوئے اور پھر اس نے مجھے یہ حدیث سنائی۔امام نسائی فرماتے ہیں: کہ اسرائیل نے اس حدیث کو عن أبی إسحاق عن البراء کی سند سے روایت کیا ہے۔

[70]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ: ((أَنْتَ مِنِّي، وَأَنَا مِنْكَ)) وَرَوَاهُ الْقَاسِمُ بْنُ يَزِيدَ الْجَرْمِيُّ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هُبَيْرَةَ وَهَانِئٍ عَنْ عَلِيٍّ

تخریج الحدیث صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب عمرة القضاء، حدیث 4351، صحیح ابن حبان: 4873، السنن الکبری للبیهقی: 5/8، رقم: 15768 مطوّلاً من طریق عبید الله بن موسی بهذا الإسناد، وهو فی الکبریٰ: 8401.

ترجمة الحدیث عبید اللہ فرماتے ہیں کہ بیان کیا ہمیں اسرائیل نے ابواسحاق سے اس نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔(اس سند میں اسرائیل کا شاگرد عبید اللہ ہے۔ازمترجم)

امام نسائی فرماتے ہیں: کہ (اسرائیل کے دوسرے شاگرد) قاسم ابن یزید جرمی نے اس حدیث کو اسرائیل عن أبی إسحاق عن هبیرة وهانئی عن علیّ کی سند سے روایت کیا ہے۔

[71]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قَاسِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيمَ، وَهَانِئِ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ عَلِيٍّ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: لَمَّا صَدَرْنَا مِنْ مَكَّةَ إِذَا ابْنَةُ حَمْزَةَ تُنَادِي يَا عَمُّ، يَا عَمُّ، فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَأَخَذَهَا فَقَالَ لِفَاطِمَةَ دُونَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ، فَحَمَلَهَا فَاخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيٌّ، وَجَعْفَرٌ، وَزِيدٌ فَقَالَ عَلِيٌّ: ((أَنَا أَحَقُّ بِهَا، وَهِيَ ابْنَةُ عَمِّي)) وَقَالَ جَعْفَرٌ: ((ابْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا تَحْتِي)) وَقَالَ زَيْدٌ: ((بِنْتُ أَخِي)) فَقَضَى بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِخَالَتِهَا وَقَالَ: ((الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ)) وَقَالَ لِعَلِيٍّ: ((أَنْتَ مِنِّي، وَأَنَا

مِنْكَ)) وَقَالَ: لِجَعْفَرٍ: ((أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي)) وَقَالَ لِزَيْدٍ: يَا زَيْدُ ((أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا))

تخريج الحديث صحيح لغيره: اَبواسحاق کے سماع کی صراحت بیہقی میں ہے لیکن اس میں عبداللہ بن محمد بن سعید بن اَبی مریم ضعیف ہے۔ مسند أحمد: 98/1، رقم: 770، السنن الكبرى للبيهقي: 6/8، رقم: 15770، المستدرك للحاكم: 120/3، رقم: 4614، مصنف ابن أبي شيبة: 368/6، رقم: 32090، مسند البزار: 744، من طريق أبي إسحاق بهذا الإسناد، وهو في الكبرىٰ: 8402.

ترجمة الحديث قاسم فرماتے ہیں بیان کیا ہمیں اسرائیل نے ابواسحاق سے اس نے ہبیرہ بن بریم اور ہانی بن ہانی سے اور ان دونوں نے روایت کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے انھوں نے فرمایا: کہ جب ہم مکہ سے واپس لوٹے تو اچانک سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی اے چچا، اے چچا پکار رہی تھی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسے لے لیا پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: لے اپنی چچا کی بیٹی کو، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسے اٹھایا سو ان کی پرورش میں سیدنا علی، جعفر اور زید رضی اللہ عنہم کا اختلاف ہوا، سیدنا علی نے فرمایا: میں اس کی سب سے زیادہ حق دار ہوں اور وہ میری چچازاد بہن ہے، سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ یہ میری چچازاد بہن ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ یہ میری بھتیجی ہے۔ سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پرورش کا فیصلہ خالہ کے حق میں کر دیا اور فرمایا: خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے، اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم صورت اور سیرت میں میرے مشابہ ہو اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے زید تم ہمارے بھائی اور دوست، یا آزاد کردہ غلام ہو۔

ذِكْرُ قَوْلِهِ ﷺ: ((عَلِيٌّ كَنَفْسِي))

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا ذکر کہ ''علی رضی اللہ عنہ میری جان کی طرح ہے۔''

[72]...... أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الْأَحْوَصُ بْنُ جَوَابٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ يُثَيْعٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيَنْتَهِيَنَّ بَنُو وَلِيعَةَ أَوْ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْهِمْ رَجُلًا كَنَفْسِي يُنْفِذُ فِيهِمْ أَمْرِي، فَيَقْتُلَ الْمُقَاتِلَةَ، وَيَسْبِيَ الذُّرِّيَّةَ)) فَمَا رَاعَنِي إِلَّا وَكَفُّ عُمَرَ فِي حُجْزَتِي مِنْ خَلْفِي مَنْ يَعْنِي؟ فَقُلْتُ: مَا

إِيَّاكَ يَعْنِي، وَلَا صَاحِبَكَ قَالَ: ((فَمَنْ يَعْنِي؟)) قَالَ: ((خَاصِفُ النَّعْلِ)) قَالَ: ((وَعَلِيٌّ يَخْصِفُ نَعْلًا))

تخريج الحديث ضعیف: ابو اسحاق راوی مدلس کے سماع کی صراحت نہیں ہے۔ مصنف ابن أبي شيبة: 384/6، رقم: 32137 وفيه سقط، فضائل الصحابة لأحمد: 966 مرسلاً، وهو في الكبرىٰ: 8403 .

ترجمة الحديث سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنو ولیعہ باز آ جائیں ورنہ میں ان کی طرف ایسے شخص کو بھیجوں گا جو میری جان کی طرح ہے وہ ان میں میرا حکم نافذ کرے گا تو ان کے جنگجو جوانوں کو قتل کر دے گا اور ان کے چھوٹے بچوں کو قیدی بنا لے گا، سو مجھے کسی بھی چیز نے خوف میں نہیں ڈالا مگر اس وقت جب عمر رضی اللہ عنہ کی ہتھیلی میرے پیچھے سے میرے کولہے (ازار باندھنے کی جگہ) پر تھی اور وہ پوچھ رہے تھے کہ آپ ﷺ کی مراد کون ہے؟ تو میں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ کی مراد اس سے نہ تو تم ہو اور نہ ہی تمھارا ساتھی اس نے کہا: تو پھر کون مراد ہے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اس سے مراد جوتے سینے والا ہے، فرمایا: اور علی رضی اللہ عنہ اس وقت جوتے سی رہے تھے۔

ذِكْرُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَنْتَ صَفِيِّي وَأَمِينِي))

نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے فرمان ''تم میرے مخلص دوست اور امانت دار ہو'' کا بیان

[73]...... أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، وَأَبُو مَرْوَانَ، قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ نَافِعِ بْنِ عُجَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَّا أَنْتَ يَا عَلِيُّ فَصَفِيِّي وَأَمِينِي))

تخريج الحديث حسن: نافع بن عجیر کی ابن حبان کے علاوہ حاکم اور ابوداؤد نے توثیق کی ہے۔ السنّة لابن أبي عاصم: 1330، مسند البزار: 891 مطوّلاً، شرح مشكل الآثار للطحاوي: 3083، من طريق عبد العزيز بهذا الإسناد، وأصله في سنن أبي داؤد: 2278، وهو في الكبرىٰ: 8404 .

ترجمة الحديث سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بہر حال تم اے علی! سو تم تو میرے مخلص دوست اور امانت دار ہو۔''

ذِكْرُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا يُؤَدِّي عَنِّي إِلَّا أَنَا أَوْ عَلِيٌّ))

نبی کریم ﷺ کے فرمان ''میرے حقوق خود میرے یا علی رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی ادا نہیں کرے گا'' کا ذکر

[74]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ السَّلُولِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلِيٌّ مِنِّي، وَأَنَا مِنْهُ، وَلَا يُؤَدِّي عَنِّي إِلَّا أَنَا أَوْ عَلِيٌّ))

تخريج الحديث حسن: اسے امام ذہبی نے حسن غریب کہا ہے۔ اسرائیل کی ابواسحاق سے روایت اختلاط سے قبل ہے ابواسحاق کے سماع کی صراحت نسائی کے ہاں ہے۔ فضائل الصحابة للنسائی: 8091، الكامل لابن عدی: 377/3، تاريخ دمشق لابن عساكر: 345/42، من طريق إسرائيل بهذا الإسناد، وهو فی الكبرىٰ: 8405، وقد تقدم برقم: 70.

ترجمة الحديث حبشی بن جنادہ سلولی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں علی رضی اللہ عنہ سے ہوں اور میرے حقوق خود میرے یا علی رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی اور ادا نہیں کرے گا۔''

ذِكْرُ تَوْجِيهِ النَّبِيِّ ﷺ بِبَرَاءَةَ مَعَ عَلِيٍّ

رسول اللہ ﷺ کا سورہ برأت کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجنے کا بیان

[75]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ، وَعَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ بِبَرَاءَةَ مَعَ أَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ: ((لَا يَنْبَغِي أَنْ يُبَلِّغَ هَذَا إِلَّا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِي)) فَدَعَا عَلِيًّا، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ

تخريج الحديث حسن: اسے حافظ ابن حجر نے حسن قرار دیا ہے۔ فتح الباری: 320/8، سنن الترمذی، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة التوبة، حديث: 3090، وقال: حسن غريب، مسند أحمد: 212/3، رقم: 13214، مصنف ابن أبی شيبة: 32135، مسند أبی يعلى: 3095، شرح مشكل الآثار للطحاوی: 3588، الأحاديث المختارة للضياء: 2106، وهو فی الكبرىٰ: 8406.

ترجمة الحديث خادم رسول سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے سورہ برأت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجی پھر اس کو بلایا اور فرمایا: مناسب نہیں کہ پہنچا دے یہ سورت مگر کوئی ایسا شخص

جو میرے اہل بیت میں سے ہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وہ سورت ان کو دی۔

[76]...... أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُوحٍ، وَاسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ غَزْوَانَ، قُرَادٌ، عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ يُثَيْعٍ، عَنْ عَلِيٍّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ بِبَرَاءَةَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ مَعَ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ أَتْبَعَهُ بِعَلِيٍّ فَقَالَ لَهُ: ((خُذِ الْكِتَابَ، فَامْضِ بِهِ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ)) قَالَ: ((فَلَحِقْتُهُ، فَأَخَذْتُ الْكِتَابَ مِنْهُ، فَانْصَرَفَ أَبُو بَكْرٍ، وَهُوَ كَئِيبٌ)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أُنْزِلَ فِيَّ شَيْءٌ؟ قَالَ: ((لَا، إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أُبَلِّغَهُ أَنَا، أَوْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي))

تخريج الحديث **حسن بالشواهد**: شرح مشكل الآثار للطحاوی: 3584 موصولاً، وهو فی الكبرىٰ: 8407، تفسير ابن جرير الطبری: 106/14، رقم: 16372، الأموال للقاسم بن سلام: 457، عن زيد بن يثيع مرسلاً، وأصله فی سنن الترمزی: 3092.

ترجمة الحديث سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ برأت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دے کر اہل مکہ کی طرف بھیجا پھر ان کے پیچھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور ان سے فرمایا: کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے وہ نوشتہ سورہ برأت لے لو اور اسے اہل مکہ تک پہنچا دو، سیدنا علی فرماتے ہیں: کہ میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا کر ملا پھر ان سے نوشتہ سورہ برأت لے لیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واپس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹے جبکہ وہ نہایت غمگین تھے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! کیا میرے بارے میں کوئی آیت اُتاری گئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں (لیکن) بلاشبہ مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں خود اس سورت کو پہنچاؤں یا کوئی ایسا شخص جو میرے اہل بیت میں سے ہو۔

[77]...... أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ، عَنْ فِطْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَرِيكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رُقَيْمٍ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ بِبَرَاءَةَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ أَرْسَلَ عَلِيًّا فَأَخَذَهَا مِنْهُ، ثُمَّ سَارَ بِهَا، فَوَجَدَ أَبُو بَكْرٍ فِي نَفْسِهِ، فَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهُ لَا يُؤَدِّي عَنِّي إِلَّا أَنَا أَوْ رَجُلٌ مِنِّي))

تخريج الحديث ضعيف: عبداللہ بن رقیم راوی مجہول ہے۔ الأباطيل والمناكير للجوزقانی: 126، من طريق فطر بهذا الإسناد، وهو فی الكبرىٰ: 8408.

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سورہ

برأت دے کر بھیجا ابھی وہ راستے میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو (اس کے پیچھے) بھیجا تو انھوں نے ان سے وہ سورت لے لی اور اس کو مکہ کی طرف لے جانے لگے اس پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رنجیدہ ہوئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ذمہ داری ادا نہیں کرے گا میری طرف سے مگر میں خود یا وہ شخص جو مجھ سے (یعنی میرے اہل بیت سے) ہو۔

[**78**]...... أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى أَبِي قُرَّةَ مُوسَى بْنِ طَارِقٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ رَجَعَ مِنْ عُمْرَةِ الْجِعْرَانَةِ بَعَثَ أَبَا بَكْرٍ عَلَى الْحَجِّ، فَأَقْبَلْنَا مَعَهُ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْعَرْجِ ثُوِّبَ بِالصُّبْحِ، ثُمَّ اسْتَوَى لِيُكَبِّرَ، فَسَمِعَ الرَّغْوَةَ خَلْفَ ظَهْرِهِ، فَوَقَفَ عَنِ التَّكْبِيرِ، فَقَالَ: هَذِهِ رَغْوَةُ نَاقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ بَدَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْحَجِّ، فَلَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَنُصَلِّيَ مَعَهُ، فَإِذَا عَلِيٌّ عَلَيْهَا، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: أَمِيرٌ أَمْ رَسُوْلٌ؟ فَقَالَ: ((لَا، بَلْ رَسُوْلٌ، أَرْسَلَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَرَاءَةَ أَقْرَؤُهَا عَلَى النَّاسِ فِي مَوَاقِفِ الْحَجِّ)) فَقَدِمْنَا مَكَّةَ، فَلَمَّا كَانَ قَبْلَ التَّرْوِيَةِ بِيَوْمٍ قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ مَنَاسِكِهِمْ، حَتَّى إِذَا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ عَلَى النَّاسِ بَرَاءَةَ حَتَّى خَتَمَها، ثُمَّ خَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ، قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ مَنَاسِكِهِمْ، حَتَّى إِذَا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ عَلَى النَّاسِ سُورَةَ بَرَاءَةَ حَتَّى خَتَمَها، ثُمَّ كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ، فَأَفَضْنَا، فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو بَكْرٍ خَطَبَ النَّاسَ، فَحَدَّثَهُمْ عَنْ إِفَاضَتِهِمْ، وَعَنْ نَحْرِهِمْ، وَعَنْ مَنَاسِكِهِمْ، فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ عَلَى النَّاسِ بَرَاءَةَ حَتَّى خَتَمَهَا، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّفْرِ الْأَوَّلِ قَامَ أَبُو بَكْرٍ، فَخَطَبَ النَّاسَ، فَحَدَّثَهُمْ كَيْفَ يَنْفِرُونَ، وَكَيْفَ يَرْمُونَ، فَعَلَّمَهُمْ مَنَاسِكَهُمْ، فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ، فَقَرَأَ عَلَى النَّاسِ بَرَاءَةَ حَتَّى خَتَمَهَا

تخریج الحدیث ضعیف: *ابوزبیر مدلس کی تصریح بالسماع ثابت نہیں ہے۔* سنن النسائی، کتاب مناسك الحج، باب الخطبة قبل يوم التروية، حديث: 2996، سنن الدارمی: 1956، صحيح ابن خزيمة: 2974، شرح مشكل الآثار للطحاوی: 3590، السنن الكبرى للبيهقى: 111/5، رقم: 9437، وهو فی الکبریٰ: 8409.

ترجمة الحديث سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ عمرہ جعرانہ سے واپس ہوئے تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا سو ہم لوگ بھی ان کے ساتھ چلے یہاں تک کہ جب ہم مقام عرج پہنچے تو صبح کی اذان دی گئی پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تا کہ تکبیر کہیں سو انھوں نے اپنے پیچھے اونٹنی کی آواز سنی تو تکبیر کہنے سے رک گئے اور کہا یہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی آواز ہے یقیناً رسول اللہ ﷺ کے ذہن میں حج کرنے کی بات آئی ہے تو ممکن ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہوں لہٰذا ہم ان کے ساتھ نماز پڑھیں گے، ناگاہ دیکھا کہ اونٹنی پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ سوار ہیں، تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کہ تم امیر حج ہو یا قاصد؟ انھوں نے کہا: نہیں بلکہ میں قاصد ہوں مجھے رسول اللہ ﷺ نے سورہ برأت دے کر بھیجا ہے تا کہ میں اسے حاجیوں کے اجتماع کے مقامات پر لوگوں کے سامنے پڑھوں پھر ہم لوگ مکے پہنچے تو یوم الترویہ سے ایک دن پہلے (ساتویں ذی الحجہ کو) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور لوگوں سے خطاب کیا اور ان کے سامنے اعمال ومناسک حج بیان کیے یہاں تک کہ جب وہ فرارغ ہوئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے لوگوں کو سورہ برأت آخر تک سنائی پھر ہم ان کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ عرفہ کا دن ہو گیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور لوگوں سے خطاب کیا اور ان کو اعمال ومناسک حج بتلائے یہاں تک کہ جب وہ فارغ ہوئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے لوگوں کو سورہ برأت سنائی یہاں تک کہ اسے مکمل کیا پھر جب قربانی (عید) کا دن ہوا تو ہم عرفات سے منیٰ لوٹے تو جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منیٰ لوٹے تو آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا سو ان کو عرفات سے منیٰ لوٹنے، اور قربانی اور حج کے احکام بتلائے پھر جب وہ فارغ ہوئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے آپ نے لوگوں کو سورۃ برأت سنائی۔ یہاں تک کہ اسے ختم کیا پھر جب منیٰ سے مکہ پہلے واپس ہونے کا دن ہوا تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور ان کو منیٰ سے واپس ہونے اور شیطان کو کنکریاں مارنے کا طریقہ بتایا اور انھوں نے ان کو ان کے حج کے تمام طریقے سکھائے پھر جب وہ فارغ ہوئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے لوگوں کو سورہ برأت آخر تک سنائی۔

بَابٌ قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ كُنْتُ وَلِيَّهُ فَعَلِيٌّ وَلِيُّهُ))

یہ باب ہے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد ”جس کا میں دوست ہوں تو علی رضی اللہ عنہ (بھی) اس کا دوست ہے“ کے بیان میں

[79]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ،

عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: لَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَنَزَلَ غَدِيرَ خُمٍّ أَمَرَ بِدَوْحَاتٍ فَقُمِمْنَ ثُمَّ قَالَ: كَأَنِّي قَدْ دُعِيتُ، فَأَجَبْتُ، إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ: كِتَابُ اللّٰهِ وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي، فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا، فَإِنَّهُمَا لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ مَوْلَايَ، وَأَنَا وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ)) ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ: ((مَنْ كُنْتُ وَلِيَّهُ، فَهَذَا وَلِيُّهُ، اللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ)) فَقُلْتُ لِزَيْدٍ: سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: ((مَا كَانَ فِي الدَّوْحَاتِ أَحَدٌ إِلَّا رَآهُ بِعَيْنَيْهِ، وَسَمِعَهُ بِأُذُنَيْهِ))

تخريج الحديث ضعیف: حبیب بن ابی ثابت راوی مدلس کے سماع کی صراحت نہیں ہے۔ مسند أحمد (زوائد عبد اللّٰه: 118/1، رقم: 952) ولم يسق متنه، شرح مشكل الآثار للطحاوی: 1765، المعجم الكبير للطبرانی: 4969، المستدرك للحاكم: 109/3، رقم: 4756، من طريق الأعمش بهذا الإسناد، وهو فی الكبرىٰ: 8410، سنن الترمذی: 3758 مختصراً من طريق حبيب عن زيد بن أرقم وسنده منقطع.

ترجمة الحديث سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب حجۃ الوداع سے واپس ہوئے اور غدیر خم کے مقام میں اترے یعنی قیام اختیار کیا تو آپ نے بڑے اور پھیلے ہوئے درختوں کے نیچے جھاڑو لگانے کا حکم دیا سو جھاڑو لگا دی گئی پھر آپ نے فرمایا: گویا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرا بلاوا آ گیا ہے اور میں نے قبول کرلیا ہے، بے شک میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جن میں سے ہر ایک کا دوسرے سے بڑا اور بلند مرتبہ ہے ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن پاک) ہے اور دوسرا میرا خاندان یعنی اہل بیت ہیں پس سوچ لو کہ میرے بعد ان دونوں سے کس طرح معاملہ کرو گے، یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے جب تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر نہ پہنچ جائیں، پھر فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ میرا دوست ہے اور میں ہر مومن کا دوست ہوں پھر آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: جس کا میں دوست ہوں اس کا یہ (علی بھی) دوست ہے، یا اللہ تو اسے دوست رکھ جو ان (علی رضی اللہ عنہ) کو دوست رکھے اور تو اسے دشمن رکھ جو ان کو دشمن رکھے۔ ابوالطفیل فرماتے ہیں میں نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے کہا: کہ تم نے خود رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے؟ اس

نے کہا: ان بڑے اور پھیلے ہوئے درختوں میں کوئی نہ تھا مگر اس نے اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا ہے۔ (یعنی وہاں موجود ہر شخص نے اس کو اپنے کانوں سے سنا ہے۔)

[80]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ، وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْنَا عَلِيًّا، فَلَمَّا رَجَعْنَا سَأَلَنَا: ((كَيْفَ رَأَيْتُمْ صُحْبَةَ صَاحِبِكُمْ؟)) فَإِمَّا شَكَوْتُهُ أَنَا، وَإِمَّا شَكَاهُ غَيْرِي، فَرَفَعْتُ رَأْسِي وَكُنْتُ رَجُلًا مِكْبَابًا فَإِذَا بِوَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدِ احْمَرَّ فَقَالَ: ((مَنْ كُنْتُ وَلِيَّهُ، فَعَلِيٌّ وَلِيُّهُ))

تخریج الحدیث ضعيف بهذا السياق: اعمش مدلس راوی کے سماع کی صراحت نہیں ہے۔ مسند أحمد: 350/5، رقم: 22961، مصنف ابن أبي شيبة: 365/6، رقم: 32065 مختصراً، مسند البزار: 4354، صحيح ابن حبان: 6930، من طريق الأعمش بهذا الإسناد، وهو في الكبرىٰ: 8411.

ترجمة الحدیث سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک چھوٹے لشکر میں جہاد کے لیے بھیجا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ہم پر امیر بنایا سو جب ہم جنگ سے واپس آئے تو آپ ﷺ نے ہم سے پوچھا کہ تم نے اپنے ساتھی کی صحبت کس طرح دیکھی (پائی)؟ تو میں نے ان کی شکایت کی یا میرے سوا کسی اور نے ان کی شکایت کی، پھر میں نے اپنا سر اٹھایا حالانکہ میں بہت زیادہ نگاہ نیچی رکھنے والا تھا تو اچانک دیکھا کہ آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہوا پڑا ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا میں دوست ہوں تو علی رضی اللہ عنہ (بھی) اس کا دوست ہے۔

[81]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي غَنِيَّةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بُرَيْدَةُ قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ مَعَ عَلِيٍّ إِلَى الْيَمَنِ، فَرَأَيْتُ مِنْهُ جَفْوَةً، فَلَمَّا رَجَعْتُ شَكَوْتُهُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَيَّ وَقَالَ: يَا بُرَيْدَةُ ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ))

تخریج الحدیث ضعيف: حکم بن عتیبہ راوی مدلس ہے اور تصریح بالسماع ثابت نہیں۔ مسند أحمد: 347/5، رقم: 22945، مسند البزار: 4352، الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم: 2358، الشريعة للآجري: 1513، وهو في الكبرىٰ: 8412.

ترجمة الحدیث سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن

کی طرف بھیجا، سو میں نے ان کی طرف سے بے رخی دیکھی پھر جب میں یمن سے واپس ہوا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے ان کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اپنا سر میری طرف اٹھایا اور فرمایا: اے بریدہ! جس کا میں دوست ہوں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی اس کے دوست ہیں۔

[82]...... أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي غَنِيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عَلِيٍّ إِلَى الْيَمَنِ، فَرَأَيْتُ مِنْهُ جَفْوَةً، فَقَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرْتُ عَلِيًّا، فَتَنَقَّصْتُهُ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَغَيَّرُ وَجْهُهُ وَقَالَ: يَا بُرَيْدَةُ ((أَلَسْتُ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ؟)) قُلْتُ: بَلٰى، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ))

تخریج الحدیث ضعیف: حکم بن عتیبہ راوی مدلس کے سماع کی صراحت نہیں ہے۔ مسند أحمد: 347/5، رقم: 22945، مصنف ابن أبى شيبة: 374/6، رقم: 32132، المستدرك للحاكم: 110/3، رقم: 4578، معرفة الصحابة لأبى نعيم: 1255، من طريق أبى نعيم الفضل بهذا الإسناد، وهو فى الكبرىٰ: 8413.

ترجمۃ الحدیث سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛ کہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کی طرف نکلا، سو میں نے ان کی طرف سے بے رخی دیکھی پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، سو (آپ کے سامنے) میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا اور ان کی تنقیص کی تو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ کا رنگ بدلنے لگا اور فرمایا: اے بریدہ! کیا میں مومنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حقدار نہیں ہوں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا میں دوست ہوں تو علی رضی اللہ عنہ بھی اس کا دوست ہے۔

[83]...... أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ أَيْمَنَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ سَعْدًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ))

تخریج الحدیث صحيح: تفرّد به المصنّف، وهو فى الكبرىٰ: 8414، السنّة لابن أبى عاصم: 1389، الأحاديث المختارة للضياء: 937، من طريق عبد الواحد عن ابيه عن جدّه عن سعد رضى اللّٰه عنه فذكره.

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں دوست ہوں تو علی رضی اللہ عنہ بھی اس کا دوست ہے۔

[**84**]...... أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِى عَدِيٍّ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ مَيْمُونٍ أَبِى عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّى أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ؟)) قَالُوا: بَلَى، نَحْنُ نَشْهَدُ لَأَنْتَ أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ قَالَ: ((فَإِنِّى مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَهَذَا مَوْلَاهُ)) أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ

تخريج الحديث ضعیف: میمون ابوعبداللہ راوی ضعیف ہے۔ مسند أحمد: 372/4، رقم: 19329، السنّة لابن أبى عاصم: 1362، تاريخ دمشق لابن عساكر: 218/42، الكنٰى والأسماء للدولابى: 1459، وهو فى الكبرىٰ: 8415.

ترجمة الحديث سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خطبہ کے لیے) کھڑے ہوئے سو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی پھر فرمایا: کہ کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مومن پر ان کے نفس سے زیادہ حقدار ہوں؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں، ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ہر مومن پر اس کے نفس سے زیادہ حقدار ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا پس بلاشبہ جس کا میں دوست ہوں تو یہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) بھی اس کا دوست ہے۔

[**85**]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ النَّيْسَابُورِىُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِىُّ قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنِى هَانِئُ بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ طَلْحَةَ الْأَيَامِىِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِيرَةُ بْنُ سَعْدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا وَهُوَ يُنْشِدُ فِى الرَّحْبَةِ مَنْ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَعَلِىٌّ مَوْلَاهُ؟، فَقَامَ بِضْعَةَ عَشَرَ فَشَهِدُوا))

تخريج الحديث حسن بالشواهد: شواہد کے لیے دیکھئے اگلی حدیث: 86 اور 93 الشريعة للآجرى: 1521 وفيه تصحيف، المعجم الأوسط للطبرانى: 2110، جزء على بن محمد الحميرى: 35، حلية الأولياء لأبى نعيم: 26/5، من طريق طلحه بن مصرف بهذا الإسناد، وهو فى الكبرىٰ: 8416.

ترجمة الحديث طلحہ ایامی فرماتے ہیں کہ ہمیں عمیرہ بن سعد نے بیان کیا کہ اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے جب کہ وہ صحن میں قسم دے کر لوگوں سے سوال کر رہے تھے کہ کس کس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ

فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''جس کا میں دوست ہوں اس کا علی رضی اللہ عنہ بھی دوست ہے''، تو کچھ اوپر دس آدمی کھڑے ہوئے اور انھوں نے گواہی دی (کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔)

[86]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِیدَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ: قَامَ خَمْسَةٌ أَوْ سِتَّةٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ فَشَهِدُوا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ))

تخريج الحديث صحیح: مسند أحمد: 366/5، رقم: 23107، الشريعة للآجری: 1541، المعجم الكبير للطبرانی: 5058، الأحاديث المختارة للضياء: 479، وهو فی الكبرىٰ: 8417.

ترجمة الحديث سعید بن وہب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے پانچ یا چھ آدمی کھڑے ہوئے پھر انھوں نے گواہی دی کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کا میں دوست ہوں علی رضی اللہ عنہ بھی اس کا دوست ہے۔

[87]...... أَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِیلُ، عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِی سَعِیدُ بْنُ وَهْبٍ أَنَّهُ قَامَ مِمَّا یَلِیهِ سِتَّةٌ، وَقَالَ زَیْدُ بْنُ یُثَیْعٍ: ((وَقَامَ مِمَّا یَلِینِی سِتَّةٌ، فَشَهِدُوا أَنَّهُمْ سَمِعُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ)) یَقُولُ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَإِنَّ عَلِیًّا مَوْلَاهُ))

تخريج الحديث صحیح: مسند البزار: 4299، الأحاديث المختارة للضياء: 480، من طريق شريك عن أبی إسحاق بهذا الإسناد، وهو فی الكبرىٰ: 8418.

ترجمة الحديث ابواسحاق کہتے ہیں مجھے سعید بن وہب نے بیان کیا کہ بلاشبہ ان (یعنی علی رضی اللہ عنہ) کے پاس والے لوگوں میں سے چھ آدمی کھڑے ہوئے اور زید بن یثیع نے کہا اور میرے پاس والے لوگوں میں سے چھ آدمی کھڑے ہوئے پھر انھوں نے گواہی دی کہ بلاشبہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ''کہ جس کا میں دوست ہوں تو بلاشبہ علی رضی اللہ عنہ بھی اس کا دوست ہے۔''

[88]...... أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ أَبَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِیكٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ زَیْدِ بْنِ یُثَیْعٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِیَّ بْنَ أَبِی طَالِبٍ یَقُولُ عَلَى مِنْبَرِ الْكُوفَةِ: إِنِّی مُنْشِدٌ اللّٰهَ رَجُلًا، وَلَا أَنْشُدُ إِلَّا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ، مَنْ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ

يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، اللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ؟)). فَقَامَ سِتَّةٌ مِنْ جَانِبِ الْمِنْبَرِ، وَسِتَّةٌ مِنَ الْجَانِبِ الْآخَرِ، فَشَهِدُوا أَنَّهُمْ سَمِعُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ذٰلِكَ قَالَ شَرِيكٌ: فَقُلْتُ لِأَبِي إِسْحَاقَ: هَلْ سَمِعْتَ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يُحَدِّثُ بِهٰذَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: ((نَعَمْ))

تخريج الحديث ضعيف: ابواسحاق کے سماع کی تصریح ثابت نہیں۔ مسند البزار: 786، الأحاديث المختارة للضياء: 464، السنة لابن أبي عاصم: 1374,1370، من طريق أبي إسحاق بهذا الإسناد، وهو في الكبرىٰ: 8419.

ترجمة الحديث زید بن یثیع فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مسجد کوفہ کے منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں قسم دینے والا ہوں آدمی کو اور ہر آدمی کو قسم نہیں دیتا بلکہ اصحاب محمد کو قسم دیتا ہوں اور اللہ کے واسطے ان سے پوچھتا ہوں کہ کس کس نے غدیر خم کے دن رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں دوست ہوں علی رضی اللہ عنہ بھی اس کا دوست ہے، اے اللہ! جو علی رضی اللہ عنہ کو دوست رکھے اسے تو دوست رکھ اور جو علی رضی اللہ عنہ کو دشمن رکھے اُسے تو بھی دشمن رکھ؟ یہ سن کر چھ آدمی منبر کے ایک جانب سے اور چھ دوسری جانب سے کھڑے ہوئے پھر انھوں نے گواہی دی کہ بے شک انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

شریک کہتے ہیں کہ میں نے ابواسحاق سے کہا: کیا تو نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو سنا ہے کہ وہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: (جی) ہاں۔

ذِكْرُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((عَلِيٌّ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي))

رسول اللہ ﷺ کے اس قول کا بیان ''کہ علی رضی اللہ عنہ دوست ہے ہر اس مومن کا جو میرے بعد آئے گا۔''

[89]...... أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي جَعْفَرٌ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ، عَنْ يَزِيدَ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَيْشًا، وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَمَضَى فِي السَّرِيَّةِ، فَأَصَابَ جَارِيَةً، فَأَنْكَرُوا عَلَيْهِ، وَتَعَاقَدُوا أَرْبَعَةٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا لَقِينَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخْبَرْنَاهُ بِمَا صَنَعَ، وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ إِذَا رَجَعُوا مِنَ السَّفَرِ بَدَءُوْا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفُوا إِلَى رِحَالِهِمْ، فَلَمَّا قَدِمَتِ السَّرِيَّةُ سَلَّمُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَامَ أَحَدُ الْأَرْبَعَةِ

فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ((أَلَمْ تَرَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ صَنَعَ كَذَا وَكَذَا؟)) فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ قَامَ يَعْنِي الثَّانِيَ، فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ الثَّالِثُ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ، ثُمَّ قَامَ الرَّابِعُ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالُوا، فَأَقْبَلَ إِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَالْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ: ((مَا تُرِيدُونَ مِنْ عَلِيٍّ؟ إِنَّ عَلِيًّا مِنِّي، وَأَنَا مِنْهُ، وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِي))

تخريج الحديث حسن: سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب مناقب علي بن أبي طالب رضي الله عنه، حديث: 3712، وقال: حسن غريب، مسند أحمد: 437/4، رقم: 19928، مسند أبي يعلى: 355، مسند الطيالسي: 868، صحيح ابن حبان: 6929، وهو في الكبرىٰ: 8420، وقد تقدّم مختصراً برقم: 68.

ترجمة الحديث عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور اس لشکر کا امیر علی رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا چنانچہ وہ اس لشکر کے ساتھ گئے پھر ایک لونڈی سے انھوں نے جماع کر لیا سو لوگوں نے ان پر نکیر کی اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے چار آدمیوں نے آپس میں معاہدہ کیا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ سے ملیں گے تو علی نے جو کچھ کیا ہے اُسے ہم آپ کو بتائیں گے اور مسلمانوں کا یہ معمول تھا کہ جب وہ سفر سے لوٹتے تو پہلے رسول اللہ ﷺ سے ملتے تھے اور آپ کو سلام کرتے تھے پھر اپنے گھروں کو جاتے تھے، چنانچہ جب یہ سریہ واپس لوٹ کر آیا تو لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا پھر ان چار آدمیوں میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اللہ کے رسول! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ علی نے ایسا ایسا کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا اس نے بھی وہی بات کہی جو پہلے نے کہی تھی پھر تیسرا شخص کھڑا ہوا اس نے بھی پہلے شخص کی بات کی طرح بات کہی پھر چوتھا شخص کھڑا ہوا تو اس نے بھی وہی بات کہی جو ان لوگوں نے کہی تھی سو رسول اللہ ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ آپ کے چہرے سے غصہ و ناراضگی ظاہر تھی پھر آپ نے فرمایا: تم لوگ علی سے کیا چاہتے ہو؟ بلاشبہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں، اور وہ دوست ہے ہر اس مومن کا جو میرے بعد آئے گا۔

شرح الحديث ابن حبان رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یوں ترجمۃ الباب منعقد کیا ہے: ((ذِكْرُ الْبَيَانِ بِأَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه نَاصِرٌ لِمَنِ انْتَصَرَ بِهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ بَعْدَ الْمُصْطَفٰى ﷺ)) جس کا مطلب ہے کہ اس بات کا بیان کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد (اسباب کے تحت) ان

مسلمانوں کی مدد کرنے والے ہیں جو ان سے (اسباب کے تحت) مدد مانگیں اس کے مطابق اس حدیث کے آخری ٹکڑے کا معنی ہوگا اور وہ میرے بعد ہر مومن کی (اسباب کے تحت) مدد کرنے والا ہے۔

ذِكْرُ قَوْلِهِ ﷺ: ((عَلِيٌّ وَلِيُّكُمْ بَعْدِي))

نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کا ذکر کہ ''علی رضی اللہ عنہ میرے بعد تمہارے دوست ہیں یا اسباب کے تحت تمہارا مدد کرنے والا ہے۔''

[90]...... أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ، عَنِ الْأَجْلَحِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ مَعَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، وَبَعَثَ عَلِيًّا عَلَى جَيْشٍ آخَرَ، وَقَالَ: ((إِنِ الْتَقَيْتُمَا فَعَلِيٌّ عَلَى النَّاسِ، وَإِنْ تَفَرَّقْتُمَا فَكُلٌّ وَاحِدٍ مِنْكُمَا عَلَى حِدَتِهِ)) فَلَقِينَا بَنِي زَيْدٍ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ، وَظَهَرَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ فَقَتَلْنَا الْمُقَاتِلَةَ، وَسَبَيْنَا الذُّرِّيَّةَ، فَاصْطَفَى عَلِيٌّ جَارِيَةً لِنَفْسِهِ مِنَ السَّبْيِ، فَكَتَبَ بِذٰلِكَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَأَمَرَنِي أَنْ أَنَالَ مِنْهُ قَالَ: ((فَدَفَعْتُ الْكِتَابَ إِلَيْهِ، وَنِلْتُ مِنْ عَلِيٍّ، فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ)) فَقُلْتُ: هٰذَا مَكَانُ الْعَائِذِ، بَعَثْتَنِي مَعَ رَجُلٍ وَأَمَرْتَنِي بِطَاعَتِهِ، فَبَلَّغْتُ مَا أُرْسِلْتُ بِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقَعَنَّ يَا بُرَيْدَةُ فِي عَلِيٍّ، فَإِنَّ عَلِيًّا مِنِّي، وَأَنَا مِنْهُ، وَهُوَ وَلِيُّكُمْ بَعْدِي))

تخريج الحديث حسن: مسند أحمد: 356/5، رقم: 23012، مسند البزار: 4391، تاريخ دمشق لابن عساكر: 189/42، من طريق الأجلح بهذا الإسناد، وهو في الكبرىٰ: 8421، وأصله في صحيح البخاري: 4350.

ترجمة الحديث سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ یمن بھیجا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ایک اور لشکر کا امیر بنا کر بھیجا اور فرمایا: اگر تم دونوں یکجا ہو جاؤ تو علی رضی اللہ عنہ تمام لوگوں کے سردار ہوں گے اور اگر تم الگ الگ رہو تو تم دونوں میں سے ہر ایک الگ الگ (اپنے اپنے لشکر کے) سردار ہو گے۔ چنانچہ اہل یمن میں سے قبیلہ بنو زید سے ہمارا سامنا ہوا اور مسلمان مشرکوں پر غالب آئے تو ہم نے ان کے جنگجوؤں کو قتل کیا اور ان کے بچوں اور عورتوں کو گرفتار کیا تو اسیروں میں ایک لونڈی سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے

لیے منتخب فرمائی تو سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجے جانے والے خط میں لکھی اور مجھے حکم دیا کہ تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کی برائی بیان کرو، بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا لکھا ہوا مکتوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا اور علی رضی اللہ عنہ کو برا کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ (غصہ سے) متغیر ہوا میں نے کہا ایسی باتوں اور آپ کے غصہ سے میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، آپ نے مجھے ایک شخص کے ساتھ بھیجا اور اس کی بات ماننے کا حکم دیا۔ سو میں نے آپ کو وہی پیغام پہنچایا جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا تھا یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بریدہ علی رضی اللہ عنہ کو برا مت کہو اس لیے کہ بے شک علی مجھ سے ہے اور میں ان سے ہوں اور وہ میرے بعد تمہارا دوست، اور اسباب کے تحت مدد کرنے والا ہے۔

شرح الحدیث ما فوق الاسباب یعنی اسباب کے بغیر مدد کرنا اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے بندوں میں سے کوئی بھی اسباب کے بغیر کسی کی مدد نہیں کرسکتا اور نہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے اسباب کے بغیر مدد مانگنا جائز ہے یہی وجہ ہے کہ ہم نے گزشتہ فائدہ اور ترجمہ میں مدد کے ساتھ اسباب کے تحت کی قید لگائی تا کہ کوئی اسے عموم یا ما فوق الاسباب پر محمول نہ کریں۔

ذِكْرُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي))

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "جس نے علی رضی اللہ عنہ کو برا کہا اس نے مجھ کو برا کہا" کا بیان

[91]...... أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْجَدَلِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ: ((أَيُسَبُّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيكُمْ؟)) فَقُلْتُ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ أَوْ مَعَاذَ اللّٰهِ)) قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي))

تخريج الحديث ضعيف بهذا اللفظ: ابواسحاق السبیعی مدلس کے سماع کی صراحت نہیں ہے۔ مسند أحمد: 323/6، رقم: 26748، الشريعة للآجري: 1535، المستدرك للحاكم: 121/3، رقم: 4615، تاريخ دمشق لابن عساكر: 266/42، من طريق إسرائيل بهذا الإسناد، وهو في الكبرىٰ: 8422، المعجم الكبير للطبراني: 323/23، رقم: 738، والمعجم الأوسط له: 5822، من طريق آخر عن الجدلي بهذا الإسناد وبغير هذا اللفظ وسنده حسن.

ترجمة الحديث ابوعبداللہ الجدلی کہتے ہیں کہ میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو

آپ نے فرمایا: کیا تمھاری موجودگی میں رسول اللہ ﷺ کو برا کہا جاتا ہے؟ میں نے کہا ''سبحان اللہ'' یعنی ہم اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں پاکی بیان کرنا یا میں نے کہا ''معاذ اللہ'' ایسی باتوں سے ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں پناہ چاہنا آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''کہ جس نے علی رضی اللہ عنہ کو برا کہا اس نے مجھ کو برا کہا۔''

[92]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلِ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ قَالَ: رَأَيْتُ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ: ((ذُكِرَ أَنَّكُمْ تَسُبُّونَ عَلِيًّا)) قُلْتُ: ((قَدْ فَعَلْنَا)) قَالَ: ((لَعَلَّكَ سَبَبْتَهُ؟)) قُلْتُ: ((مَعَاذَ اللّٰهِ)) قَالَ: ((لَا تَسُبَّهُ، فَإِنْ وُضِعَ الْمِنْشَارُ عَلَى مِفْرَقِي عَلَى أَنْ أَسُبَّ عَلِيًّا مَا سَبَبْتُهُ بَعْدَمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا سَمِعْتُ))

تخريج الحديث حسن: ابوبکر بن خالد کو ابن حبان اور ضیاء مقدسی وغیرہ نے ثقہ قرار دیا ہے۔ مصنف ابن أبي شيبة: 373/6، رقم: 32122، مسند أبي يعلى: 777، السنة لابن أبي عاصم: 1352، مسند سعد بن أبي وقّاص للدورقي: 112، الأحاديث المختارة للضياء: 1077-1078، التاريخ الكبير للبخاري: 11/9، وهو في الكبرىٰ: 8423.

ترجمة الحديث ابوبکر بن خالد کہتے ہیں میں نے سعد بن مالک کو مدینہ میں دیکھا تو آپ نے فرمایا: بیان کیا جاتا ہے کہ تم لوگ علی رضی اللہ عنہ کو برا کہتے ہو؟ میں نے کہا بے شک ہم نے برا کہا ہے آپ نے فرمایا: شاید تم نے بھی اس کو برا کہا ہو؟ میں نے کہا میں ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں پناہ مانگنا۔ آپ نے فرمایا: تم علی کو برا نہ کہو، اگر علی رضی اللہ عنہ کو برا کہنے کے لیے میرے سر پر مانگ نکالنے کی جگہ آرہ بھی رکھا جائے تب بھی میرا رسول اللہ ﷺ سے ان احادیث سننے کے بعد جو میں نے ان سے سنی ہیں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برا نہیں کہوں گا۔

التَّرْغِيبُ فِي مُوَالَاةِ عَلِيٍّ ((رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ))، وَالتَّرْهِيبُ فِي مُعَادَاتِهِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی دوستی کی رغبت دلانے اور اس کی دشمنی سے ڈرانے کا بیان

[93]...... أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ قَالَ: حَدَّثَنَا فِطْرُ بْنُ خَلِيفَةَ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، وَأَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا فِطْرٌ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ قَالَ: جَمَعَ عَلِيٌّ النَّاسَ فِي الرَّحْبَةِ فَقَالَ: ((أَنْشُدُ

بِاللّٰهِ كُلَّ امْرِءٍ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ مَا سَمِعَ ، فَقَامَ أُنَاسٌ فَشَهِدُوا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ)) قَالَ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ: ((أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ؟، وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ)) فَقَالَ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ)) قَالَ أَبُو الطُّفَيْلِ: ((فَخَرَجْتُ وَفِي نَفْسِي مِنْهُ شَيْءٌ، فَلَقِيتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ، فَأَخْبَرْتُهُ)) فَقَالَ: ((أَوَمَا تُنْكِرُ؟ أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ)) وَاللَّفْظُ لِأَبِي دَاوُدَ

تخريج الحديث صحيح: مسند أحمد: 370/4، رقم: 19302، صحيح ابن حبان: 6931، شرح مشكل الآثار للطحاوي: 1762، الأحاديث المختارة للضياء: 553، وهو في الكبرىٰ: 8424.

ترجمة الحديث سیدنا ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لوگوں کو (مسجد کے) صحن میں جمع کر کے فرمایا: میں ہر اس شخص کو قسم دیتا ہوں جنھوں نے غدیرخم کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جو کچھ بھی سنا ہے (کہ وہ بیان کر دیں) تو کچھ لوگ کھڑے ہوئے پھر انھوں نے گواہی دی کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیرخم کے دن فرمایا: ''کہ کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ میں مومنوں کو ان کے نفسوں سے زیادہ قریب ہوں اور ان پر ان کے نفسوں سے زیادہ حق رکھتا ہوں؟'' اس وقت آپ کھڑے ہوئے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: جس کا میں دوست ہوں اس کا علی رضی اللہ عنہ بھی دوست ہے اے اللہ تو اسے دوست رکھ جو سیدنا علی کو دوست رکھے اور اسے دشمن رکھ جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دشمن رکھے'' ابوالطفیل کہتے ہیں میں باہر نکلا جبکہ میرے دل میں اس بارے میں کچھ شک تھا سو میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ملا پھر میں نے ان کو اس کی خبر دی تو انھوں نے کہا کہ کیا تو انکار کرتا ہے؟ میں نے (خود) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے۔ اور حدیث کے (یہ) الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔

شرح الحديث ❶...... غدیرخُم مکہ اور مدینہ کے درمیان جحفہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے واپسی پر پڑاؤ ڈالا تھا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے متعلق حدیث سنائی تھی۔

❷...... امام نسائی رحمہ اللہ نے یہ حدیث اپنے دو استاذوں سے بیان کی: (1) ہارون بن عبد اللہ، (2) اور ابوداؤد۔ اور آخر میں فرمایا: کہ حدیث کے مذکورہ الفاظ وہ ہیں جو میرے استاذ ابوداؤد رحمہ اللہ نے نقل کیے ہیں۔

[94]...... أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ

قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ، عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ، وَعَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ، أَيُّهَا النَّاسُ، فَإِنِّي وَلِيُّكُمْ)) قَالُوا: صَدَقْتَ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَرَفَعَهَا ثُمَّ قَالَ: ((هَذَا وَلِيِّي وَالْمُؤَدِّي عَنِّي، وَالِ اللّٰهُ مَنْ وَالاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ)) [1]

تخريج الحديث حسن: السنّة لابن أبي عاصم: 1189، شرح مشكل الآثار للطحاوي: 1767، وهو في الكبرىٰ: 8425، وقد تقدّم برقم: 9.

ترجمة الحديث سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے سامنے تقریر کی تو فرمایا: بہر حال حمد وثناء کے بعد اے لوگو بلاشبہ میں تمھارا دوست ہوں، لوگوں نے عرض کیا: آپ نے سچ فرمایا، پھر آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا: ''یہ میرا دوست ہے اور میرے ذمے رہ جانے والے حقوق کی ادائیگی کرنے والا ہے یا اللہ تو دوست رکھ اس کو جو انھیں دوست رکھے اور دشمن رکھ اس کو جو انھیں دشمن رکھے۔''

[95]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ أَبُو الْجَوْزَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَثْمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ يَعْقُوبَ، عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ قَالَتْ: أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِ عَلِيٍّ، فَخَطَبَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي أَوْلَى بِكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ؟)) قَالُوا: نَعَمْ، صَدَقْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَرَفَعَهَا فَقَالَ: ((مَنْ كُنْتُ وَلِيَّهُ فَهَذَا وَلِيُّهُ، فَإِنَّ اللّٰهَ يُوَالِي مَنْ وَالاهُ، وَيُعَادِي مَنْ عَادَاهُ))

تخريج الحديث حسن: السنّة لابن أبي عاصم: 1189، شرح مشكل الآثار للطحاوي: 1767، وهو في الكبرىٰ: 8426.

ترجمة الحديث عائشہ بنت سعد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر خطبہ ارشاد فرمایا (دوران خطبہ) آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں تم کو تمھارے نفسوں سے زیادہ قریب ہوں، لوگوں نے جواب دیا جی ہاں یا رسول اللہ! آپ نے سچ فرمایا پھر آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا: جس کا میں دوست ہوں اس کا یہ (علی بھی) دوست ہے اس لیے کہ

[1] ہمارے سامنے موجود نسخہ میں عبارت اس طرح ہے "وَالِ اللّٰهُ مَنْ وَّالاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ" جس کے مطابق ہم نے ترجمہ کر دیا لیکن بعض نسخوں عبارت یوں ہے "وعَادَى مَنْ عَادَاهُ" جس کے مطابق ترجمہ یوں ہوگا: ''اللہ تعالیٰ دوست رکھے اس کو جو انھیں دوست رکھے اور دشمن رکھے اس کو جو انھیں دشمن رکھے۔''

بے شک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اس کو جو انھیں دوست رکھے اور وہ دشمن رکھتا ہے اس کو جو انھیں دشمن رکھے۔

شرح الحدیث ہم نے حدیث کا ترجمہ اس کے الفاظ کے مطابق کر دیا ہے لیکن یہاں ((أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّی أَوْلٰی بِکُمْ مِنْ أَنْفُسِکُمْ)) کے جواب میں ((نَعَمْ صَدَقْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ)) عبارت درست نہیں کیونکہ اس کا معنی بنتا ہے جی ہاں آپ نے سچ فرمایا اے رسول اللہ ہم نہیں جانتے کہ آپ ہم کو ہمارے نفسوں سے زیادہ قریب ہیں حالانکہ یہ بات درست نہیں کیونکہ یہ مسئلہ تو قرآن کریم میں واضح موجود ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿النَّبِیُّ أَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾ نبی علیہ السلام مومنوں کو ان کے نفسوں سے زیادہ قریب ہیں۔ پھر کیسے صحابہ کرام اس سے لاعلم ہو سکتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہاں ((ألستم تعلمون)) والے الفاظ راوی احمد بن عثمان ابوالجوزاء کا وہم ہے کیونکہ یہی روایت اسی سند کے ساتھ موصولاً ہلال بن بشر نے نقل کی ہے اس کی روایت کردہ حدیث کے الفاظ ہیں: ((یا أیها الناس، إنی ولیکم، قالوا صدقت یا رسول الله!)) ''اے لوگو! بے شک میں تمھارا دوست ہوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: یا رسول اللہ آپ نے سچ فرمایا۔'' ان الفاظ میں معنی اور عربی قواعد کے لحاظ سے کوئی خرابی نہیں۔

[96]...... أَخْبَرَنِی زَکَرِیَّا بْنُ یَحْیٰی قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ: حَدَّثَنَا یَعْقُوبُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِی کَثِیرٍ، عَنْ مُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ قَالَ: أَخْبَرَتْنِی عَائِشَةُ ابْنَةُ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِطَرِیقِ مَکَّةَ، وَهُوَ مُوَجِّهٌ إِلَیْهَا، فَلَمَّا بَلَغَ غَدِیرَ خُمٍّ وَقَفَ النَّاسَ، ثُمَّ رَدَّ مَنْ مَضٰی، وَلَحِقَهُ مَنْ تَخَلَّفَ، فَلَمَّا اجْتَمَعَ النَّاسُ إِلَیْهِ قَالَ: ((أَیُّهَا النَّاسُ هَلْ بَلَّغْتُ؟)) قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ اشْهَدْ)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ یَقُولُهَا، ثُمَّ قَالَ: ((أَیُّهَا النَّاسُ مَنْ وَلِیُّکُمْ؟)) قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَخَذَ بِیَدِ عَلِیٍّ، فَأَقَامَهُ ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ کَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَلِیَّهُ، فَهٰذَا وَلِیُّهُ، اللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ))

تخریج الحدیث ضعیف بهذا اللفظ: یعقوب بن جعفر راوی مجہول الحال ہے۔ شرح مشکل الآثار للطحاوی: 1766، تاریخ دمشق لابن عساکر: 223/42، الأحادیث المختارة للضیاء: 1014، ابن جریر کما فی السیرة لابن کثیر: 423/4، وهو فی الکبریٰ: 8427.

ترجمة الحدیث سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کی راہ میں تھے جبکہ آپ مکہ کی طرف جا رہے تھے سو جب وہ غدیر خم پہنچے تو لوگوں کو ٹھہرایا پھر جو آگے بڑھے تھے ان کو

آپ نے واپس کر کے ساتھ ملا لیا اور جو پیچھے تھے وہ بھی آپ سے مل گئے پھر جب (سارے) لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا: کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام تم تک پہنچایا؟! انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: یا اللہ تو اس بات پر گواہ رہنا۔ یہ بات آپ نے تین بار ارشاد فرمائی پھر آپ نے تین مرتبہ فرمایا: اے لوگو کون ہے تمھارا دوست؟ لوگوں نے تینوں بار جواب دیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ پھر آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ہاتھ سے پکڑ کر کھڑا کیا پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ جس کے دوست ہیں تو یہ (علی بھی) اس کا دوست ہے، یا اللہ جو ان کو دوست رکھے تو ان کو دوست رکھ اور جو ان کو دشمن رکھے تو ان کو دشمن رکھ۔

التَّرْغِيبُ فِي حُبِّ عَلِيٍّ، وَذِكْرِ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ لِمَنْ أَحَبَّهُ، وَدُعَائِهِ عَلَى مَنْ أَبْغَضَهُ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے کی رغبت دلانے کا بیان اور جو ان سے محبت کرے آپ ﷺ کا ان کے لیے دعا کرنے اور جو ان سے بغض رکھے آپ ﷺ کا ان کے لیے بد دعا کرنے کا ذکر

[97]...... أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَلِيلِ بْنُ عَطِيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، حَتَّى أَحْبَبْتُ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ لَا أُحِبُّهُ إِلَّا عَلَى بَغْضَاءِ عَلِيٍّ، فَبُعِثَ ذَلِكَ الرَّجُلُ عَلَى خَيْلٍ، فَصَحِبْتُهُ، وَمَا أَصْحَبُهُ إِلَّا عَلَى بَغْضَاءِ عَلِيٍّ، فَأَصَابَ سَبْيًا، فَكَتَبَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَبْعَثَ إِلَيْهِ مَنْ يُخَمِّسُهُ، فَبَعَثَ إِلَيْنَا عَلِيًّا، وَفِي السَّبْيِ وَصِيفَةٌ مِنْ أَفْضَلِ السَّبْيِ، فَلَمَّا خَمَّسَهُ صَارَتِ الْوَصِيفَةُ فِي الْخُمُسِ، ثُمَّ خَمَّسَ فَصَارَتْ فِي أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ خَمَّسَ فَصَارَتْ فِي آلِ عَلِيٍّ، فَأَتَانَا وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَقُلْنَا: مَا هَذَا؟ فَقَالَ: ((أَلَمْ تَرَوا الْوَصِيفَةَ؟ صَارَتْ فِي الْخُمُسِ، ثُمَّ صَارَتْ فِي أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ صَارَتْ فِي آلِ عَلِيٍّ، فَوَقَعْتُ عَلَيْهَا، فَكَتَبَ وَبَعَثَنِي مُصَدِّقًا لِكِتَابِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مُصَدِّقًا)) لِمَا قَالَ عَلِيٌّ، فَجَعَلْتُ أَقُولُ عَلَيْهِ، وَيَقُولُ: ((صَدَقَ)) وَأَقُولُ وَيَقُولُ: ((صَدَقَ))، فَأَمْسَكَ بِيَدِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((أَتُبْغِضُ عَلِيًّا؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ فَقَالَ: ((لَا تُبْغِضْهُ، وَإِنْ كُنْتَ تُحِبُّهُ فَازْدَدْ لَهُ حُبًّا، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَنَصِيبُ آلِ عَلِيٍّ فِي الْخُمُسِ أَفْضَلُ مِنْ وَصِيفَةٍ)) فَمَا كَانَ أَحَدٌ بَعْدَ

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ عَلِيٍّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ: ((وَاللّٰهِ مَا فِي الْحَدِيثِ بَيْنِي وَبَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرُ أَبِي))

تخريج الحديث **حسن صحيح:** مسند أحمد: 350/5، رقم: 22967، شرح مشكل الآثار للطحاوي: 3051، الخلافيّات للبيهقي: 3899، الأموال لابن زنجويه: 1244، من طريق عبد الجليل بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8428، صحيح البخاري: 4350 مختصراً من طريق آخر.

ترجمة الحديث سیدنا بریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک لوگوں میں علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی قابل نفرت شخص نہیں تھا یہاں تک کہ میں نے قریش میں سے ایک آدمی سے محبت کی اور میں نے ان سے محبت صرف علی کی دشمنی کی وجہ سے کی پھر اس آدمی کو ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجا گیا سو میں (بھی اس سفر میں) اس کا ساتھی بنا اور میں صرف علی کی دشمنی کی وجہ سے (اس سفر میں) اس کا ساتھی بنا سو اس نے کافروں کی عورتیں قیدی پکڑیں پھر اس نے آپ ﷺ کی طرف لکھا کہ آپ کسی کو اس کی طرف بھیجیں تا کہ وہ اس غنیمت کو پانچ حصوں میں تقسیم کرے تو آپ ﷺ نے ہمارے پاس علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور اسیروں میں ایک نوعمر جوان کنیز تھی جو سب اسیروں سے زیادہ خوبصورت تھی تو جب انھوں نے غنیمت کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا تو وہ خوبصورت کنیز خمس کا حصہ قرار پائی پھر جب اس (علی) نے اس خمس کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا تو وہ کنیز اہل بیت نبی کے حصہ میں آئی پھر جب اس نے اس خمس کو اہل بیت میں تقسیم کیا تو وہ کنیز آل علی کے حصہ میں آئی پھر وہ ہمارے پاس آئے اس حال میں کہ ان کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا تو ہم نے کہا: یہ کیا ہے؟ انھوں نے جواب میں کہا: کہ کیا تم نے اس خوبصورت نوجوان کنیز کو نہیں دیکھا؟ کہ (پہلے) وہ خمس کا حصہ بنی پھر وہ اہل بیت نبی کے حصہ میں آئی پھر (اس کے بعد) وہ آل علی کے حصہ میں آئی تو میں نے اس کے ساتھ جماع کیا۔ تو اس امیر لشکر نے رسول اللہ ﷺ کو ایک خط لکھا اور مجھے اپنے خط اور علی رضی اللہ عنہ کی باتوں کی تصدیق کے لیے (اس کے ساتھ) بھیجا تو میں نے شروع کیا اور علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بولا اور اس نے کہا: اس نے سچ کہا اور میں پھر بولا اس نے کہا: اس نے سچ کہا، پھر رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: کیا تو علی سے نفرت کرتا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا: ان (علی) سے نفرت نہ کر اور اگر تو ان سے محبت کرتا تھا تو ان کی محبت میں اضافہ کر پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ضرور بالضرور آل علی کا حصہ خمس میں سے (اس) نوجوان خوبصورت کنیز سے افضل ہے، اس کے بعد سے رسول اللہ ﷺ کے بعد میرے نزدیک علی رضی اللہ عنہ سے کوئی زیادہ محبوب نہیں ہے۔

عبداللہ بن بریدہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم اس حدیث میں میرے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان میرے والد کے سوا کوئی واسطہ نہیں۔

[98]...... أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ فِي الرَّحْبَةِ: أَنْشُدُ بِاللَّهِ مَنْ سَمِعَ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ يَقُولُ: ((إِنَّ اللَّهَ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ، وَمَنْ كُنْتُ وَلِيَّهُ فَهَذَا وَلِيُّهُ، اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ، وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ)). قَالَ: فَقَالَ سَعِيدٌ: ((قَامَ إِلَى جَنْبِي سِتَّةٌ)) وَقَالَ زَيْدُ بْنُ يُثَيْعٍ: ((قَامَ عِنْدِي سِتَّةٌ)). وَقَالَ عَمْرٌو ذُو مُرٍّ: ((أَحِبَّ مَنْ أَحَبَّهُ، وَأَبْغِضْ مَنْ أَبْغَضَهُ)) وَسَاقَ الْحَدِيثَ. رَوَاهُ إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَمْرٍو ذِي مُرٍّ ((أَحِبَّ))

تخریج الحدیث حسن: ابواسحاق کے سماع کی صراحت احمد اور آجری کے ہاں ہے اور اس سے شعبہ نے روایت کی ہے۔ الشريعة للآجرى: 1541-1542، مسند البزار: 786، شرح مشكل الآثار للطحاوى: 1761، فضائل الصحابة لأحمد: 1022-1021، جزء الحسن بن رشيق: 96، من طريق أبى إسحاق بهذا الإسناد، وهو فى الكبرى: 8429.

ترجمة الحديث سعید بن وہب فرماتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مسجد کے صحن میں کہا: میں قسم دے کر اللہ کے واسطے اس شخص سے پوچھتا ہوں جس نے غدیر خم کے دن رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ مومنوں کا دوست ہے اور جس کا میں دوست ہوں اس کا یہ علی بھی دوست ہے، یا اللہ تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے اور تو اس کو دشمن رکھ جو اس کو دشمن رکھے اور تو اس کی مدد فرما جو اس کی مدد کرے (ابواسحاق کہتا ہے سعید نے کہا میرے پہلو سے چھ آدمی کھڑے ہوئے اور زید بن یثیع نے کہا: میرے پاس سے چھ آدمی کھڑے ہوئے، اور عمرو ذو مر نے کہا: تو اس سے محبت فرما جو اس سے محبت کرے اور تو اس سے نفرت کر جو اس سے نفرت کرے۔ روایت کی یہ حدیث (أحِبَّ الخ) تک اسرائیل نے ابواسحاق سے اس نے عمرو ذی مر سے۔

[99]...... أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرٍو ذِي مُرٍّ قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا بِالرَّحْبَةِ يَنْشُدُ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ: أَيُّكُمْ سَمِعَ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ مَا قَالَ، فَقَامَ أُنَاسٌ فَشَهِدُوا أَنَّهُمْ

سَمِعُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَإِنَّ عَلِيًّا مَوْلَاهُ، اللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ، وَأَحِبَّ مَنْ أَحَبَّهُ، وَأَبْغِضْ مَنْ أَبْغَضَهُ، وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ

99- **حسن**: تفرّد به المصنّف من طريق إسرائيل بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8430.

ترجمة الحديث عمرو ذومر فرماتے ہیں: میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس مسجد کے صحن میں حاضر ہوا اس حال میں کہ وہ اصحاب محمد ﷺ کو قسم دے کر پوچھ رہے تھے کہ تم میں سے کس نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے جب وہ غدیر خم کے دن فرما رہے تھے وہ کچھ جو اس نے فرمایا؟ سو کئی آدمی کھڑے ہوئے اور انھوں نے گواہی دی کہ بے شک انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''کہ جس کا میں دوست ہوں تو بے شک علی بھی اس کا دوست ہے، یا اللہ تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے اور تو اس کو دشمن رکھ جو اس کو دشمن رکھے، اور جو اس سے محبت کرے تو اس سے محبت کر اور جو اس سے نفرت کرے تو اس سے نفرت کر اور جو اس کی مدد کرے تو اس کی مدد فرما۔

الْفَرْقُ بَيْنَ الْمُؤْمِنِ وَالْمُنَافِقِ

مومن اور منافق کے درمیان فرق کا بیان

[**100**]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ، وَبَرَأَ النَّسَمَةَ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ﷺ إِلَيَّ: ((لَا يُحِبُّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُنِي إِلَّا مُنَافِقٌ))

تخريج الحديث صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الدليل على أن حب الأنصار وعلى من الإيمان، حديث: 78 [240]، سنن ابن ماجه: 114، مصنف ابن أبي شيبة: 365/6، رقم: 32064، صحيح ابن حبان: 6924، من طريق أبي معاوية بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8431، سنن الترمذي: 3736 من طريق آخر.

ترجمة الحديث سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑ کر اُگایا اور ہر ذِ روح کو وجود بخشا۔ نبی امی ﷺ کی مجھے یہ وصیت ہے کہ محبت نہیں کرے گا مجھ سے مگر مومن اور بغض نہیں رکھے گا مجھ سے مگر منافق۔

شرح الحديث یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ایسی محبت جس میں غلو، افراط وتفریط نہ ہو ایمان کی علامت

ہے اور ان سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے اور کسی مسئلہ میں اختلاف بغض کو مستلزم نہیں لہٰذا بعض بدری وغیر بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آپ سے اختلاف بغض کی دلیل نہیں تو کچھ لوگوں کا اختلاف کو بنیاد بنا کر صحابہ کرام کے بارے میں زبان درازی کرنا ان کی بدنیتی وبدعقیدگی کی دلیل ہے۔ هداهم الله إلى الحقّ.

[**101**]...... أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَدِيِّ ابْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ))

تخريج الحديث صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الدليل على أن حب الأنصار وعليّ من الإيمان، حديث: 78 [240] سنن النسائى (5025)، سنن ابن ماجه (114)، مصنف ابن أبى شيبة: 365/6، رقم: 32064 من طريق وكيع بهذا الإسناد وهو فى الكبرٰى (8432).

ترجمة الحديث سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی اس بات کی کہ مجھ سے سوائے مومن کے کوئی اور محبت نہیں کرے گا اور سوائے منافق کے کوئی اور نفرت نہیں کرے گا۔

[**102**]...... أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَدِيٍّ، عَنْ زِرٍّ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: ((إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ﷺ إِلَيَّ أَنَّهُ لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يَبْغَضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ))

تخريج الحديث صحيح: سنن النسائى، كتاب الإيمان، باب علامة الإيمان، حديث: 5021، وهو فى الكبرى: 8433.

ترجمة الحديث سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک شان یہ ہے کہ نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھے یہ وصیت ہے کہ بے شک محبت نہیں کرے گا تجھ سے مگر مومن اور بغض نہیں رکھے گا تجھ سے مگر منافق۔

ذِكْرُ الْمَثَلِ الَّذِى ضَرَبَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِى طَالِبٍ

اس مثال کا ذکر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کے لیے بیان کی ہے

[**103**]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ الْأَبَّارُ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ حَصِيرَةَ، عَنْ أَبِى صَادِقٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ نَاجِدٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا عَلِيُّ ((فِيكَ مَثَلٌ مِنْ

عِيسَى ، أَبْغَضَتْهُ يَهُودُ حَتَّى بَهَتُوا أُمَّهُ ، وَأَحَبَّتْهُ النَّصَارَى حَتَّى أَنْزَلُوهُ بِالْمَنْزِلِ الَّذِي لَيْسَ بِهِ))

تخريج الحديث ضعيف: حکم بن عبد الملک القرشی راوی ضعیف ہے۔ مسند أحمد، زوائد عبد الہ: 160/1، رقم: 1376، وفضائل الصحابة له زوائد عبد الله: 1087، مسند أبي يعلى: 534، الشريعة للآجری: 2531/5-2532، شرح مذاهب أهل السنة لابن شاهين: 119، وهو في الكبرى: 8434.
تاہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اس مفہوم کا قول ثابت ہے۔ مصنّف ابن ابی شیبہ: 32133.

ترجمة الحديث سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی تجھ میں ایک مشابہت ہے عیسیٰ علیہ السلام سے، ان سے یہودیوں نے دشمنی کی یہاں تک کہ ان کی ماں پر تہمت لگا دی، اور نصاریٰ نے ان سے محبت کی یہاں تک کہ ان کو وہ مقام و مرتبہ دیا جس مقام و مرتبہ میں وہ نہیں تھے۔

ذِكْرُ مَنْزِلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَقُرْبِهِ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَلُزُوقِهِ بِهِ، وَحُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَهُ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے قرب، اور ان کا آپ کے ساتھ جڑے رہنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سے محبت کا ذکر

[104]...... أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْعَلَاءِ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ، عَنْ عُثْمَانَ قَالَ: ((كَانَ مِنَ الَّذِينَ تَوَلَّوْا يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ، فَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَصَابَ ذَنْبًا فَقَتَلُوهُ)) وَسَأَلَهُ عَنْ عَلِيٍّ فَقَالَ: ((لَا تَسَلْ عَنْهُ، إِلَّا قُرْبَ مَنْزِلَتِهِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ))

تخريج الحديث صحیح: شعبہ کی ابو اسحاق سے روایت سماع پر محمول ہے اور اختلاط سے قبل ہے۔ مصنف عبد الرزاق: 9766، فضائل الصحابة لأحمد: 1012، من طريق آخر، وهو في الكبرى: 8435، نیز دیکھیے صحيح البخاري: 3698.

ترجمة الحديث علاء فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے خلیفہ سوم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے مسلمانوں اور کافروں کے درمیان جنگ کے روز پیٹھ پھیر لی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی پھر وہ غلطی کے مرتکب ہوئے تو لوگوں نے انھیں قتل کر ڈالا اور اس شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے خلیفہ چہارم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا:

ان کے بارے میں مت پوچھو مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ان کے مقام و مرتبہ کی قربت کو۔

نوٹ:...... یہاں عبارت جس طرح تھی ہم نے ترجمہ اسی کے مطابق کر دیا، بعض نسخوں میں عبارت کچھ یوں ہے: ((أَلَا تَرٰى قُرْبَ مَنْزِلِهِ من رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم)) جس کا ترجمہ بنتا ہے: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے گھر کی قربت کو تم نہیں دیکھ رہے ہو؟ یہاں متاخر الذکر عبارت ہی صحیح لگتی ہے۔ واللہ اعلم

[**105**]...... أَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَرَارٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قُلْتُ: أَلَا تُحَدِّثُنِي عَنْ عَلِيٍّ، وَعُثْمَانَ؟ قَالَ: ((أَمَّا عَلِيٌّ فَهٰذَا بَيْتُهُ مِنْ حُبِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَلَا أُحَدِّثُكَ عَنْهُ بِغَيْرِهِ، وَأَمَّا عُثْمَانُ، فَإِنَّهُ أَذْنَبَ يَوْمَ أُحُدٍ ذَنْبًا عَظِيمًا، فَعَفَا اللّٰهُ عَنْهُ، وَأَذْنَبَ فِيكُمْ صَغِيرًا، فَقَتَلْتُمُوهُ))

تخريج الحديث ضعيف بهذا اللّفظ: ابواسحاق السبیعی مدلس ہے اور سماع کی صراحت نہیں۔ مصنف عبد الرزاق: 20408 من طريق آخر، وهو في الكبرى: 8436.

ترجمة الحديث علاء بن عرار فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھتے ہوئے کہا: کہ کیا تم مجھے (خلیفہ چہارم) علی اور (خلیفہ سوم) عثمان رضی اللہ عنہما کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گے، تو انھوں نے کہا: جہاں تک علی رضی اللہ عنہ کی بات ہے تو یہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے قریب) ان کا گھر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سے محبت کی وجہ سے، اور اس کے علاوہ میں ان کے بارے میں تم کو کچھ نہیں بتاؤں گا اور جہاں تک عثمان رضی اللہ عنہ کی بات ہے تو انھوں نے جنگ احد کے دن بڑا گناہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف کر دیا اور تمھارے درمیان ایک چھوٹی سی غلطی کی تو تم نے انھیں قتل کر ڈالا۔

[**106**]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَرَارٍ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ وَهُوَ فِي مَسْجِدِ الرَّسُولِ صلی اللہ علیہ وسلم، عَنْ عَلِيٍّ، وَعُثْمَانَ فَقَالَ: ((أَمَّا عَلِيٌّ فَلَا تَسَلْنِي عَنْهُ، وَانْظُرْ إِلَى مَنْزِلِهِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْسَ فِي الْمَسْجِدِ بَيْتٌ غَيْرَ بَيْتِهِ، وَأَمَّا عُثْمَانُ فَإِنَّهُ أَذْنَبَ ذَنْبًا عَظِيمًا تَوَلَّى يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ، فَعَفَا اللّٰهُ عَنْهُ، وَغَفَرَ لَهُ، وَأَذْنَبَ فِيكُمْ ذَنْبًا دُونَ فَقَتَلْتُمُوهُ))

تخريج الحديث ضعيف بهذا اللّفظ: ابواسحاق السبیعی مدلس کے سماع کی صراحت نہیں۔ المعجم الأوسط

للطبرانی: 1166، شرح مشکل الآثار للطحاوی: 3558 من طریق آخر، وھو فی الکبری: 8437،
نیز دیکھئے صحیح البخاری: 3698.

ترجمة الحدیث علاء بن عرار کہتے ہیں: کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سیدنا علی وعثمان رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھا جبکہ وہ رسول اللہ کی مسجد (یعنی مسجد نبوی) میں بیٹھے تھے، تو انھوں نے فرمایا: جہاں تک علی رضی اللہ عنہ کی بات ہے تو تم ان کے بارے میں مجھ سے کچھ مت پوچھو بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے ان کے گھر کی قربت دیکھو ان (علی) کے گھر کے سوا مسجد میں کسی اور کا گھر نہیں ہے اور جہاں تک عثمان رضی اللہ عنہ کی بات ہے تو بلاشبہ انھوں نے بڑا گناہ کیا یعنی انھوں نے کافروں اور مسلمانوں کے درمیان جنگ کے دن پیٹھ پھیر لی پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف کر دیا اور ان کو بخش دیا اور تمھارے درمیان انھوں نے چھوٹی سی غلطی کی تو تم لوگوں نے انھیں قتل کر ڈالا۔

[**107**]...... أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِی، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ، فَسَأَلَهُ عَنْ عَلِيٍّ فَقَالَ: ((لَا تَسَلْ عَنْ عَلِيٍّ، وَلَكِنِ انْظُرْ إِلَى بَيْتِهِ مِنْ بُيُوتِ النَّبِيِّ ﷺ)) قَالَ: ((فَإِنِّي أُبْغِضُهُ)) قَالَ: ((أَبْغَضَكَ اللّٰهُ))

تخریج الحدیث صحیح: عطاء سے مراد عطاء بن سائب ہے لیکن اس کی متابعت موجود ہے۔ مصنف ابن أبی شیبة: 365/6، رقم: 32067، من طریق عطاء بهذا الإسناد، صحیح البخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب مناقب علی بن أبی طالب رضی اللّٰه عنه، حدیث: 3704، مصنف ابن أبی شیبة: 362/6، رقم: 32042، من طریق آخر عن سعد بن عبیدة به، وھو فی الکبری: 8438.

ترجمة الحدیث سعد بن عبیدہ فرماتے ہیں: کہ ایک شخص ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا پھر اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: تم علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مت پوچھو لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں سے قریب ان کے گھر کو دیکھو (یہی ان کی فضیلت کی دلیل ہے) اس شخص نے کہا لیکن میں تو ان سے نفرت کرتا ہوں، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ سے نفرت کرے۔

[**108**]...... أَخْبَرَنِی هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَأَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ قُثَمَ بْنَ الْعَبَّاسِ مِنْ أَيْنَ وَرِثَ عَلِيٌّ رَسُولَ اللّٰهِ

ﷺ؟ قَالَ: إِنَّهُ كَانَ أَوَّلَنَا بِهِ لُحُوقًا، وَأَشَدَّنَا لَهُ لُزُومًا.

تخريج الحديث ضعيف: ابواسحاق السبیعی راوی مدلس کے سماع کی صراحت نہیں۔ الآحاد والمثانی لابن أبی عاصم: 399، مصنف ابن أبی شیبة: 265/7، رقم: 35938، المعجم الكبير للطبرانی: 40/19، رقم: 86، معرفة الصحابة لأبی نعيم: 5787، وهو فی الكبرى: 8439.

ترجمة الحديث ابواسحاق فرماتے ہیں: کہ عبدالرحمٰن نے قثم بن العباس سے پوچھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث کہاں سے بنے؟ انھوں نے کہا: وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کے لحاظ سے ہم میں سب سے پہلے تھے اور آپ کے ساتھ جڑے رہنے کے لحاظ سے ہم سب میں سے وہ زیادہ سخت تھے۔

"خَالَفَهُ زَيْدُ بْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ فَقَالَ: عَنْ خَالِدِ بْنِ قُثَمَ" (امام نسائی فرماتے ہیں) زید بن ابی اُنیسہ نے زہیر کی مخالفت کی ہے انھوں نے سأل عبد الرحمن قثم بن العباس کی جگہ عن خالد بن قثم أنه قيل له روایت کیا ہے یعنی اس نے نقل کیا ہے کہ یہ سوال قثم بن العباس سے نہیں بلکہ خالد بن قثم سے ہوا ہے۔

[**109**]...... أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ قُثَمَ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: مَا لِعَلِيٍّ وَرِثَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دُونَ جَدِّكَ وَهُوَ عَمُّهُ؟ قَالَ: ((إِنَّ عَلِيًّا كَانَ أَوَّلَنَا بِهِ لُحُوقًا، وَأَشَدَّنَا بِهِ لُصُوقًا))

تخريج الحديث ضعيف: ابواسحاق السبیعی مدلس کے سماع کی صراحت نہیں ہے۔ المعجم الكبير للطبرانی: 40/19، رقم: 85، المستدرك للحاكم: 125/3، رقم: 4633، وهو فی الكبرى: 8440.

ترجمة الحديث خالد بن قثم سے روایت ہے کہ ان سے کہا گیا: کیا وجہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث بنے اور تیرے دادا ان کے وارث نہ بنے حالانکہ وہ یعنی تیرے دادا عباس رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے انھوں نے کہا: بے شک علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کے لحاظ سے ہم میں سب سے پہلے تھے اور آپ کے ساتھ جڑے رہنے کے لحاظ سے ہم میں سب سے زیادہ سخت تھے۔

[**110**]...... أَخْبَرَنِي عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ ابْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْعَيْزَارِ بْنِ حُرَيْثٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: اسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَسَمِعَ صَوْتَ عَائِشَةَ عَالِيًا، وَهِيَ تَقُولُ: ((وَاللّٰهِ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ عَلِيًّا أَحَبُّ إِلَيْكِ مِنْ أَبِي، فَأَهْوَى إِلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ لِيَلْطِمَهَا)) وَقَالَ: يَا ابْنَةَ فُلَانَةَ ((أَرَاكِ تَرْفَعِينَ

صَوْتَكِ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَمْسَكَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُغْضَبًا)) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا عَائِشَةُ ((كَيْفَ رَأَيْتِنِي أَنْقَذْتُكِ مِنَ الرَّجُلِ؟)) ثُمَّ اسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ ذٰلِكَ، وَقَدِ اصْطَلَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعَائِشَةُ فَقَالَ: ((أَدْخِلَانِي فِي السِّلْمِ كَمَا أَدْخَلْتُمَانِي فِي الْحَرْبِ)) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ فَعَلْنَا))

تخريج الحديث صحیح: یونس کے سماع کی صراحت احمد، بزار، طحاوی وغیرہ کے ہاں ہے۔ نیز دیکھئے الصحيحة: 2902، مسند أحمد: 275/4، رقم: 18421، مسند البزار: 3275، شرح مشكل الآثار للطحاوي: 5309، معجم الصحابة لابن قانع: 144/3، من طريق يونس بهذا الإسناد، وأصله في سنن أبي داود: 4999، وهو في الكبرى: 8441.

ترجمة الحديث سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (ایک مرتبہ) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی اتنے میں انھوں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زور زور سے بولنے کی آواز سنی کہ وہ کہہ رہی تھیں اللہ کی قسم، یقیناً میں جانتی ہوں کہ بلاشبہ علی رضی اللہ عنہ آپ کو میرے بابا سے زیادہ محبوب ہیں تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کو طمانچہ مارنے کے لیے آگے بڑھے اور کہنے لگے اے فلانی عورت کی بیٹی میں دیکھ رہا ہوں کہ تم رسول اللہ ﷺ پر اپنی آواز بلند کر رہی ہو، سو رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو روکا، وہ باہر چلے گئے جبکہ وہ غصے میں تھے (ان کے جانے کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! میں آپ کو کیسا لگا جب میں نے آپ کو اس مرد (یعنی تیرے بابا) سے بچایا پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد (آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی) اجازت طلب کی جبکہ رسول اللہ ﷺ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے درمیان صلح ہو چکی تھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: جس طرح آپ لوگوں نے مجھے لڑائی میں شریک کیا تھا اسی طرح صلح میں بھی شریک کر لیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہم نے آپ کو صلح میں شریک کر لیا ہے۔

شرح الحديث اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے محبوب لوگوں میں سے ہیں لیکن لوگوں میں سے مردوں میں آپ ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اس پر دلیل عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ والی روایت ہے جس میں آپ ﷺ خود فرماتے ہیں کہ مردوں میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب عائشہ رضی اللہ عنہا کا باپ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ (صحيح البخاري، حديث: 3662) یہ روایت اس مسئلہ میں نص صریح ہے۔ رہا عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول تو وہ بوقت لڑائی کسی عمل کے ردّ عمل میں کیا گیا قول ہے جو کہ آپ

ﷺ کے قول صریح کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ واللہ أعلم!

[111]...... أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ جُمَيْعٍ وَهُوَ ابْنُ عُمَيْرٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أُمِّي عَلَى عَائِشَةَ، وَأَنَا غُلَامٌ فَذَكَرْتُ لَهَا عَلِيًّا فَقَالَتْ: ((مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُ، وَلَا امْرَأَةً أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ امْرَأَتِهِ))

تخريج الحديث ضعيف: جمیع بن عمیر راوی ضعیف ہے۔ مسند أبي يعلى: 4857، شرح مشكل الآثار للطحاوي: 5307، الشريعة للآجري: 1503، من طريق يحيى بن عبد الملك ابن أبي غنية بهذا الإسناد، سنن الترمذي: 3874، من طريق آخر عن جميع باختلاف، وهو في الكبرى: 8442.

ترجمة الحديث جمیع بن عمیر فرماتے ہیں میں اپنی ماں کے ہمراہ اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا جبکہ میں نوجوان تھا پھر میری ماں نے ان کے سامنے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا: میں نے کسی ایسے مرد کو نہیں دیکھا جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ آپ ﷺ کو محبوب ہو اور نہ ہی میں نے کسی ایسی عورت کو دیکھا ہے جو ان کی بیوی (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا) سے زیادہ آپ ﷺ کو محبوب ہو۔

[112]...... أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْخَطَّابِ ثِقَةٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ الزُّبَيْدِيُّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أُمِّي عَلَى عَائِشَةَ، فَسَمِعْتُهَا تَسْأَلُهَا مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ عَنْ عَلِيٍّ فَقَالَتْ: ((تَسْأَلِينِي عَنْ رَجُلٍ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُ، وَلَا أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ امْرَأَتِهِ))

تخريج الحديث ضعيف: بقول امام ذہبی جمیع بن عمیر متہم بالکذب راوی ہے۔ المستدرك للحاكم: 154/3، رقم: 4731، من طريق محمد بن إسماعيل بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8443.

ترجمة الحديث جمیع بن عمیر فرماتے ہیں کہ میں اپنی ماں کے ساتھ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، میں نے پردے کے پیچھے سے اپنی ماں کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان سے دریافت کرتے ہوئے سنا، تو انھوں نے فرمایا: کہ تم مجھ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھ رہی ہو کہ میں کسی ایسے مرد کو نہیں جانتی جو ان سے زیادہ آپ ﷺ کو محبوب ہو اور نہ کسی ایسی عورت کو میں جانتی ہوں جو ان کی بیوی (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا) سے

زیادہ آپ ﷺ کو محبوب ہو۔

[113]...... أَخْبَرَنِی زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَاذَانُ، عَنْ جَعْفَرٍ الْأَحْمَرِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى أَبِی، فَسَأَلَهُ: أَیُّ النَّاسِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ النِّسَاءِ؟ فَقَالَ: ((كَانَ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ النِّسَاءِ فَاطِمَةُ، وَمِنَ الرِّجَالِ عَلِیٌّ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَطَاءٍ لَيْسَ بِالْقَوِیِّ فِی الْحَدِيثِ

تخریج الحدیث ضعیف: عبداللہ بن عطاء مدلس کی تصریح بالسماع ثابت نہیں ہے۔ سنن الترمذی، کتاب ألمناقب، باب ما جاء فی فضل فاطمة رضی الله عنها، حدیث: 3868، وقال: حسن غریب، المعجم الأوسط للطبرانی: 7262، مسند الرویانی: 41، المستدرك للحاكم: 155/3، رقم: 4735، وهو فی الكبرى: 8444.

ترجمة الحدیث ابن بریدہ فرماتے ہیں: کہ میرے والد صاحب کے پاس ایک شخص آیا اور ان سے پوچھا کہ عورتوں میں آپ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب کون تھی؟ انھوں نے کہا: کہ عورتوں میں آپ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں اور مردوں میں آپ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔ امام نسائی فرماتے ہیں: کہ عبداللہ بن عطاء پورا قوی نہیں ہے۔

شرح الحدیث متاخر الذکر تینوں روایت ضعیف ہیں لہٰذا ان سے کوئی مسئلہ اخذ کرنا درست نہیں ہے۔

ذِكْرُ مَنْزِلَةِ عَلِیٍّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ دُخُولِهِ وَمَسْأَلَتِهِ وَسُكُوتِهِ

رسول اللہ ﷺ کے نزدیک سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مقام ومرتبہ کا ذکر جب وہ آپ ﷺ کے پاس جاتے اور ان سے کچھ مانگتے یا خاموش رہتے

[114]...... أَخْبَرَنِی مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِی أَبُو عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنِی زَيْدٌ وَهُوَ ابْنُ أَبِی أُنَيْسَةَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِی زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُجَیٍّ، سَمِعَ عَلِيًّا يَقُولُ: ((كُنْتُ أَدْخُلُ عَلَى نَبِیِّ اللّٰهِ ﷺ، فَإِنْ كَانَ يُصَلِّی سَبَّحَ، فَدَخَلْتُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ يُصَلِّی أَذِنَ لِی فَدَخَلْتُ))

تخریج الحدیث **حسن بالطرق الأخری:** وانظر: 118، سنن النسائی، کتاب السهو، باب التنحنح فی الصلاة، حدیث: 1212، مسند أحمد: 77/1، رقم: 570، مسند أبی یعلی: 592، شرح مشکل الآثار للطحاوی: 1753، من طریق الحارث بهذا الإسناد، وهو فی الکبری: 8445.

ترجمة الحدیث عبداللہ بن نجی سے روایت ہے کہ انھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کوفرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں اللہ کے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا تھا پھر اگر وہ نماز میں مشغول ہوتے تو سبحان اللہ کہتے تھے پھر میں (گھر میں) داخل ہوجاتا تھا اور اگر نماز نہ پڑھ رہے ہوتے تو مجھے اجازت دیتے تھے پھر میں داخل ہوجاتا تھا۔

[115]...... أَخْبَرَنِی زَکَرِیَّا بْنُ یَحْیَی قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدٍ، وَأَبُو کَامِلٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِیَادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ، عَنِ الْحَارِثِ الْعُکْلِیِّ، عَنْ أَبِی زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِیرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُجَیٍّ قَالَ: قَالَ عَلِیٌّ: ((کَانَتْ لِی سَاعَةٌ مِنَ السَّحَرِ أَدْخُلُ فِیهَا عَلَی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَإِنْ کَانَ فِی صَلَاتِهِ سَبَّحَ، فَکَانَ ذٰلِكَ إِذْنَهُ لِی، وَإِنْ لَمْ یَکُنْ فِی صَلَاتِهِ أَذِنَ لِی))

تخریج الحدیث **حسن:** مسند أحمد: 77/1، رقم: 5700، مسند البزار: 882، صحیح ابن خزیمة: 904، من طریق عبد الواحد بهذا الإسناد، وهو فی الکبری: 8446.

ترجمة الحدیث عبداللہ بن نجی فرماتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میرے لیے رات کے آخری حصہ میں ایک وقت مقرر تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا پھر اگر وہ نماز میں مشغول ہوتے تو سبحان اللہ کہتے تھے اور یہ آپ کی میرے لیے اجازت تھی اور اگر وہ نماز نہ پڑھ رہے ہوتے تو مجھے اجازت دیتے تھے۔

ذِکْرُ الِاخْتِلَافِ عَلَی الْمُغِیرَةِ فِی هَذَا الْحَدِیثِ

مغیرہ کے شاگردوں کا مغیرہ سے اس حدیث میں اختلاف نقل کرنے کا ذکر

[116]...... أَخْبَرَنِی مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِیرٌ، عَنْ مُغِیرَةَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِی زُرْعَةَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُجَیٍّ، عَنْ عَلِیٍّ قَالَ: ((کَانَتْ لِی مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَاعَةٌ مِنَ السَّحَرِ آتِیهِ فِیهَا، إِذَا أَتَیْتُهُ اسْتَأْذَنْتُ، فَإِنْ وَجَدْتُهُ یُصَلِّی سَبَّحَ، فَدَخَلْتُ، وَإِنْ وَجَدْتُهُ فَارِغًا أَذِنَ لِی))

تخریج الحدیث **حسن:** سنن النسائی، کتاب السهو، باب التنحنح فی الصلاة، حدیث:

1212، مسند أبي يعلى: 592، من طريق جرير بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8447.

ترجمة الحديث سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے رات کے آخر حصہ میں ایک وقت مقرر تھا جس میں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور جب بھی میں آپ کے پاس آتا تو (آپ سے) اجازت طلب کرتا پھر اگر میں آپ کو نماز پڑھتے پاتا تو آپ سبحان اللہ کہتے اور اگر میں آپ کو فارغ پاتا تو آپ مجھے اجازت دیتے۔

[**117**]...... أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَيَّاشٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ، عَنِ الْحَارِثِ الْعُكْلِيِّ، عَنِ ابْنِ نُجَيٍّ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: ((كَانَ لِي مِنَ النَّبِيِّ ﷺ مَدْخَلَانِ مَدْخَلٌ بِاللَّيْلِ وَمَدْخَلٌ بِالنَّهَارِ، فَكُنْتُ إِذَا دَخَلْتُ بِاللَّيْلِ تَنَحْنَحَ لِي))

تخريج الحديث حسن: سنن ابن ماجه، كتاب الأدب، باب الإستئذان، حديث: 3708، مصنف ابن ابی شيبة: 126/2، رقم: 7264، السنن الكبرى للبيهقي: 247/2، رقم: 3342، من طريق أبي بكر بن عياش بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8449.

ترجمة الحديث سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے دو وقت تھے ملاقات کا ایک وقت رات میں تھا اور ایک وقت دن میں تھا پس جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات کو آتا تو آپ مجھے کھنگار کر بلا لیتے۔

مَدْخَلَان اور مَدْخَلٌ کو جب صیغہ ظرف قرار دیا جائے تو یہ معنی ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے اور اگر ان کو مصدر میمی مان لیا جائے تو پھر معنی یہ ہوگا کہ میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو ملاقاتیں ہوتی تھیں ایک ملاقات رات کے وقت اور دوسری ملاقات دن کے وقت۔

"خَالَفَهُ شُرَحْبِيلُ ابْنُ مُدْرِكٍ فِي إِسْنَادِهِ وَوَافَقَهُ عَلَى قَوْلِهِ ((تَنَحْنَحَ))" شرحبیل بن مدرک نے ان (یعنی حارث العکلی) کی مخالفت کی ہے اس روایت کی سند میں اور موافقت کی ہے علی رضی اللہ عنہ کے قول "تَنَحْنَحَ" ذکر کرنے میں۔

[**118**]...... أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي شُرَحْبِيلُ يَعْنِي ابْنَ مُدْرِكٍ الْجُعْفِيَّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُجَيٍّ الْحَضْرَمِيُّ، عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ صَاحِبَ مَطْهَرَةِ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: كَانَتْ لِي مَنْزِلَةٌ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَمْ تَكُنْ لِأَحَدٍ

مِنَ الْخَلائِقِ، فَكُنْتُ آتِيهِ كُلَّ سَحَرٍ فَأَقُولُ لَهُ: ((السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، فَإِنْ تَنَحْنَحَ انْصَرَفْتُ إِلَى أَهْلِي، وَإِلَّا دَخَلْتُ عَلَيْهِ))

تخریج الحدیث **حسن**: مسند أحمد: 85/1، رقم: 647، مسند البزار: 879، صحيح ابن خزيمة: 902، من طريق شرحبيل بهذا الإسناد، وهو فى الكبرى : 8449 .

ترجمة الحدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک مرتبہ تھا جو مخلوق میں سے کسی کے لیے نہیں تھا سو میں آپ کے پاس ہر رات کے آخری حصہ میں آتا تھا اور آپ سے کہتا تھا۔ ''السلام علیک یا نبی اللہ'' (اے اللہ کے نبی آپ پر سلام ہو) پس اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھنگار دیتے تھے تو میں واپس اپنے گھر والوں کے پاس چلا جاتا تھا ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاتا تھا۔

شرح الحدیث شرحبیل بن مدرک نے حارث العکلی کی سند میں مخالفت اس طرح سے کی ہے کہ حارث نے اس حدیث کو عبد اللہ بن نجی عن علی سے نقل کیا ہے اور شرحبیل نے عبد اللہ بن نجی اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان عبد اللہ کے والد نجی کا واسطہ ذکر کیا ہے اور نجی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا لوٹا اٹھانے والا تھا۔

[**119**]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْمُسَاوِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ هِنْدٍ الْجَمَلِيِّ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: ((كُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَعْطَانِي، وَإِذَا سَكَتُّ ابْتَدَأَنِي))

تخریج الحدیث **صحيح لغيره**: سنن الترمذى، كتاب المناقب، باب حديث الطير، حديث: 3722، 3729، وقال: حسن غريب، مصنف ابن أبى شيبة: 366/6، رقم: 32070، المستدرك للحاكم: 125/3، رقم: 4630، من طريق عوف بهذا الإسناد، وهو فى الكبرى: 8450 .

ترجمة الحدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگتا تو آپ مجھے دیتے تھے اور جب میں چپ رہتا تو آپ خود ہی پہل کرتے (مجھے دینے میں یا مجھ سے بولنے میں۔)

[**120**]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: ((كُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ أُعْطِيتُ، وَإِذَا سَكَتُّ ابْتُدِيتُ))

تخریج الحدیث **صحيح لغيره**: اعمش کے سماع کی صراحت فسوی کے ہاں ہے۔ مسند البزار: 575،

المعرفة والتاریخ للفسوی: 540/2 مطولاً، تاریخ دمشق لابن عساکر: 377/42، من طریق الأعمش بهذا الإسناد وهو فی الکبرٰی : 8451 .

ترجمة الحديث سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ جب میں مانگتا تو مجھے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے) دیا جاتا تھا اور جب میں خاموش رہتا تو (بولنے میں یا دینے میں) مجھ سے پہل کی جاتی تھی۔

[**121**]...... أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَرْبٍ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، وَرَجُلٌ آخَرُ، عَنْ زَاذَانَ قَالَا: قَالَ عَلِيٌّ: ((كُنْتُ وَاللّٰهِ إِذَا سَأَلْتُ أُعْطِيتُ، وَإِذَا سَكَتُّ ابْتُدِيتُ))

تخريج الحديث صحيح إن كان ابن جريج سمعه من أبی حرب: فضائل الصحابة لأحمد، زوائد القطیعی: 1099، تاریخ دمشق لابن عساکر: 422/21، مسند ابن منیع کما فی المطالب العالیة: 399 مطولاً، المؤتلف والمختلف للدار قطنی: 1826/4، والعلل له: 208/3، رقم: 306، من طریق أبی حرب بهذا الإسناد. دارقطنی کے ہاں ابن جریج اور ابوحرب کے درمیان داود بن ابی ہند کا واسطہ ہے لیکن اس کی سند میں حماد بن عیسٰی راوی ضعیف ہے۔ وهو فی الکبرٰی : 8452 .

ترجمة الحديث ابوالاسود اور زاذان دونوں فرماتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم جب میں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے) مانگتا تو مجھے (آپ کی جانب سے) دیا جاتا تھا اور جب میں خاموش رہتا تو (بولنے میں یا دینے میں آپ کی جانب سے) مجھ سے پہل کی جاتی تھی۔

ذِكْرُ مَا خُصَّ بِهِ عَلِيٌّ مِنْ صُعُودِهِ عَلَى مَنْكِبَيِ النَّبِيِّ ﷺ

اس نعمت کا ذکر جو صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو عطا کی گئی اور وہ ہے آپ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر چڑھنا

[**122**]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ حَكِيمٍ الْمَدَائِنِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَرْيَمَ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: ((انْطَلَقْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى أَتَيْنَا الْكَعْبَةَ، فَصَعِدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى مَنْكِبَيَّ، فَنَهَضَ بِهِ عَلِيٌّ)) فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ضَعْفَهُ قَالَ لَهُ: ((اجْلِسْ، فَجَلَسَ، فَنَزَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ)) فَقَالَ: ((اصْعَدْ عَلَى مَنْكِبَيَّ)) فَنَهَضَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عَلِيٌّ: ((إِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيَّ أَنِّي لَوْ شِئْتُ لَنِلْتُ أُفُقَ السَّمَاءِ، فَصَعِدَ عَلِيٌّ الْكَعْبَةَ وَعَلَيْهَا تِمْثَالٌ مِنْ صُفْرٍ أَوْ نُحَاسٍ، فَجَعَلْتُ أُعَالِجُهُ لِأُزِيلَهُ يَمِينًا وَشِمَالًا،

وَقُدَّامًا وَمِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ، وَمِنْ خَلْفِهِ، حَتَّى إِذَا اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ)) قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((اقْذِفْهُ)) فَقَذَفْتُ بِهِ، فَكَسَرْتُهُ كَمَا تُكْسَرُ الْقَوَارِيرُ، ثُمَّ نَزَلْتُ، فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَسْتَبِقُ حَتَّى تَوَارَيْنَا بِالْبُيُوتِ خَشْيَةَ أَنْ يَلْقَانَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ.

تخريج الحديث قال الذهبي إسناده نظيف والمتن منكر: مسند أحمد: 84/1، رقم: 633، مصنف ابن أبي شيبة: 403/7، رقم: 36907، مسند البزار: 769، تهذيب الآثار للطبرى، مسند على: 236/3، المستدرك للحاكم: 2/366-367، رقم: 3387، الأحاديث المختارة للضياء: 708. وهو فى الكبرٰى: 8453.

ترجمة الحديث سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ ہم کعبہ آئے تو رسول اللہ ﷺ میرے کندھوں پر چڑھے سو علی (میں) ان کو اٹھا کر کھڑا ہوا پھر جب رسول اللہ ﷺ نے علی کا (یعنی میرا) ضعف دیکھا تو مجھ سے فرمایا: بیٹھ جا۔ سو وہ (یعنی میں) بیٹھ گیا پھر نبی ﷺ اترے اور فرمایا: میرے کندھوں پر چڑھ پھر رسول اللہ ﷺ اس کو (یعنی مجھ کو) اٹھا کر کھڑے ہوئے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے آپ کو اتنا بلند محسوس کر رہا تھا کہ اگر چاہتا تو آسمان کے کنارے پر پہنچ جاتا پھر علی (یعنی میں) خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا، اس پر تانبے اور پیتل کے بت تھے پس میں ان کو اٹھانے لگا تاکہ دور کردوں میں ان کو دائیں سے، بائیں سے آگے سے اور پیچھے سے یہاں تک کہ جب میں ان پر قابو پا چکا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ انھیں (نیچے) پھینک دو، میں نے انھیں پھینک دیا پھر میں نے انھیں اس طرح توڑ دیا جس طرح شیشہ کو چور چور کر دیا جاتا ہے پھر میں نیچے اترا اور میں اور رسول اللہ ﷺ وہاں سے جلدی جلدی چلے یہاں تک کہ ہم گھروں میں چھپ گئے لوگوں میں سے کسی سے ملنے کی ڈر کی وجہ سے (یعنی تاکہ ہمیں کوئی نہ ملے)۔

ذِكْرُ مَا خُصَّ بِهِ عَلِيٌّ دُونَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ مِنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبِضْعَةٍ مِنْهُ، وَسَيِّدَةِ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ

اس نعمت کا ذکر جو اگلے اور پچھلے لوگوں کو چھوڑ کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے مخصوص کی گئی وہ ہے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جو کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور جسم کا ٹکڑا ہے اور عمران کی بیٹی مریم علیہا السلام کے علاوہ تمام اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہے

[123]...... أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ

وَاقِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَطَبَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَاطِمَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهَا صَغِيرَةٌ)) فَخَطَبَ عَلِيٌّ فَزَوَّجَهَا مِنْهُ.

تخريج الحديث صحيح: سنن النسائى، كتاب النكاح، باب تزويج المرأة مثلها فى السنن، حديث: 3223، صحيح ابن حبان: 6948، فضائل الصحابة لأحمد، زوائد القطيعى: 1051، المستدرك للحاكم: 167/2، رقم: 2705، وهو فى الكبرى: 8454.

ترجمة الحديث سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کا پیغام دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک (ابھی) وہ چھوٹی ہے پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے (ان کے ساتھ شادی کا) پیغام دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے آپ رضی اللہ عنہا کی شادی کر دی۔

[**124**]...... أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ السِّخْتِيَانِيُّ، عَنْ أَبِي يَزِيدَ الْمَدَنِيِّ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ: ((كُنْتُ فِي زِفَافِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَضَرَبَ الْبَابَ، فَفَتَحَتْ لَهُ أُمُّ أَيْمَنَ الْبَابَ)) فَقَالَ: يَا أُمَّ أَيْمَنَ! ((ادْعِي لِي أَخِي)). قَالَتْ: هُوَ أَخُوكَ وَتُنْكِحُهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، يَا أُمَّ أَيْمَنَ، وَسَمِعْنَ النِّسَاءُ صَوْتَ النَّبِيِّ ﷺ، فَتَنَحَّيْنَ)) قَالَتْ: ((وَاخْتَبَأْتُ أَنَا فِي نَاحِيَةٍ)) قَالَتْ: فَجَاءَ عَلِيٌّ، فَدَعَا لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَنَضَحَ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ، ثُمَّ قَالَ: ((ادْعُوا لِي فَاطِمَةَ)) فَجَاءَتْ خَرِقَةً مِنَ الْحَيَاءِ فَقَالَ لَهَا: ((قَدْ يَعْنِي أَنْكَحْتُكِ أَحَبَّ أَهْلِ بَيْتِي إِلَيَّ، وَدَعَا لَهَا، وَنَضَحَ عَلَيْهَا مِنَ الْمَاءِ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرَأَى سَوَادًا)) فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قُلْتُ: أَسْمَاءُ قَالَ: ابْنَةُ عُمَيْسٍ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((كُنْتِ فِي زِفَافِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تُكْرِمِينَهُ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ قَالَتْ: ((فَدَعَا لِي)).

تخريج الحديث شاذ: اس روایت میں سیدہ اسماء کا ذکر درست نہیں کیونکہ وہ حبشہ میں تھیں۔ مصنف عبد الرزاق: 9781، فضائل الصحابة لأحمد، زوائد القطيعى: 1342، الذرية الطاهرة للدولابى: 95، المعجم الكبير للطبرانى: 136/24، رقم: 364، وهو فى الكبرى: 8455.

ترجمة الحديث اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی میں شریک تھی جب ہم نے صبح کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا، سوام ایمن رضی اللہ عنہا نے

آپ کے لیے دروازہ کھولا آپ ﷺ نے فرمایا: اے ام ایمن میرے پاس میرے بھائی کو بلاؤ، ام ایمن نے کہا: کیا وہ آپ کے بھائی حالانکہ آپ (اپنی بیٹی کو) ان کے نکاح میں دے رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں اے ام ایمن، اورعورتوں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز سنی تو ایک طرف ہوگئیں اُسماء بنت عمیس فرماتی ہیں: اور میں (وہیں) ایک گوشہ میں چھپ گئی پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا کی اوران پر پانی چھڑکا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: فاطمہ کو میرے پاس بلاؤ پس سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اس حال میں کہ وہ حیا کی وجہ سے شرما رہی تھیں اورخوف زدہ تھیں، تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: بے شک میں نے تیرا نکاح اس شخص سے کردیا جو میرے خاندان میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اورآپ نے ان کے لیے (بھی) دعا کی اور ان پر (بھی) پانی چھڑکا پھر رسول اللہ ﷺ وہاں سے نکلنے لگے تو ایک شخص کو دیکھا فرمانے لگے: یہ کون ہے؟ میں نے کہا: اسماء، آپ نے فرمایا: عمیس کی بیٹی؟ میں نے کہا: جی ہاں، فرمایا: تو رسول اللہ ﷺ کی بیٹی سیدہ فاطمہ کی رخصتی میں شریک تھی رسول اللہ ﷺ کے تعظیم کے لیے؟ میں نے کہا: جی ہاں، اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: تو رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے دعا کی۔

خَالَفَهُ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، فَرَوَاهُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

سعید بن ابی عروبہ نے حاتم بن وردان کی مخالفت کی ہے اس طرح سے کہ انھوں نے اس حدیث کو ایوب عن عکرمہ عن ابن عباس کی سند سے نقل کیا ہے۔

[125]...... أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صُدْرَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ خَلَّادٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ أَيُّوبَ السِّخْتِيَانِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((لَمَّا زَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيٍّ كَانَ فِيمَا أَهْدَى مَعَهَا سَرِيرًا مَشْرُوطًا، وَوِسَادَةً مِنْ أُدْمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ، وَقِرْبَةً)) قَالَ: وَجَاءُوا بِبَطْحَاءِ الرَّمْلِ فَبَسَطُوهُ فِي الْبَيْتِ؟ وَقَالَ لِعَلِيٍّ: ((إِذَا أُتِيتَ بِهَا فَلَا تَقْرَبْهَا حَتَّى آتِيَكَ)) فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَدَقَّ الْبَابَ، فَخَرَجَتْ إِلَيْهِ أُمُّ أَيْمَنَ فَقَالَ لَهَا: ((ثَمَّ أَخِي؟)) فَقَالَتْ: وَكَيْفَ يَكُونُ أَخَاكَ وَقَدْ زَوَّجْتَهُ ابْنَتَكَ؟ قَالَ: ((فَإِنَّهُ أَخِي)) قَالَ: ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهَا فَقَالَ لَهَا: ((جِئْتِ تُكْرِمِينَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ؟)) فَدَعَا لَهَا، وَقَالَ لَهَا: ((خَيْرًا)) قَالَ ثُمَّ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((وَكَانَ الْيَهُودُ يُؤْخِذُونَ الرَّجُلَ عَنِ امْرَأَتِهِ إِذَا دَخَلَ بِهَا))

قَالَ: فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ، فَتَفَلَ فِيهِ، وَعَوَّذَ فِيهِ، ثُمَّ دَعَا عَلِيًّا فَرَشَّ مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ عَلَى وَجْهِهِ وَصَدْرِهِ، وَذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ دَعَا فَاطِمَةَ، فَأَقْبَلَتْ تَعْثُرُ فِي ثَوْبِهَا حَيَاءً مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَفَعَلَ بِهَا مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ لَهَا: ((إِنِّي وَاللّٰهِ، مَا آلَوْتُ أَنْ أُزَوِّجَكِ خَيْرَ أَهْلِي، ثُمَّ قَامَ فَخَرَجَ))

تخریج الحدیث ضعیف: سعید بن ابی عروبہ مدلس کے سماع کی صراحت نہیں ہے۔ مصنف عبد الرزاق: 9782، المعجم الكبير للطبراني: 410/22، رقم: 1022، الشريعة للآجري: 1614، من طريق آخر عن ابن عباس وفيه مجاهيل، وهو في الكبرى: 8456.

ترجمة الحديث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کر دی تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ (بوقت رخصتی) جو چیزیں بھیجی تھیں ان میں ایک بنی ہوئی چارپائی تھی، ایک چمڑے کا تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور ایک مشک تھی، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگ ریت لائے پھر اس کو گھر میں بچھایا اور رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب سیدہ فاطمہ آپ کے پاس لائی جائیں تو جب تک میں آپ کے پاس نہ آؤں اس وقت تک آپ اس کے قریب نہ جانا پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو ام ایمن آپ کی طرف نکلی آپ نے ان سے فرمایا: میرے بھائی (علی رضی اللہ عنہ) یہاں ہیں؟ ام ایمن نے عرض کیا: وہ کیسے آپ کا بھائی ہوسکتا ہے حالانکہ آپ ان سے اپنی بیٹی کی شادی کر چکے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: پس یقیناً وہ میرے بھائی ہیں، ابن عباس فرماتے ہیں: پھر آپ ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا: کہ تو رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتکریم کے لیے آئی تھی؟ پھر آپ نے اس کے لیے دعا کی اور ان سے اچھی بات کہی ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ پھر رسول اللہ ﷺ (گھر میں) داخل ہوئے، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہودیوں کا دستور تھا کہ (پہلے) جماع کے وقت وہ مرد کو جادو کے ذریعے اپنی بیوی سے بند کرتے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس آپ ﷺ نے پانی سے بھرا ہوا ایک پیالہ منگوایا اور اپنا لعاب دہن اس میں ڈالا اور اس پر دم کیا پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کے چہرے، سینے اور دونوں بازوؤں پر اس پانی میں سے چھڑکا پھر آپ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا وہ تشریف لائیں اس حال میں کہ رسول اللہ ﷺ سے حیا کی وجہ سے اپنے کپڑے میں الجھ کر گر رہی تھیں تو آپ نے ان کے ساتھ وہی عمل کیا جو عمل سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا پھر ان سے فرمایا: اللہ کی قسم میں نے اپنے خاندان میں سب سے بہتر شخص سے تیری شادی کرنے

میں کوئی کوتاہی نہیں کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور (گھر سے) باہر تشریف لے گئے۔

(ب) أَخْبَرَنَا سَلْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزٌ، عَنِ الْقَاسِمِ وَهُوَ ابْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((تَمْرُقُ مَارِقَةٌ عِنْدَ فِرْقَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَقْتُلُهَا أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ))

تخریج الحدیث سنن کبریٰ نسائی میں اس کے بعد یہ روایت ہے جو کہ خصائص علی مطبوع میں نہیں ہے۔ یہ آ گے (172) پر بھی آ رہی ہے۔ مفصل تخریج وہاں دیکھیں۔ صحيح مسلم: 1064 [2458]، سنن أبي داود: 4667، وهو في الكبرى: 8457.

ترجمة الحدیث سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمانوں میں افتراق کے وقت ایک فتنہ انگیز جماعت نکلے گی جسے مسلمانوں کا وہ گروہ قتل کرے گا جو حق کے زیادہ قریب ہوگا۔

شرح الحدیث اس فتنہ انگیز جماعت سے مراد خوارج ہیں جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی جماعت سے الگ ہوئے تھے اور انھوں نے اپنے ساتھیوں سمیت ان کے خلاف قتال کیا تھا اور ان کو قتل کیا تھا۔

[**126**]...... أَخْبَرَنِي عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ رَاشِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ مُعَاوِيَةَ، ذَكَرَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ: وَاللّٰهِ لَأَنْ تَكُونَ لِي إِحْدَى خِلَالِهِ الثَّلَاثِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، لَأَنْ يَكُونَ قَالَ لِي مَا قَالَ لَهُ حِينَ رَدَّهُ مِنْ تَبُوكَ: ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي؟)) أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، وَلَأَنْ يَكُونَ قَالَ لِي مَا قَالَ فِي يَوْمِ خَيْبَرَ: ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ، لَيْسَ بِفَرَّارٍ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، وَلَأَنْ أَكُونَ كُنْتُ صِهْرَهُ عَلَى ابْنَتِهِ، لِي مِنْهَا مِنَ الْوَلَدِ مَا لَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ))

تخریج الحدیث ضعیف مرسل: عبداللہ بن ابی نجیح مدلس ہے اور ابونجیح کی سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت مرسل و منقطع ہے۔ التاريخ الكبير لابن أبي خيثمة: 672/2، رقم: 2819 مختصراً، تاريخ دمشق لابن عساكر: 119/42، من طريق عبد الله بن أبي نجيح بهذا الإسناد، فضائل الصحابة لأحمد، زوائد

القطيعي: 1093، السنة لابن أبي عاصم: 1386، الأحاديث المختارة للضياء: 948، من طريق عبد الله بن أبي نجيح عن أبيه عن ربيعة الجرشي عن سعد به، ابن أبي نجيح مدلّس، وهو في الكبرى: 8458.

ترجمة الحديث ابو نجیح سے روایت ہے کہ بلاشبہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم اس کی تین خصلتوں (یعنی فضیلتوں) میں سے کسی ایک خصلت (فضیلت) کا میرے لیے ہونا مجھے ان سب چیزوں کا میرے لیے ہونے سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کا میرے لیے ہونا (جو آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہی تھی جب ان کو تبوک سے واپس کیا تھا کہ تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی مگر اتنی بات ہے کہ بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے (اس بات کا میرے لیے ہونا) مجھے ان تمام چیزوں کا میرے لیے ہونے سے زیادہ محبوب ہے جن پر سوج طلوع ہوتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کا میرے لیے ہونا جو آپ نے جنگ خیبر کے روز کہی تھی کہ ضرور بالضرور (کل) میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں پر فتح عطا کرے گا، اور وہ بھاگنے والا نہیں (اس بات کا میرے لیے ہونا) مجھے ان تمام چیزوں کا میرے لیے ہونے سے زیادہ محبوب ہے جن پر سوج طلوع ہوتا ہے اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سے شادی کی وجہ سے میں آپ کا داماد ہوتا ان سے مجھے وہ اولاد نصیب ہوتی جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوئی (یہ) مجھے ان تمام چیزوں کا میرے لیے ہونے سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔

ذِكْرُ الْأَخْبَارِ الْمَأْثُورَةِ بِأَنَّ فَاطِمَةَ ابْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ

ان روایات کا ذکر جو اس بارے میں نقل کی گئی ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، عمران کی بیٹی مریم کے علاوہ تمام اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہیں

[127]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ، فَأَكَبَّتْ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَارَّهَا، فَبَكَتْ، ثُمَّ أَكَبَّتْ عَلَيْهِ، فَسَارَّهَا، فَضَحِكَتْ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ

النَّبِيُّ ﷺ سَأَلْتُهَا فَقَالَتْ: ((لَمَّا أَكْبَبْتُ عَلَيْهِ أَخْبَرَنِي أَنَّهُ مَيِّتٌ مِنْ وَجَعِهِ ذٰلِكَ، فَبَكَيْتُ، ثُمَّ أَكْبَبْتُ عَلَيْهِ، فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَسْرَعُ أَهْلِ بَيْتِي بِهِ لُحُوقًا، وَأَنِّي سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَضَحِكْتُ))

تخريج الحديث **صحيح متواتر**: مصنف ابن أبى شيبة: 388/6، رقم: 32270، الآحاد والمثانى لابن أبى عاصم: 2963 مختصراً، صحيح ابن حبان: 6952، المعجم الكبير للطبرانى: 1034 مختصراً، مناقب على لابن المغازلى: 408 بتمامه، وهو فى الكبرى: 8459.

ترجمة الحديث ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور آپ پر جھکیں، آپ ﷺ نے ان سے سرگوشی کی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا روئیں پھر وہ آپ پر جھکیں، آپ نے ان سے سرگوشی کی تو وہ ہنسیں پھر جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے (رونے اور ہنسنے کا سبب) پوچھا انھوں نے کہا: کہ جب میں (پہلی بار) آپ ﷺ پر جھکی تو آپ نے مجھے خبر دی کہ وہ اسی درد وتکلیف سے وفات پائیں گے یہ سن کر میں روئی، پھر میں (دوسری بار) آپ پر جھکی تو آپ نے مجھے خبر دی کہ بے شک میں آپ کے اہل بیت میں سے سب سے جلدی آپ سے ملنے والی ہوں اور (آپ نے مجھے اس بات کی بھی خبر دی کہ) بے شک میں، مریم بنت عمران کے علاوہ تمام جنت والوں کی عورتوں کی سردار ہوں تو میں نے اپنا سر اٹھایا اور ہنسی۔

[**128**]...... أَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَهْبٍ، أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((دَعَا فَاطِمَةَ، فَنَاجَاهَا، فَبَكَتْ، ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ)) قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: ((فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَأَلْتُهَا عَنْ بُكَائِهَا، وَضَحِكِهَا)) فَقَالَتْ: ((أَخْبَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ يَمُوتُ، ثُمَّ أَخْبَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنِّي سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ بَعْدَ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ فَضَحِكْتُ))

تخريج الحديث **حسن**: سنن الترمذى، كتاب المناقب، باب ما جاء فى فضل فاطمة رضى الله عنها، حديث: 3873، وقال: حسن غريب، مسند أبى يعلى: 6743، المعجم الكبير للطبرانى: 421/22، رقم: 1039، الشريعة للآجرى: 1608، وهو فى الكبرى: 8460.

ترجمة الحديث ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عبداللہ بن وہب کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا پھر ان سے سرگوشی کی تو وہ روئیں پھر آپ نے ان سے کوئی بات کی تو وہ ہنسیں، ام سلمہ فرماتی ہیں: پھر جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کے رونے اور ہنسنے کا سبب پوچھا انھوں نے کہا: آپ ﷺ نے مجھے خبر دی کہ بے شک وہ وفات پائیں گے (تو میں روئی) پھر آپ ﷺ نے مجھے خبر دی کہ بلاشبہ میں، عمران کی بیٹی مریم علیہا السلام کے بعد تمام اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہوں تو میں ہنسی۔

[**129**]...... أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَفَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ مَرْيَمَ ابْنَةِ عِمْرَانَ))

تخريج الحديث ضعیف: یزید بن ابی زیاد ضعیف ہے۔ تاہم پہلا ٹکڑا سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے دوسری سند سے ثابت ہے۔ دیکھئے: 140، سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب أبی محمد الحسن بن علی رضی الله عنه، حديث: 3768 مختصراً بالشطر الأول وقال: حسن صحيح، مسند أحمد: 64/3، 80، رقم: 11618، 11756، مسند أبي يعلى: 1169، مسند الحارث، زوائد: 989، وهو في الكبرى: 8461، وسيأتي برقم: 140-143 مختصراً.

ترجمة الحديث سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا عمران کی بیٹی مریم علیہا السلام کے علاوہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

ذِكْرُ الْأَخْبَارِ الْمَأْثُورَةِ بِأَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَيِّدَةُ نِسَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ

ان روایات کا ذکر جو اس بابت نقل کی گئی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اس اُمت کی عورتوں کی سردار ہیں

[**130**]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْرِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ وَاسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَرْوَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَبْطَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنَّا يَوْمًا صَدْرَ النَّهَارِ، فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ قَالَ لَهُ قَائِلُنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ شَقَّ عَلَيْنَا، لَمْ نَرَكَ الْيَوْمَ قَالَ: ((إِنَّ مَلَكًا مِنَ السَّمَاءِ لَمْ يَكُنْ رَآنِي، فَاسْتَأْذَنَ اللّٰهَ فِي

زِيَارَتِي، فَأَخْبَرَنِي أَوْ بَشَّرَنِي أَنَّ فَاطِمَةَ ابْنَتِي سَيِّدَةُ نِسَاءِ أُمَّتِي، وَأَنَّ حَسَنًا وَحُسَيْنًا سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ))

تخريج الحديث **حسن بالشواهد**: المعجم الكبير للطبراني: 2604 مختصراً، التاريخ الكبير للبخاري: 232/1 مختصراً، تهذيب الكمال للمزي: 391/26، معجم الشيوخ الكبير للذهبي: 72/2، وقال: غريب، وهو في الكبرى: 8462، سنن الترمذي: 3781، والسنن الكبرى للنسائي: 8240، عن حذيفة رضي الله عنه وسنده حسن.

ترجمة الحديث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن کے شروع والے حصے میں (یعنی صبح کی وقت) ہمارے پاس آنے میں دیر کی پھر جب شام کا وقت ہوا تو ہم میں سے ایک کہنے والے نے کہا: یا رسول اللہ آپ کا دیر سے آنا ہم پر شاق گزرا، ہم نے آپ کو آج نہیں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک آسمان کے ایک فرشتے نے میری زیارت نہیں کی تھی (آج) اس نے اللہ تعالیٰ سے میری زیارت کی اجازت مانگی پس اس نے مجھے خبر دی یا فرمایا اس نے مجھے خوشخبری دی کہ بے شک میری صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میری اُمت کی عورتوں کی سردار ہیں اور بلاشبہ سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

[**131**]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا، عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((أَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ كَأَنَّ مِشْيَتَهَا مِشْيَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ)) فَقَالَ: ((مَرْحَبًا بِابْنَتِي، ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيثًا، فَبَكَتْ)) فَقُلْتُ لَهَا: ((اسْتَخَصَّكِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِحَدِيثِهِ وَتَبْكِينَ؟، ثُمَّ إِنَّهُ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيثًا، فَضَحِكَتْ)) فَقُلْتُ لَهَا: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ وَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ: فَقَالَتْ: ((مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى إِذَا قُبِضَ سَأَلْتُهَا فَقَالَتْ: إِنَّهُ أَسَرَّ إِلَيَّ فَقَالَ: ((إِنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَإِنَّهُ عَارَضَنِي بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلَا أُرَانِي إِلَّا قَدْ حَضَرَ أَجْلِي، وَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِي لَحَاقًا بِي، وَنِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ)) قَالَتْ: فَبَكَيْتُ لِذَلِكَ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ؟)) قَالَتْ: ((فَضَحِكْتُ))

تخریج الحدیث صحيح البخاری، كتاب المناقب، باب علامات النبوّة فی الإسلام، حديث: 3623، صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل فاطمة رضى الله عنها، حديث: 2450/99 [6314]، سنن ابن ماجه: 1621، مسند أحمد: 282/6، رقم: 26413، مسند أبى يعلى: 6745، من طريق زكريا بهذا الإسناد، وهو فى الكبرى: 8463.

ترجمة الحدیث ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک دن) سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں گویا کہ ان کی چال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی مشابہ کی طرح تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوش آمدید، میری بیٹی کے لیے ہمارے پاس کشادگی ہے، پھر آپ نے انھیں اپنے دائیں یا بائیں جانب بٹھایا اس کے بعد ان سے سرگوشی میں بات کی تو وہ روئیں تو میں نے ان سے کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنی بات کے لیے منتخب کیا اور آپ رو رہی ہیں؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سرگوشی میں بات کی تو وہ ہنسیں تو میں نے ان سے کہا: کہ میں نے آج کے دن کی طرح کسی خوشی کو غم سے اس قدر قریب نہیں دیکھا اور میں نے ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کے بارے میں پوچھا انھوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز فاش نہیں کروں گی، یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو میں نے (پھر) ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے (پہلی بار) سرگوشی فرمایا: بے شک جبریل علیہ السلام ہر سال مجھ سے ایک بار دور کیا کرتے تھے اور بلاشبہ اس نے اس سال مجھ سے دوبار دور کیا اور میرا یہی خیال ہے کہ میری موت کا وقت قریب ہے اور بے شک میرے اہل بیت میں سے تو ہی سب سے پہلے مجھ سے ملنے والی ہے اور میں تمھارے لیے اچھا پیشوا ہوں، سیدہ نے فرمایا: میں اس وجہ سے روئی پھر آپ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم اس امت کی عورتوں یا فرمایا مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو گی سیدہ فاطمہ نے فرمایا: یہ سن کر میں ہنسی۔

[**132**]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ قَالَتْ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَمِيعًا مَا تُغَادِرُ مِنَّا وَاحِدَةٌ، فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي، وَلَا وَاللّٰهِ إِنْ تُخْطِىءُ مِشْيَتُهَا مِشْيَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى انْتَهَتْ إِلَيْهِ فَقَالَ: ((مَرْحَبًا بِابْنَتِي، فَأَقْعَدَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ يَسَارِهِ، ثُمَّ سَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا، ثُمَّ سَارَّهَا بِشَيْءٍ فَضَحِكَتْ)) فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ لَهَا:((خَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ بَيْنِنَا بِالسِّرَارِ، وَأَنْتِ تَبْكِينَ! أَخْبِرِينِي

مَا قَالَ لَكِ؟)) قَالَتْ: ((مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِرَّهُ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ)) قُلْتُ لَهَا: ((أَسْأَلُكِ بِالَّذِي لِي عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ مَا الَّذِي سَارَّكِ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟)) قَالَتْ: ((أَمَّا الْآنَ، فَنَعَمْ، سَارَّنِي أَمَّا مَرَّتَهُ الْأُولَى)) فَقَالَ: ((إِنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي بِالْقُرْآنِ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً، وَإِنَّهُ عَارَضَنِي بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلَا أُرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ، فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي)) ثُمَّ قَالَ: ((يَا فَاطِمَةُ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنَّكِ سَيِّدَةُ هَذِهِ الْأُمَّةِ، أَوْ سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ؟)) فَضَحِكْتُ.

تخريج الحديث صحيح البخارى، كتاب الأدب، باب من ناجى بين يدى الناس ......، حديث: 6285، صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل فاطمة رضى الله عنها، حديث: 2450/98 [6313]، مسند الطيالسى: 1470، شرح مشكل الآثار للطحاوى: 144، من طريق أبى عوانة بهذا الإسناد، وهو فى الكبرى: 8464.

ترجمة الحديث ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم سب (بیویاں) رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھیں ہم میں سے کوئی ایک بیوی بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری سے پیچھے نہیں رہی تھی (اس موقع پر) سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا چل کر آئیں اور اللہ کی قسم ان کے چلنے کا انداز ہو بہو رسول اللہ ﷺ کے انداز جیسا تھا یہاں تک وہ آپ ﷺ کے پاس پہنچیں آپ نے فرمایا خوش آمدید، میری بیٹی کے لیے ہمارے پاس کشادگی ہے، پھر آپ نے انھیں اپنے دائیں یا بائیں جانب بٹھایا، پھر آپ نے ان سے چپکے سے کوئی بات کی تو سیدہ فاطمہ بہت شدت سے روئیں پھر آپ نے ان سے چپکے سے کوئی بات کی تو سیدہ فاطمہ ہنسیں پھر جب رسول اللہ ﷺ (وہاں سے) اٹھ کر چلے گئے تو میں نے سیدہ فاطمہ سے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ نے تو ہمارے درمیان راز کی باتوں کے لیے آپ کا انتخاب کیا اور آپ رونے لگیں! مجھے بتاؤ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے کیا فرمایا؟ انھوں نے فرمایا: کہ میں ایسی نہیں ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے راز کو فاش کر دوں، پھر جب آپ ﷺ فوت ہوئے تو میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: آپ کے ذمے میرا جو حق ہے میں آپ کو اس کا واسطہ دے کر آپ سے سوال کرتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو چپکے سے کیا بات کہی؟ انھوں نے کہا: بہرحال اب، جی ہاں، میں بتاتی ہوں، آپ نے مجھ سے پہلی بار سرگوشی کی تو فرمایا: کہ بے شک جبریل علیہ السلام مجھ سے ہر سال ایک بار قرآن کا دور کیا کرتے تھے اور اس سال انھوں نے مجھ سے دو مرتبہ قرآن کریم کا دور کیا اور میرا یہی خیال ہے کہ میری

موت کا وقت قریب ہو چکا ہے پس تم اللہ سے ڈرتی رہا کرو اور صبر کرتی رہو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہو کہ بے شک آپ اس اُمت کی عورتوں کی سردار ہو یا فرمایا: آپ جہان والوں کی عورتوں کی سردار ہو تو میں ہنسی۔

ذِكْرُ الْأَخْبَارِ الْمَأْثُورَةِ بِأَنَّ فَاطِمَةَ بِضْعَةٌ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

ان روایات کا بیان جو اس بارے میں نقل کی گئی ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے جسم کا ٹکڑا ہیں

[**133**]...... أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: ((إِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُونِي فِي أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَلَا آذَنُ ثُمَّ لَا آذَنُ إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ، فَإِنَّمَا هِيَ بِضْعَةٌ مِنِّي يُرِيبُنِي مَا أَرَابَهَا وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا))

تخريج الحديث صحيح البخارى، كتاب النكاح، باب ذب الرجل عن ابنته فى الغيرة والإنصاف، حديث: 5230، صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل فاطمة رضي الله عنها، حديث: 2449 [6307]، سنن أبى داود: 2071، سنن الترمذى: 3867، سنن ابن ماجه: 1998، مسند أحمد: 328/4، رقم: 18926، من طريق اللّيث بهذا الإسناد، وهو فى الكبرى: 8465.

ترجمة الحديث سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا جبکہ وہ منبر پر تھے اور فرما رہے تھے: بے شک بنو ہشام بن مغیرہ مجھ سے اجازت طلب کر رہے ہیں کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب سے کر دیں سو میں اجازت نہیں دوں گا پھر میں اجازت نہیں دوں گا مگر یہ کہ علی رضی اللہ عنہ چاہے کہ میری بیٹی کو طلاق دے اور اُن کی بیٹی سے نکاح کرے اس لیے کہ وہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے بے چین کرتی ہے مجھ کو وہ چیز جس نے اس کو بے چین کیا، اور تکلیف دیتی ہے مجھ کو وہ چیز جس نے اس کو تکلیف دی۔

ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِهَذَا الْخَبَرِ

اس حدیث کے نقل کرنے والوں کے الفاظ کے اختلاف کا بیان

[**134**]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ

قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ يَخْطُبُ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ بَنِي هِشَامٍ اسْتَأْذَنُونِي فِي أَنْ يَنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيًّا، وَإِنِّي لا آذَنُ، ثُمَّ لا آذَنُ إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُفَارِقَ ابْنَتِي، وَأَنْ يَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ فَاطِمَةَ مُضْغَةٌ أَوْ بِضْعَةٌ مِنِّي يُؤْذِينِي مَا آذَاهَا وَيُرِيبُنِي مَا أَرَابَهَا، وَمَا كَانَ لَهُ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ بِنْتِ عَدُوِّ اللّٰهِ، وَبَيْنَ ابْنَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ))

تخريج الحديث صحيح البخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب ذکر أصهار النبی ﷺ، حدیث: 3729، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل فاطمة رضی الله عنها، حدیث: 2449 [6309]، سنن أبی داود: 2069، سنن ابن ماجه: 1999، من طرق عن المسور رضی الله عنه، وهو فی الکبری: 8466.

ترجمة الحديث سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ میں رسول اللہ ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا پھر آپ نے (خطبہ کے بعد) فرمایا: بے شک بنو ہشام نے مجھ سے اجازت طلب کی کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علی رضی اللہ عنہ سے کر دیں اور بے شک میں ان کو اجازت نہیں دوں گا پھر میں ان کو اجازت نہیں دوں گا مگر یہ کہ ابن ابی طالب (یعنی علی رضی اللہ عنہ) میری بیٹی کو طلاق دے کر الگ کرنا چاہے اور ان کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہے پھر آپ نے فرمایا: بلاشبہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ایک (عظیم) ٹکڑا ہے، مجھے تکلیف دیتی ہے وہ چیز جس نے اس کو تکلیف دی اور مجھے بے چین کرتی ہے وہ چیز جس نے اس کو بے چین کیا اور علی رضی اللہ عنہ کے لیے جائز نہیں کہ وہ اللہ کے دشمن (ابوجہل) کی بیٹی اور اللہ کے رسول ﷺ کی بیٹی (اپنے نکاح میں) جمع کرے۔

شرح الحديث حدیث نمبر 133 میں لیث کا شاگرد قتیبہ ابن سعید تھا اور حدیث نمبر 134 میں لیث کا شاگرد بشر بن السری ہے اور اوپر کی سند ایک جیسی ہے یعنی لیث کا استاد ابن ابی ملیکہ اور اس کا استاد مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہم ہیں۔

[135]...... الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ، قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنا أَسْمَعُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فَاطِمَةَ مُضْغَةٌ مِنِّي، مَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي))

تخريج الحديث صحيح البخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب مناقب قرابة

رسول الله ﷺ، حديث: 3714، صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل فاطمة رضى الله عنها، حديث: 2449/94 [6308]، صحيح أبى عوانه: 4671، من طريق سفيان بهذا الإسناد، وهو فى الكبرى: 8467.

ترجمة الحديث مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ایک (گراں قدر) ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

شرح الحديث اس حدیث میں ابن ابی ملیکہ کا شاگرد عمرو ہے۔

[**136**]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فَاطِمَةَ مُضْغَةٌ مِنِّي))

تخريج الحديث صحيح البخارى، كتاب فضائل أصحاب النبى ﷺ، باب ذكر أصهار النبى ﷺ، حديث: 3729، صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل فاطمة رضى الله عنها، حديث: 2449/96 [6310]، سنن ابن ماجة: 1999، مسند أحمد: 326/4، رقم: 18912، من طريق شعيب بهذا الإسناد، وهو فى الكبرى: 8468.

ترجمة الحديث مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے علی بن حسین کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کے گوشت کا ٹکڑا ہے۔

شرح الحديث اس حدیث میں مسور بن مخرمہ کا شاگرد ابن ابی ملیکہ کی بجائے علی بن الحسین ہے اور اس کا شاگرد ابن شہاب الزہری ہے اور اس کا شاگرد شعیب ہے اگلی حدیث میں بھی اسی طرح ہے لیکن اس میں زہری کا شاگرد محمد بن عمرو بن حلحلہ ہے۔

[**137**]...... أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ، حَدَّثَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ، حَدَّثَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى مِنْبَرِهِ هَذَا، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مُحْتَلِمٌ فَقَالَ: ((إِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّى))

تخريج الحديث صحيح البخارى، كتاب فرض الخمس، باب ما ذكر من درع النبى ﷺ،

حدیث: 3110، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل فاطمة رضی الله عنها، حدیث: 2449/95 [6309]، مسند أحمد: 326/4، رقم: 18913، من طریق یعقوب بن إبراهیم بهذا الإسناد، وهو فی الکبری: 8469.

ترجمة الحديث سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اس منبر پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا اور میں اس دن بالغ تھا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا مجھ سے ہے۔

ذِكْرُ مَا خُصَّ بِهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مِنَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ ابْنَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَيْحَانَتَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا، وَأَنَّهُمَا سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ وَيَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَسَلَّمَ

اس نعمت کا ذکر جو صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو عطا کی گئی وہ سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما ہیں جو کہ رسول اللہ کے بیٹے ہیں اور آپ کے دنیا میں سے دو پھول ہیں اور اس بات کا بیان کہ وہ دونوں عیسیٰ ابن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے علاوہ اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں

[138]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَكَّارٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَّا أَنْتَ يَا عَلِيُّ فَخَتَنِي، وَأَبُو وَلَدَيَّ، وَأَنْتَ مِنِّي، وَأَنَا مِنْكَ))

تخريج الحديث ضعیف: محمد بن اسحاق مدلس کے سماع کی صراحت نہیں اور اس کی متابعت بھی ثابت نہیں ہے۔
مسند أحمد: 204/5، رقم: 21777، شرح مشکل الآثار للطحاوی: 4747، المعجم الکبیر للطبرانی: 378، الأحادیث المختارة للضیاء: 1370، من طریق محمد بن سلمة بهذا الإسناد، وهو فی الکبری: 8470.

ترجمة الحديث سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہرحال آپ اے علی! سو آپ میرے داماد اور میرے دونوں بیٹوں کے باپ ہیں اور آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں۔

ذِكْرُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ ابْنَایَ))

نبی کریم ﷺ کے اس قول کا بیان کہ سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما دونوں میرے بیٹے ہیں

[139]...... أَخْبَرَنِی الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنِی مُوسَى وَهُوَ ابْنُ يَعْقُوبَ الزَّمْعِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِی بَكْرِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ: أَخْبَرَنِی مُسْلِمُ بْنُ أَبِی سَهْلٍ النَّبَّالُ قَالَ: أَخْبَرَنِی حَسَنُ بْنُ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِی أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: طَرَقْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً لِبَعْضِ الْحَاجَةِ، فَخَرَجَ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلَى شَیْءٍ لَا أَدْرِی مَا هُوَ، فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِی قُلْتُ: مَا هَذَا الَّذِی أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ؟ فَكَشَفَ، فَإِذَا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَى وَرِكَيْهِ فَقَالَ: ((هَذَانِ ابْنَایَ وَابْنَا ابْنَتِی، اللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّی أُحِبُّهُمَا، فَأَحِبَّهُمَا، اللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّی أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا))

تخريج الحديث حسن: سنن الترمذی، كتاب المناقب، باب مناقب أبی محمد الحسن بن علی رضی الله عنه، حديث: 3769، وقال: حسن غريب، مصنف ابن أبی شيبة: 378/6، رقم: 32182، مسند البزار: 2580، صحيح ابن حبان: 6967، الأحاديث المختارة للضياء: 1307، من طريق موسى بن يعقوب بهذا الإسناد، وهو فی الكبرى: 8471.

ترجمة الحديث سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات اپنی کسی ضرورت کی خاطر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ ﷺ کچھ لپیٹے ہوئے نکلے، میں نہیں جانتا وہ کیا تھا جب میں اپنی ضرورت سے فارغ ہوا تو عرض کی یہ کیا ہے جسے آپ لپیٹے ہوئے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے کپڑا ہٹا دیا پس ناگہاں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آپ کے دونوں رانوں کے بالائی حصہ پر (یعنی گود میں) تھے اس کے بعد آپ نے فرمایا: یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں، یا اللہ بے شک تو جانتا ہے کہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں پس تو بھی ان سے محبت فرما، یا اللہ بے شک تو جانتا ہے کہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں پس تو بھی ان سے محبت فرما۔

ذِكْرُ الْآثَارِ الْمَأْثُورَةِ بِأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

ان احادیث کا بیان جو اس بارے میں نقل کی گئی کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دونوں اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں

[**140**]...... أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ مَرْدَانِبَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ))

تخريج الحديث **حسن**: مسند أحمد: 3/3، رقم: 10999، وفضائل الصحابة له: 1384، المعجم الكبير للطبراني: 2611، جزء ألف دينار للقطيعي: 91، طبقات ابن سعد، متمم الصحابة: 201، من طريق يزيد بن مردانبة بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8472.

ترجمة الحديث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

[**141**]...... أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ))

تخريج الحديث **حسن بالشواهد**: مسند أحمد: 62/3، رقم: 11594، وفضائل الصحابة له: 1368، من طريق أبي نعيم بهذا الإسناد، سنن الترمذي: 3768، من طريق سفيان به، وهو في الكبرى: 8473 وانظر الحديث السابق.

ترجمة الحديث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

[**142**]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ حَسَنًا وَحُسَيْنًا سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ))

تخريج الحديث **حسن بالشواهد**: سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب مناقب أبي محمد

الحسن بن علی رضی الله عنه، حدیث: 3768، وقال: حسن صحیح، الشریعة للآجری: 1628، من طریق محمد بن فضیل بهذا الإسناد، وهو فی الکبری: 8474.

ترجمة الحديث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا: بے شک سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

مَا اسْتُثْنِيَ مِنْ ذَلِكَ

(ان لوگوں کا ذکر) جن کو ان غیر سردار، شباب اہل جنت سے مستثنیٰ کیا گیا

[**143**]...... أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ، عَنْ مَرْوَانَ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَهُوَ ابْنُ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، إِلَّا ابْنَيِ الْخَالَةِ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ، وَيَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا))

تخريج الحديث **حسن:** مروان بن معاویہ کی متابعت ابونعیم فضل بن دکین نے کی ہے۔ الشریعة للآجری: 1627، صحیح ابن حبان: 6959، شرح مشکل الآثار للطحاوی: 1967، المعجم الکبیر للطبرانی: 2610، تسمیه ما روی عن الفضل بن دکین: 21، وهو فی الکبری: 8475.

ترجمة الحديث سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں سوائے دو خالہ زاد بھائیوں عیسیٰ ابن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہم السلام کے۔

ذِكْرُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَيْحَانَتَيَّ مِنْ هَذِهِ الدُّنْيَا))

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا بیان کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما میرے دو پھول ہیں اس دنیا میں سے

[**144**]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يَعْنِي أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: دَخَلْنَا، وَرُبَّمَا قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَتَقَلَّبَانِ عَلَى بَطْنِهِ قَالَ: وَيَقُولُ: ((رَيْحَانَتَيَّ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ))

تخريج الحديث **حسن بالشواهد:** تفرد به المصنف، وهو فی الکبری: 8476، مسند البزار:

1078، معرفة الصحابة لأبی نعیم: 1767، عن سعد بن أبی وقاص رضی الله عنه وسنده حسن، وانظر الحدیث الآتی.

ترجمة الحديث رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ [راوی] کہتا ہے یعنی انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کبھی فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دونوں آپ کے شکم پر کھیل رہے تھے راوی انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اور آپ فرما رہے تھے (یہ دونوں) اس امت میں سے میرے دوخوشبودار پھول ہیں۔

[**145**]...... أَخْبَرَنِی إِبْرَاهِیمُ بْنُ یَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِیرٍ، أَنَّ أَبَاهُ، حَدَّثَهُ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِی یَعْقُوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِی نُعْمٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ، فَسَأَلَهُ عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ، یَكُونُ فِی ثَوْبِهِ أَیُصَلِّی بِهِ؟ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: ((مِمَّنْ أَنْتَ؟)) قَالَ: مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ: ((مَنْ یَعْذُرُنِی مِنْ هَذَا؟ یَسْأَلُنِی عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ، وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ!)) سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ: ((هُمَا رَیْحَانَتَیَّ مِنَ الدُّنْیَا))

تخريج الحديث صحیح البخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب مناقب الحسن والحسین رضی الله عنهما، حدیث: 3753، سنن الترمذی: 3770، مسند أحمد: 85/2، رقم: 5568، صحیح ابن حبان: 6969، وهو فی الکبری: 8477.

ترجمة الحديث ابن ابی نُعم فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا تو ان کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ اگر اس کے لباس پر مچھر کا خون ہوتو کیا وہ اس میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو کن لوگوں میں سے ہے؟ اس نے کہا: میں اہل عراق میں سے ہوں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کون ہے جو اس شخص سے مجھے انصاف دلائے، اور اگر میں اس کو اس کی جرم کی سزا دوں تو مجھے معذور سمجھے؟ یہ مجھ سے مچھر کے خون کے بارے میں پوچھ رہا ہے جبکہ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے (حسین رضی اللہ عنہ) کو قتل کر ڈالا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ دونوں (یعنی حسن اور حسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں سے میرے دوخوشبودار پھول ہیں۔

ذِكْرُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِعَلِيٍّ: ((أَنْتَ أَعَزُّ عَلَيَّ مِنْ فَاطِمَةَ وَفَاطِمَةُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْكَ))

نبی کریم ﷺ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ فرمانے کا بیان کہ تم میرے نزدیک فاطمہ سے زیادہ عزیز ہو اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے نزدیک تم سے زیادہ محبوب ہے

[146]...... أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا، عَلَى الْمِنْبَرِ بِالْكُوفَةِ يَقُولُ: خَطَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاطِمَةَ، فَزَوَّجَنِي فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَا أَحَبُّ إِلَيْكَ أَمْ هِيَ؟ فَقَالَ: ((هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْكَ، وَأَنْتَ أَعَزُّ عَلَيَّ مِنْهَا))

تخریج الحدیث ضعیف: سند میں راوی مبہم ومجہول ہے۔ سفیان مدلس کے سماع کی صراحت حمیدی کے ہاں ہے۔ مسند الحميدى: 38، سنن سعيد بن منصور: 600، فضائل الصحابة لأحمد، زوائد القطيعى: 1076، فضل فاطمة لابن شاهين: 29، بحر الفوائد، ص: 288، وهو فى الكبرى: 8478.

ترجمة الحدیث ایک آدمی کہتا ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں منبر پر سنا وہ فرما رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام بھیجا تو انھوں نے میری شادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کر دی پھر میں نے کہا: کہ آپ کے نزدیک میں زیادہ محبوب ہوں یا وہ (یعنی فاطمہ)؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ (فاطمہ) میرے نزدیک آپ سے زیادہ محبوب ہے اور آپ میرے نزدیک ان سے زیادہ عزیز ہو۔

ذِكْرُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِعَلِيٍّ: ((مَا سَأَلْتُ لِنَفْسِي شَيْئًا إِلَّا قَدْ سَأَلْتُهُ لَكَ))

رسول اللہ ﷺ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ فرمانے کا ذکر کہ میں نے اپنے لیے کوئی چیز نہیں مانگی مگر کہ تیرے لیے بھی وہی چیز مانگی

[147]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلِ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: مَرِضْتُ فَعَادَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ عَلَيَّ، وَأَنَا مُضْطَجِعٌ، فَاتَّكَأَ إِلَى جَنْبِي، ثُمَّ سَجَّانِي بِثَوْبِهِ، فَلَمَّا رَآنِي قَدْ هَدَيْتُ قَامَ إِلَى الْمَسْجِدِ يُصَلِّي، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ جَاءَ فَرَفَعَ الثَّوْبَ عَنِّي وَقَالَ: ((قُمْ يَا عَلِيُّ فَقَدْ بَرِئْتَ، فَقُمْتُ

كَأَنَّمَا لَمْ أَشْتَكِ شَيْئًا قَبْلَ ذٰلِكَ)) فَقَالَ: ((مَا سَأَلْتُ رَبِّی شَيْئًا فِی صَلَاتِی إِلَّا أَعْطَانِی، وَمَا سَأَلْتُ لِنَفْسِی شَيْئًا إِلَّا قَدْ سَأَلْتُ لَكَ))

تخریج الحدیث ضعیف: یزید بن ابی زیاد ضعیف اور سلیمان اور اس کا دادا مجہول ہیں۔ شرح مذاهب أهل السنة لإبن شاهين: 135، فضل الخلفاء الرشدين لابی نعيم: 79، تاريخ دمشق لابن عساكر: 311/43، من طريق عبد الأعلى بهذا الإسناد، وهو فی الكبرى: 8479 وانظر الحديث الآتی.

ترجمة الحدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں بیمار ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے آپ میرے پاس آئے اس حال میں کہ میں پہلو پر لیٹا ہوا تھا تو آپ میرے پہلو سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے اور اپنا کپڑا مجھے اُوڑھا دیا پھر جب آپ نے دیکھا کہ مجھے کچھ آرام مل گیا ہے تو نماز پڑھنے کے لیے اٹھ کر مسجد کی طرف چلے گئے پھر جب نماز ادا کر چکے تو (دوبارہ) آئے اور آ کر میرے اوپر سے کپڑا ہٹا دیا اور فرمایا: اے علی! اٹھو تم ٹھیک ہو گئے ہو سو میں اس طرح کھڑا ہوا جیسے اس سے پہلے بالکل بیمار ہی نہ تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنی نماز میں اپنے ربّ سے کوئی چیز نہیں مانگی مگر کہ اس نے مجھ کو دی اور میں نے اپنے لیے کوئی چیز نہیں مانگی مگر کہ وہی چیز تیرے لیے بھی مانگی۔

خَالَفَهُ جَعْفَرٌ الْأَحْمَرُ فَقَالَ: عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِی زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ

جعفر الاحمر نے منصور کی مخالفت کی ہے جعفر نے کہا: عن يزيد بن ابی زياد عن عبد الله بن الحارث عن علی.

شرح الحدیث منصور بن ابی الاسود نے اس حدیث کو عن يزيد بن أبی زياد عن سليمان بن عبد الله بن الحارث عن جدّه عن علی کی سند سے نقل کیا ہے۔

[**148**]...... أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ الْأَحْمَرُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِی زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: وُجِعْتُ وَجَعًا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَقَامَنِی فِی مَكَانِهِ، وَقَامَ يُصَلِّی، وَأَلْقَى عَلَيَّ طَرَفَ ثَوْبِهِ، ثُمَّ قَالَ: ((قُمْ يَا عَلِيُّ قَدْ بَرِئْتَ، لَا بَأْسَ عَلَيْكَ، وَمَا دَعَوْتُ لِنَفْسِی بِشَیْءٍ إِلَّا دَعَوْتُ لَكَ مِثْلَهُ، وَمَا دَعَوْتُ بِشَیْءٍ إِلَّا قَدِ اسْتُجِيبَ لِي)) أَوْ قَالَ: أُعْطِيتُ إِلَّا أَنَّهُ قِيلَ لِی: لَا نَبِيَّ بَعْدَكَ.

تخریج الحدیث ضعیف: یزید بن ابی زیاد راوی ضعیف ہے۔ الشريعة للآجری: 1585، المعجم

الأوسط للطبرانی: 7917 ، السنة لابن أبی عاصم: 1313 ، أمالی المحاملی: 185 ، فضائل الخلفاء الراشدین لأبی نعیم: 80 ، من طریق علی بن قادم بهذا الإسناد ، وهو فی الکبری: 8480 .

ترجمة الحديث سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں شدید درد میں مبتلا ہوا تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کیا اور آپ کھڑے ہو کر نماز میں مشغول ہو گئے اور آپ نے اپنے کپڑے کا ایک کنارہ میرے اوپر ڈال دیا پھر آپ نے فرمایا: اے علی اٹھو تم ٹھیک ہو گئے ہو اب تمھیں ڈرنے کی ضرورت نہیں اور میں نے اپنے لیے کوئی چیز نہیں مانگی مگر کہ تیرے لیے بھی اس کی مثل مانگی اور میں نے جو کچھ مانگا میری دعا قبول ہوئی یا فرمایا مجھے عطا کیا گیا مگر یہ کہ مجھ کو کہا گیا: کہ تیرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

ذِكْرُ مَا خَصَّ بِهِ عَلِيًّا مِنَ الدُّعَاءِ

اُن دعاؤں کا ذکر جو رسول اللہ ﷺ نے صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے مانگی

[**149**]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قَاسِمٌ وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ نَاجِيَةَ بْنِ كَعْبٍ الْأَسَدِيِّ ، عَنْ عَلِيٍّ ، أَنَّهُ جَاءَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ عَمَّكَ الشَّيْخَ الضَّالَّ قَدْ مَاتَ ، فَمَنْ يُوَارِيهِ؟)) قَالَ: ((اذْهَبْ فَوَارِ أَبَاكَ ، وَلَا تُحْدِثْ حَدَثًا حَتَّى تَأْتِيَنِي فَفَعَلْتُ ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَغْتَسِلَ ، فَاغْتَسَلْتُ ، وَدَعَا لِي بِدَعَوَاتٍ مَا يَسُرُّنِي مَا عَلَى الْأَرْضِ بِشَيْءٍ مِنْهُنَّ))

تخريج الحديث حسن: سفیان کی متابعت شعبہ نے کی ہے اور ابواسحاق کے سماع کی صراحت نسائی وغیرہ کے ہاں ہے۔ سنن أبی داود ، کتاب الجنائز ، باب الرجل یموت له قرابة مشرك ، حدیث: 3214 ، سنن النسائی ، کتاب الطهارة ، باب الغسل من مواراة المشرك ، حدیث: 190 ، 2008 ، مسند أحمد: 97/1 ، رقم: 759 ، المنتقی لابن الجارود: 550 ، الأحادیث المختارة للضیاء: 745 ، مسند الطیالسی: 122 ، وهو فی الکبری: 8481 .

ترجمة الحديث سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی کہ بے شک آپ کا بوڑھا گمراہ چچا فوت ہوا تو کون اسے دفنائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم جا کر اپنے باپ کو دفنا دو اور اس کے علاوہ کوئی اور کام نہ کرنا یہاں تک کہ میرے پاس آ جاؤ [علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں] سو میں نے اس کو دفنایا پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھے غسل کرنے کا حکم دیا تو میں نے غسل کیا اور آپ ﷺ نے مجھے وہ

دعائیں دیں کہ جن کے مقابلہ میں وہ سب کچھ جو زمین پر ہے مجھے خوش نہیں کر سکتی۔

شرح الحدیث یہ حدیث اس بات پر صریح دلیل ہے کہ ابوطالب نے ایمان قبول نہیں کیا تھا اور اس کو شرک کی حالت پر موت آئی یہی وجہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اس کو "اَلضَّالَّ"، یعنی گمراہ کہا اور یہ بات اس حدیث پر محدثین کی تبویب سے بھی معلوم ہوتی ہے امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر باب باندھا ہے: ''باب الرجل یموت له قرابة مشرك''، یعنی باب ہے اس شخص کے بارے میں جن کا کوئی مشرک قرابت دار فوت ہو جائے۔ اور امام نسائی رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے "بَابُ الْغُسْلِ مِنْ مُوَارَاةِ الْمُشْرِكِ" یعنی باب ہے مشرک کو دفنانے کے بعد غسل کرنے کے بیان میں اور اس سے بھی زیادہ صریح دلیل ابوطالب کے کافر ومشرک ہونے پر صحیح البخاری کی حدیث نمبر 4772 اور صحیح مسلم کی حدیث نمبر 24 ہے جس میں ہے کہ ابوطالب کی آخری بات یہ تھی کہ وہ عبدالمطلب کے ملت پر ہے اور اس نے لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا۔ اور قرآن کی دو آیتیں: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا أَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ﴾ اور ﴿ إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ﴾ اس ہی کے بارے میں نازل ہوئیں۔

[**150**]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، عَنْ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي فُضَيْلٌ أَبُو مُعَاذٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَمَّا رَجَعْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لِي: كَلِمَةً مَا أُحِبُّ أَنْ لِي بِهَا الدُّنْيَا

تخریج الحدیث حسن لغیرہ: عامر شعبی کا سیدنا علی سے سماع محل نظر ہے۔ مسند الطيالسي: 123، مسند أبي يعلى: 359، حلية الأولياء لأبي نعيم: 329/4، الكامل لابن عدى: 266/5، من طريق شعبة عن الفضيل عن أبي حريز عن الشعبي، وهو في الكبرى: 8482.

ترجمة الحدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ جب میں (اپنے باپ کو دفنانے کے بعد) رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے مجھ کو ایک ایسی بات کہی کہ میں اس کے بدلے میں پوری دنیا کو بھی پسند نہیں کرتا۔

ذِكْرُ مَا خُصَّ بِهِ عَلِيٌّ مِنْ صَرْفِ أَذَى الْحَرِّ وَالْبَرْدِ عَنْهُ

اس نعمت کا ذکر جس کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ کو خاص کیا گیا تھا اور وہ ہے گرمی اور سردی کی تکلیف کو ان سے دور کیا جانا

[**151**]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنِ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ مَخْلَدٍ

الثَّقَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي أَيُّوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَهُوَ جَدِّي، عَنْ إِبْرَاهِيمَ الصَّائِغِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، أَنَّ عَلِيًّا خَرَجَ عَلَيْنَا فِي حَرٍّ شَدِيدٍ، وَعَلَيْهِ ثِيَابُ الشِّتَاءِ، وَخَرَجَ عَلَيْنَا فِي الشِّتَاءِ، وَعَلَيْهِ ثِيَابُ الصَّيْفِ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَشَرِبَ، ثُمَّ مَسَحَ الْعَرَقَ عَنْ جَبْهَتِهِ، فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى أَبِيهِ قَالَ: ((يَا أَبَةِ أَرَأَيْتَ مَا صَنَعَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ؟ خَرَجَ إِلَيْنَا فِي الشِّتَاءِ، وَعَلَيْهِ ثِيَابُ الصَّيْفِ، وَخَرَجَ عَلَيْنَا فِي الصَّيْفِ، وَعَلَيْهِ ثِيَابُ الشِّتَاءِ)) فَقَالَ أَبُو لَيْلَى: هَلْ فَطِنْتَ؟ وَأَخَذَ بِيَدِ ابْنِهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، فَأَتَى عَلِيًّا فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ بَعَثَ إِلَيَّ، وَأَنَا أَرْمَدُ شَدِيدُ الرَّمَدِ، فَبَزَقَ فِي عَيْنَيَّ ثُمَّ قَالَ: ((افْتَحْ عَيْنَيْكَ فَفَتَحْتُهُمَا، فَمَا اشْتَكَيْتُهُمَا حَتَّى السَّاعَةِ، وَدَعَا لِي)) فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنْهُ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ، فَمَا وَجَدْتُ حَرًّا، وَلَا بَرْدًا حَتَّى يَوْمِي هَذَا))

تخریج الحدیث ضعیف: ابواسحاق السبیعی مدلس راوی کے سماع کی صراحت نہیں نیز اس کی متابعت بھی غیر ثابت ہے۔ المعجم الأوسط للطبراني: 2286، من طريق محمد بن يحيى بهذا الإسناد، وتقدم برقم: 14، وهو في الكبرى: 8483.

ترجمة الحدیث عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سخت گرمی میں ہمارے پاس آئے اس حال میں کہ انھوں نے سردی کے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور (پھر ایک دفعہ) وہ سخت سردی میں ہمارے پاس آئے اس حال میں کہ انھوں نے گرمی کے کپڑے پہنے ہوئے تھے پھر پانی منگوا کر پی لیا پھر اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھا، پھر جب وہ (عبدالرحمٰن) اپنے والد کے پاس واپس گئے تو کہنے لگے اے میرے بابا جان! کیا آپ نے اس کو دیکھا جو امیر المومنین نے کیا؟ وہ سردی میں ہمارے پاس آئے جبکہ انھوں نے گرمی کے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور وہ گرمی میں ہمارے پاس آئے جبکہ انھوں نے سردی کے کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھے! تو ابولیلیٰ نے کہا: کیا تم اس کا راز سمجھ گئے؟ اور انھوں نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کا ہاتھ پکڑا اور علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں (راز جاننے کے لیے) حاضر ہوئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: کہ (خیبر کے دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا جبکہ میری آنکھیں بہت دکھتی تھیں تو آپ نے اپنا لعاب دہن میری آنکھوں پر لگایا پھر فرمایا: اپنی آنکھیں کھولو! سو میں نے آنکھیں کھولیں، پھر اس کے بعد سے لے کر اب تک مجھے آنکھوں کی شکایت وتکلیف نہیں ہوئی، اور آپ نے میرے لیے دعا فرمائی: یا اللہ اس (علی) سے گرمی اور سردی کو دور فرما پس (اس

دعا کے بعد) آج تک نہ مجھے گرمی کا احساس ہوا اور نہ سردی کا احساس ہوا۔

النَّجْوَى، وَمَا خُفِّفَ بِعَلِيٍّ عَنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ

سرگوشی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے اس اُمت سے مشقت وتکلیف دور کیے جانے کا ذکر

[152]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ الْمُوصِلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا قَاسِمٌ الْجَرْمِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عُثْمَانَ وَهُوَ ابْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَمَّا أُنْزِلَتْ ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَىْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً﴾ [المجادلة: 12] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ: ((مُرْهُمْ أَنْ يَتَصَدَّقُوا)) قَالَ: بِكَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((بِدِينَارٍ)) قَالَ: لَا يُطِيقُونَ قَالَ: ((فَنِصْفِ دِينَارٍ)) قَالَ: لَا يُطِيقُونَ قَالَ: ((فَبِكَمْ؟)) قَالَ: بِشَعِيرَةٍ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّكَ لَزَهِيدٌ))، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿أَأَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَىْ نَجْوَاكُمْ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ [المجادلة: 13] وَكَانَ عَلِيٌّ يَقُولُ: ((بِى خُفِّفَ عَنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ))

تخریج الحدیث **صحیح بالشاهد**: سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة المجادلة، حدیث: 3300، وقال: حسن غریب، مصنف ابن أبی شیبة: 373/6، رقم: 32126، مسند البزار: 668، مسند أبی یعلی: 400، صحیح ابن حبان: 6941، من طریق سفیان بهذا الإسناد، وهو فی الکبری: 8484، المستدرك للحاکم: 2/481-482، رقم: 3794، من طریق آخر وقال صحیح علی شرط الشیخین ووافقه الذهبی (وفی المطبوع تصحیف).

ترجمة الحدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ جب آیت ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً﴾ (المجادلة:12) ''اے ایمان والو! جب تم لوگ رسول اللہ ﷺ سے سرگوشی کرنا چاہو تو اپنے سرگوشی سے پہلے صدقہ دو۔'' اُتاری گئی تو رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: لوگوں کو حکم دو کہ وہ صدقہ کریں آپ نے پوچھا: یا رسول اللہ کتنا صدقہ کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دینار علی رضی اللہ عنہ نے کہا لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے، آپ ﷺ نے فرمایا: تو آدھا دینار صدقہ کریں، علی رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگ اس کی (بھی) طاقت نہیں رکھتے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو پھر لوگ کتنا صدقہ دیں؟ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک جو، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: بے شک تو دنیا سے بہت زیادہ بے رغبتی کرنے والا ہے اس

کے بعد اللہ تعالیٰ نے آیت ﴿ءَاَشۡفَقۡتُمۡ اَنۡ تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیۡ نَجۡوٰىكُمۡ﴾ (المجادلة:13) آخر تک اُتاری جس کا ترجمہ ہے (کیا تم اس سے ڈر گئے ہو کہ اپنی سرگوشی سے پہلے صدقات پیش کرو؟ چنانچہ جب تم نے (یہ) نہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے (بھی) تمھیں معاف کر دیا تو (اب) تم نماز قائم کرو اور زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو، اور اللہ تعالیٰ اس سے خوب باخبر ہے جو تم کرتے ہو) اور علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: میری وجہ سے اس امت سے (رسول اللہ ﷺ سے سرگوشی کرنے سے پہلے) صدقہ دینے کی مشقت کو دور کیا گیا۔

ذِكْرُ أَشْقَى النَّاسِ

لوگوں میں سے سب سے بدبخت آدمی کا ذکر

[**153**]...... أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سِمَاكِ بْنِ أَبِي كَرِيمَةَ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، رَفِيقَيْنِ فِي غَزْوَةٍ فَلَمَّا نَزَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَأَقَامَ بِهَا رَأَيْنَا أُنَاسًا مِنْ بَنِي مُدْلِجٍ يَعْمَلُونَ فِي عَيْنٍ لَهُمْ، أَوْ فِي نَخْلٍ فَقَالَ لِي عَلِيٌّ: يَا أَبَا الْيَقْظَانِ ((هَلْ لَكَ أَنْ نَأْتِيَ هَؤُلَاءِ، فَنَنْظُرَ كَيْفَ يَعْمَلُونَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: إِنْ شِئْتَ فَجِئْنَاهُمْ، فَنَظَرْنَا إِلَى عَمَلِهِمْ سَاعَةً، ثُمَّ غَشِيَنَا النَّوْمُ، فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ حَتَّى اضْطَجَعْنَا فِي ظِلِّ صَوْرٍ مِنَ النَّخْلِ، وَدَقْعَاءَ مِنَ التُّرَابِ، فَنِمْنَا فَوَاللّٰهِ مَا أَنْبَهَنَا إِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحَرِّكُنَا بِرِجْلِهِ، وَقَدْ تَتَرَّبْنَا مِنْ تِلْكَ الدَّقْعَاءِ الَّتِي نِمْنَا فِيهَا، فَيَوْمَئِذٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ: ((مَا لَكَ يَا أَبَا تُرَابٍ؟)) لِمَا يَرَى مِمَّا عَلَيْهِ مِنَ التُّرَابِ، ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا أُحَدِّثُكُمَا بِأَشْقَى النَّاسِ؟)) قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: ((أُحَيْمِرُ ثَمُودَ الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ، وَالَّذِي يَضْرِبُكَ يَا عَلِيُّ عَلَى هَذِهِ، وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى قَرْنِهِ حَتَّى يَبُلَّ مِنْهَا هَذِهِ، وَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ))

تخريج الحديث حسن: ابن اسحاق اور اس سے اوپر تک سب راویوں کا ایک دوسرے سے سماع بیہقی اور ابونعیم کے ہاں ہے۔ نیز دیکھئے تهذيب التهذيب: 556/3، مسند أحمد: 263/4، رقم: 18321، شرح مشكل الآثار للطحاوى: 811، المستدرك للحاكم: 140/3، رقم: 4679، دلائل النبوة للبيهقى: 12/3-13، دلائل النبوة لأبى نعيم: 490، وهو فى الكبرى: 8485.

ترجمة الحديث سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ ایک غزوہ میں ساتھ ساتھ تھے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں اُترے اور ٹھہرے تو ہم نے بنو مدلج کے کچھ لوگ دیکھے کہ اپنے چشمے یا کھجوروں میں کام کر رہے تھے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: کیا آپ چاہتے ہیں کہ ان لوگوں کے پاس چلیں اور دیکھیں کہ کس طرح کام کرتے ہیں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا: کہ اگر آپ چاہتے ہیں (تو ٹھیک ہے چلے جاتے ہیں) پھر ہم ان کے پاس گئے اور کچھ دیر ان کا کام دیکھتے رہے پھر ہم پر نیند غالب ہوئی تو میں اور علی رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے یہاں تک کہ ہم کھجور کے درختوں کے نیچے زمین کی سطح پر پڑی ہوئی نرم و باریک مٹی کے اوپر لیٹ گئے پس ہم سو گئے، سو اللہ کی قسم نہیں جگایا ہمیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ وہ اپنے پاؤں سے ہمیں ہلا رہے تھے اور بے شک خاک آلود ہوئے تھے ہم اس نرم و باریک مٹی سے جس پر ہم سوئے تھے سو اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابوتراب (مٹی والے) تمھیں کیا ہوا؟ یہ اس لیے فرمایا کہ آپ نے اس مٹی کو دیکھا جو علی رضی اللہ عنہ کے جسم پر پڑی ہوئی تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم دونوں کو لوگوں میں سے سب سے زیادہ بدبخت آدمی کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(لوگوں میں سے سب سے زیادہ بدبخت آدمی ایک تو وہ) تھوڑا سا سرخ رنگ والا، ثمود قوم کا آدمی ہے جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹیں (اور دوسرا) وہ شخص ہے جو آپ کو اے علی! اس جگہ پر مارے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سر کے ایک کنارے پر رکھا یہاں تک کہ تر ہو جائے گی اس سے یہ، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ڈاڑھی کو پکڑا۔

ذِكْرُ أَحْدَثِ النَّاسِ عَهْدًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

ذکر اس شخص کا جس کو وفات کے وقت سب سے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نصیب ہوا

[**154**]...... أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ أُمِّ مُوسَى قَالَتْ: قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: إِنَّ أَحْدَثَ النَّاسِ عَهْدًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلِيٌّ

تخريج الحديث ضعيف: مغیرہ بن مقسم راوی مدلس کے سماع کی صراحت نہیں ہے۔ مسند أحمد: 300/6، رقم: 26565، مصنف ابن أبي شيبة: 365/6، رقم: 32066، مسند أبي يعلى: 6934، مسند إسحاق ابن راهويه: 1896، وهو في الكبرى: 8486.

ترجمة الحديث ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ بے شک جو شخص وفات کے وقت سب سے

آخر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔

[155]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ أُمِّ مُوسَى قَالَتْ: قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: ((وَالَّذِي تَحْلِفُ بِهِ أُمُّ سَلَمَةَ إِنْ كَانَ أَقْرَبَ النَّاسِ عَهْدًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلِيٌّ)) قَالَتْ: لَمَّا كَانَ غَدَاةَ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ أَرَى فِي حَاجَةٍ أَظُنُّهُ بَعَثَهُ فَجَعَلَ يَقُولُ: ((جَاءَ عَلِيٌّ؟)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتْ: فَجَاءَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، فَلَمَّا أَنْ جَاءَ عَرَفْنَا أَنَّ لَهُ إِلَيْهِ حَاجَةً، فَخَرَجْنَا مِنَ الْبَيْتِ، وَكُنَّا عُدْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ، فَكُنْتُ فِي آخِرِ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْبَيْتِ، ثُمَّ جَلَسْتُ أَدْنَاهُنَّ مِنَ الْبَابِ، فَأَكَبَّ عَلَيْهِ عَلِيٌّ، فَكَانَ آخِرَ النَّاسِ بِهِ عَهْدًا، جَعَلَ يُسَارُّهُ، وَيُنَاجِيهِ

تخريج الحديث ضعیف: مغیرہ راوی مدلس کے سماع کی صراحت نہیں۔ مسند أبي يعلى: 6968، المعجم الكبير للطبراني: 375/23، رقم: 887، وهو في الكبرى: 8487.

ترجمة الحديث ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ اس ذات کی قسم جس پر ام سلمہ قسم اُٹھاتی ہے بے شک رسول اللہ ﷺ کو لوگوں میں سے زیادہ قریب عہد وزمانہ ملاقات کے لحاظ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ جب وہ صبح ہوئی جس دن رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلانے کے لیے بندہ بھیجا اور میرے خیال میں آپ نے اس کو کسی کام کے لیے بھیجا تھا سو آپ ﷺ نے یہ کہنا شروع کیا: علی آئے ہیں۔ یہ بات آپ نے تین مرتبہ دہرائی پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ سورج طلوع ہونے سے پہلے آئے تو جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے ہم سمجھ گئے کہ آپ کو ان سے کوئی ضروری کام ہے اس لیے ہم گھر سے باہر نکل گئے اور ہم نے اس دن سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آپ کی عیادت کی تھی اور میں گھر سے نکلنے والے لوگوں کے آخر میں تھیں پھر میں ان سب سے زیادہ دروازے کے قریب بیٹھ گئی تو علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ پر جھک گئے اس لیے علی رضی اللہ عنہ لوگوں میں سے سب سے آخر میں آپ ﷺ سے واقفیت وملاقات والے تھے، آپ ﷺ نے (سب سے آخر میں) ان کو راز کی باتیں بیان فرمائیں اور سرگوشیاں کیں۔

شرح الحديث یہ دونوں حدیثیں ضعیف ہونے کے ساتھ اُن احادیث صحیحہ کے بھی خلاف ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بوقت وفات اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے دیکھیں: صحیح البخاری، حدیث نمبر 1389 وغیرہ۔

ذِكْرُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((عَلِيٌّ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيلِ الْقُرْآنِ كَمَا قَاتَلْتُ عَلَى تَنْزِيلِهِ))

رسول اللہ ﷺ کے اس قول کا ذکر کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ لوگوں کے خلاف اس لیے جہاد کریں گے کہ وہ قرآنِ مجید کی غلط تاویل کریں گے جیسا کہ میں نے لوگوں کے خلاف اس لیے جہاد کیا کہ وہ قرآن کے منزل من اللہ ہونے کا انکار کررہے تھے

[**156**]...... أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ، وَاللَّفْظُ لَهُ، عَنْ جَرِيرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا نَنْتَظِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ إِلَيْنَا قَدِ انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِهِ، فَرَمَى بِهَا إِلَى عَلِيٍّ فَقَالَ: ((إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيلِ الْقُرْآنِ كَمَا قَاتَلْتُ عَلَى تَنْزِيلِهِ)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَ عُمَرُ: أَنَا قَالَ: ((لَا، وَلَكِنْ صَاحِبُ النَّعْلِ))

تخریج الحدیث حسن: اعمش کی متابعت فطر بن خلیفہ اور عبد الملک بن ابی غنیۃ وغیرہ نے کی ہے۔ مسند أحمد: 33/3، رقم: 11289، مسند أبي يعلى: 1086، صحيح ابن حبان: 6937، شرح مشكل الآثار للطحاوي: 4058، المستدرك للحاكم: 122/3-123، رقم: 4621، وهو في الكبرى: 8488.

ترجمة الحدیث سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں آپ ﷺ ہمارے پاس آ پہنچے جبکہ آپ کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ گیا تھا، آپ نے وہ جوتی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف پھینکی پھر آپ نے فرمایا: کے بے شک تم میں سے ایک شخص ایسا ہے جو لوگوں کے خلاف اس لیے جہاد کرے گا کہ وہ لوگ قرآن کی غلط تاویل کریں گے جیسا کہ میں نے لوگوں کے خلاف اس لیے جہاد کیا کہ وہ قرآنِ مجید کے منزل من اللہ ہونے کا انکار کر رہے تھے یہ سن کر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ میں ہوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ میں ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ وہ جوتا سینے والا ہے۔

شرح الحدیث قتال علی تأویل القرآن سے مراد خوارج کے خلاف جہاد ہے جو کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے انجام دیا تھا "فجزاهم الله خيرا."

التَّرْغِيبُ فِي نُصْرَةِ عَلِيٍّ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مدد کے رغبت دلانے کا بیان

[157]...... أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ فِي الرَّحْبَةِ أَنْشُدُ بِاللّٰهِ مَنْ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ يَقُولُ: ((اللّٰهُ وَلِيِّي، وَأَنَا وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ، وَمَنْ كُنْتُ وَلِيَّهُ، فَهٰذَا وَلِيُّهُ، اللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ، وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ)) فَقَالَ سَعِيدٌ: ((قَامَ إِلَى جَنْبِي سِتَّةٌ)) وَقَالَ حَارِثَةُ بْنُ مُضَرِّبٍ: ((قَامَ عِنْدِي سِتَّةٌ)) وَقَالَ زَيْدُ بْنُ يُثَيْعٍ: ((قَامَ عِنْدِي سِتَّةٌ)) وَقَالَ عَمْرٌو ذُو مُرٍّ: ((أَحِبَّ مَنْ أَحَبَّهُ، وَأَبْغِضْ مَنْ أَبْغَضَهُ))

تخريج الحديث حسن: الشريعة للآجرى: 1541-1542، فضائل الصحابة لأحمد: 1021، 1022، وقد تقدّم برقم: 98، وهو فى الكبرى: 8489.

ترجمة الحديث سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے صحن مسجد میں فرمایا: میں قسم دینے کے ساتھ ہر اس شخص کو اللہ کا واسطہ دیتے ہوئے پوچھتا ہوں جس نے غدیر خم کے دن رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ''کہ اللہ تعالیٰ میرا دوست ہے، اور میں مومنوں کا دوست ہوں، اور جس کا میں دوست ہوں تو یہ (بھی) ان کا دوست ہے، یا اللہ جو علی کو دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ اور جو علی کو دشمن رکھے تو اس کو دشمن رکھ اور جو اس کی مدد کرے تو اس کی مدد کر۔'' سو سعید (بن وہب راوی حدیث) نے فرمایا: میرے پہلو میں چھ آدمی کھڑے ہوئے، اور حارث بن مضرب (راوی حدیث) نے کہا: میرے پاس سے چھ لوگ کھڑے ہوئے، اور زید بن یثیع نے کہا: میرے پاس سے چھ آدمی کھڑے ہوئے، اور عمرو ذو مرّ نے کہا: (کہ آپ نے فرمایا) (یا اللہ) تو ان سے محبت فرما جو سیدنا علی سے محبت کرے اور ان سے بغض رکھ جو سیدنا علی سے بغض رکھے۔

شرح الحديث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ کے رسول کی دوستی کا دعویٰ کرے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھے وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہے، اور سیدنا علی سے محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کا ذریعہ ہے اسی طرح آپ کی نصرت اللہ تعالیٰ کی نصرت کے حصول کا ذریعہ ہے اور آپ سے دشمنی اللہ تعالیٰ کی دشمنی کو دعوت دینا ہے۔

ذِكْرُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((عَمَّارٌ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ))

رسول اللہ ﷺ کے اس قول کا ذکر کہ ''سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو باغی گروہ قتل کرے گا

[**158**]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ خَالِدًا يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَمَّارٍ: ((تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ)) قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: خَالَفَهُ أَبُو دَاوُدَ فَقَالَ: عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ خَالِدٍ، عَنِ الْحَسَنِ

تخريج الحديث صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل ......، حديث: 2916 [7322]، مسند أحمد: 311/6، رقم: 26650، المعجم الكبير للطبراني: 369/23، رقم: 874، شرح السنة للبغوي:3952، من طريق شعبة بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8490.

ترجمة الحديث ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: کہ ان کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابوداؤد نے غندر کی مخالفت کی ہے اس نے فرمایا: عن شعبۃ عن خالد عن الحسن یعنی اس نے اس کو روایت کیا ہے شعبہ سے اس نے خالد سے اور خالد نے حسن سے جبکہ غندر نے اس کو روایت کیا ہے شعبہ سے اس نے خالد سے اور خالد نے سعید بن ابی الحسن سے۔

[**159**]...... أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، وَخَالِدٌ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَمَّارٍ: ((تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ)) قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْحَسَنِ

تخريج الحديث **صحيح**: مسند أحمد: 300/6، رقم: 26563، مسند الطيالسي: 1703، مسند ابن الجعد: 1175، معجم ابن الأعرابي: 2131، من طريق شعبة بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8491.

ترجمة الحديث ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تمھیں باغی گروہ قتل کرے گا۔'' امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور بلاشبہ ابن عون نے (بھی) اس حدیث کو حسن سے روایت کی ہے۔

[**160**]...... أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنِ

الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: ((لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْخَنْدَقِ، وَهُوَ يُعَاطِيهِمُ اللَّبِنَ، وَقَدِ اغْبَرَّ شَعْرُ صَدْرِهِ)) قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ مَا نَسِيتُهُ، وَهُوَ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ)) قَالَتْ: وَجَاءَ عَمَّارٌ فَقَالَ: ((ابْنَ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ))

تخريج الحديث صحيح: مسند أبي يعلى: 7025 ب، من طريق يزيد بن زريع بهذا الإسناد، صحيح مسلم: 2916/73 [7324]، مسند أحمد: 289/6، رقم: 26482، مسند إسحاق بن راهويه: 1877، من طريق آخر عن ابن عون به، وهو في الكبرى: 8492.

ترجمة الحديث ام المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ جب جنگ خندق کا دن ہوا تو اللہ کی قسم میں اس دن کو نہیں بھولی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن لوگوں کو کچی اینٹیں اٹھا اٹھا کر دیتے رہے اور آپ کے سینے کے بال گرد آلود ہو گئے تھے اور آپ فرماتے رہے: (یا اللہ! بے شک حقیقی اور دائمی) بہتری تو آخرت کی بہتری ہے' پس تو انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اور (اس دوران) سیدنا عمار رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے (ان سے) فرمایا: ''اے سمیہ کے بیٹے! تمھیں باغی گروہ قتل کرے گا۔''

[**161**]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ الْحَسَنِ: قَالَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ أُمُّ سَلَمَةَ: مَا نَسِيتُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، وَهُوَ يُعَاطِيهِمُ اللَّبِنَ، وَقَدِ اغْبَرَّ شَعْرُهُ وَهُوَ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَةِ، فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ)). وَجَاءَ عَمَّارٌ فَقَالَ: ((يَا ابْنَ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ))

تخريج الحديث صحيح: مسند أبي يعلى: 1645، من طريق خالد بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8493.

ترجمة الحديث ام المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ میں نہیں بھولی خندق کے دن کو جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن لوگوں کو کچی اینٹیں اٹھا اٹھا کر دیتے رہے اور آپ کے بال گرد آلود ہو گئے تھے اور آپ فرماتے رہے: ''یا اللہ! یقیناً (حقیقی ودائمی) بہتری تو آخرت کی بہتری ہے''پس تو انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔'' (ام المومنین فرماتی ہیں) اور (اس دوران) سیدنا عمار رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے (ان سے) فرمایا: ''اے سمیہ کے بیٹے تمھیں باغی گروہ قتل کرے گا۔''

[162]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ خَالِدٍ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنْ أَبِی سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَمَّارٍ: ((تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ))

تخريج الحديث **صحيح**: مسند أحمد: 22/3، رقم: 11166، حلية الأولياء: 7-197، من طريق محمد بن جعفر بهذا الإسناد، صحيح البخارى: 447، 2812، من طريق عكرمة به، وهو فى الكبرى: 8494.

ترجمة الحديث سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تمھیں باغی گروہ قتل کرے گا۔''

[163]...... أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ أَبِی مَسْلَمَةَ ، عَنْ أَبِی نَضْرَةَ ، عَنْ أَبِی سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِی مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّی أَبُو قَتَادَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لِعَمَّارٍ بُؤْسًا لَكَ يَا ابْنَ سُمَيَّةَ-وَمَسَحَ الْغُبَارَ عَنْ رَأْسِهِ-تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ))

تخريج الحديث صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل ......، حديث: 2915 [7320]، مسند أحمد: 306/5، رقم: 22610، الآحاد والمثانى لابن أبى عاصم: 1870، السنن الكبرى للبيهقى: 189/8، رقم: 16789، من طريق شعبة بهذا الإسناد، وهو فى الكبرى: 8495.

ترجمة الحديث سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیان کیا ہے مجھے اس شخص نے جو مجھ سے بہتر ہیں یعنی ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: (اس حال میں کہ آپ اس کے سر سے گرد وغبار کو ہٹا رہے تھے۔) آپ کی زحمت اور تکلیف کس قدر سخت وعظیم ہے اے سمیہ کے بیٹے! تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

[164]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ مَسْعُودٍ ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ خُوَيْلِدٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ مُعَاوِيَةَ ، فَأَتَاهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِی رَأْسِ عَمَّارٍ يَقُولُ:كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا:((أَنَا قَتَلْتُهُ)) فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو: لِيَطِبْ بِهِ

أَحَدُكُمَا نَفْسًا لِصَاحِبِهِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ)).
قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: خَالَفَهُ شُعْبَةُ فَقَالَ: عَنِ الْعَوَّامِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ سُوَيْدٍ

تخريج الحديث صحيح: مسند أحمد: 164/2، رقم: 6538، مصنف ابن أبي شيبة: 547/7، رقم: 37845، الشريعة للآجرى: 1975، طبقات ابن سعد: 253/3، من طريق العوام بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8496.

ترجمة الحديث حنظلہ بن خویلد فرماتے ہیں کہ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا اتنے میں دو آدمی سیدنا عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ کے سر کے بارے میں لڑتے ہوئے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، ان میں سے ہر ایک کہہ رہا تھا کہ میں نے اس کو قتل کیا تو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چاہیے کہ تم دونوں میں سے ہر ایک اپنے دوسرے ساتھی کے لیے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے قتل پر دل سے راضی ہو جائے (یہ بات آپ نے ان کے مذاق اُڑاتے ہوئے کہی) کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شعبہ نے یزید کی مخالفت کی ہے کیونکہ اس نے اس حدیث کو نقل کیا ہے العوام سے اس نے (بنو شیبان کے) ایک آدمی سے اور اس نے حنظلہ بن سوید سے (جبکہ یزید نے اس حدیث کو العوام سے نقل کیا ہے اس نے اسود بن مسعود سے اس نے حنظلہ بن خویلد سے۔)

[**165**]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي شَيْبَانَ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: جِيءَ بِرَأْسِ عَمَّارٍ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ))

تخريج الحديث صحيح: سند میں رجل سے مراد ''اسود بن مسعود'' ہے۔ جیسا کہ سابقہ حدیث میں ہے۔ التاريخ الكبير للبخاري: 39/3 تعليقاً، حلية الأولياء لأبي نعيم: 198/7، من طريق شعبة بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8497.

ترجمة الحديث حنظلہ بن سوید کہتا ہے کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے سر کو لایا گیا تو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ان (عمار رضی اللہ عنہ) کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

[**166**]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ،

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ)).
قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: خَالَفَهُ أَبُو مُعَاوِيَةَ، فَرَوَاهُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ

تخريج الحديث **صحيح لغيره**: مسند ابن أبی شيبة كما فی إتحاف الخيرة للبوصيری: 7386، مسند أبی يعلى كما فی المطالب العالية: 4420، من طريق الأعمش بهذا الإسناد، وهو فی الكبرى: 8498.

ترجمة الحديث سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابومعاویہ نے جریر کی مخالفت کی ہے کیونکہ ابومعاویہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اعمش سے اس نے عبدالرحمٰن بن زیاد سے اور عبدالرحمٰن ابن زیاد نے عبداللہ بن الحارث سے۔ (جبکہ جریر نے عبدالرحمٰن اور عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے درمیان عبد اللہ بن الحارث کا واسطہ ذکر نہیں کیا ہے اور عبدالرحمٰن کو بدون النسبۃ ذکر کیا ہے۔)

[**167**]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو: نَحْوَهُ خَالَفَهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ فَقَالَ: عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ

تخريج الحديث **صحيح لغيره**: مسند أحمد: 161/2، رقم: 6499، مسند ابن أبی شيبة كما فی إتحاف الخيرة المهرة للبوصيری: 7386، طبقات ابن سعد: 253/3، من طريق الأعمش بهذا الإسناد، وهو فی الكبرى: 8499.

ترجمة الحديث عبداللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے گزشتہ بات کی طرح بات کی ہے۔ (یعنی گزشتہ حدیث کی طرح حدیث بیان کی ہے۔) امام نسائی فرماتے ہیں کہ سفیان ثوری نے ابومعاویہ کی مخالفت کی ہے کیونکہ سفیان نے اس کو نقل کیا ہے اعمش سے اور اعمش نے اس کو نقل کیا ہے عبد الرحمٰن بن ابی زیاد سے (جبکہ ابومعاویہ نے اس کو اعمش سے نقل کیا ہے اور اعمش نے عبدالرحمٰن بن زیاد سے نقل کیا ہے۔)

[**168**]...... أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ،

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِى زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: إِنِّى لَأُسَايِرُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو وَعَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَمُعَاوِيَةَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ عَمَّارًا)) فَقَالَ عَمْرٌو لِمُعَاوِيَةَ : ((أَتَسْمَعُ مَا يَقُولُ هٰذَا؟)) فَحَذَفَهُ قَالَ: ((نَحْنُ قَتَلْنَاهُ؟ إِنَّمَا قَتَلَهُ مَنْ جَاءَ بِهِ، لَا تَزَالُ دَاحِضًا فِى بَوْلِكَ))

تخريج الحديث **صحيح لغيره**: مسند أحمد: 206/2، رقم: 6926، مسند أبى يعلى: 7351، المعجم الكبير للطبرانى: 409/13، رقم: 14245، من طريق الأعمش بهذا الإسناد، وهو فى الكبرى: 8500.

ترجمة الحديث عبداللہ بن الحارث فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمرو، عمرو بن العاص اور معاویہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا اتنے میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرما رہے تھے کہ ''عمار رضی اللہ عنہ کو باغی گروہ قتل کرے گا یہ سن کر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا آپ سن رہے ہو وہ جو یہ شخص کہہ رہا ہے؟ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان [عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ] کو دھکا دیا اور کہا: کیا ہم نے ان کو قتل کیا ہے؟ بے شک ان کو اسی شخص نے قتل کیا ہے جو اس کو (جنگ صفین میں) لے کر آیا ہے۔ (تم نہیں جانتے تمھارا کوئی تجربہ نہیں) تم ہمیشہ (بچوں کی طرح) اپنے ہی پیشاب میں پھسل جاتے ہو۔

ذِكْرُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ ((تَمْرُقُ مَارِقَةٌ مِنَ النَّاسِ سَيَلِى قَتْلَهُمْ أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ))

نبی کریم ﷺ کے اس قول کا بیان: کہ لوگوں میں سے ایک فتنہ انگیز گروہ نکلے گا جس کے قتل کی ذمہ داری وہ گروہ سنبھالے گا جو دو گروہوں میں سے زیادہ حق کے قریب ہوگا

[**169**]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ، عَنْ أَبِى نَضْرَةَ، عَنْ أَبِى سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((تَمْرُقُ مَارِقَةٌ مِنَ النَّاسِ سَيَلِى قَتْلَهُمْ أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ))

تخريج الحديث صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، حديث: 1065/152 [2460]، المستخرج لأبى نعيم: 2381، من طريق محمد بن المثنى بهذا الإسناد، وهو فى الكبرى: 8501.

ترجمة الحديث سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ لوگوں میں

سے ایک فتنہ انگیز جماعت نکلے گی جن کے قتل کی ذمہ داری عنقریب وہ گروہ سنبھالے گا جو دو گروہوں میں سے زیادہ حق کے قریب ہوگا۔

[**170**]...... أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَتَكُونُ أُمَّتِي فِرْقَتَيْنِ، فَتَخْرُجُ مِنْ بَيْنِهِمَا مَارِقَةٌ يَلِي قَتْلَهَا أَوْلَاهُمَا بِالْحَقِّ))

تخريج الحديث صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، حديث: 1065/151 [2459]، مسند أحمد: 45/3، رقم: 11416، مسند أبي يعلى: 1036، المستخرج لأبي نعيم: 2380، من طريق أبي عوانة بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8502.

ترجمة الحديث سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میری اُمت دو گروہوں میں تقسیم ہو جائے گی پھر ان دونوں کے بیچ میں سے ایک فتنہ انگیز گروہ نکلے گا جن کے قتل کی ذمہ داری ان دو گروہوں میں سے وہ گروہ سنبھالے گا جو ان دونوں میں سے حق کے زیادہ قریب ہوگا۔

[**171**]...... أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَفْتَرِقُ أُمَّتِي فِرْقَتَيْنِ يَمْرُقُ بَيْنَهُمَا مَارِقَةٌ تَقْتُلُهُمْ أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ))

تخريج الحديث صحيح: مسند أحمد: 25/3، رقم: 11196، صحيح ابن حبان: 6735، مسند أبي يعلى: 1345، حلية الأولياء لأبي نعيم: 99/3، من طريق عوف بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8503.

ترجمة الحديث سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمت دو گروہوں میں تقسیم ہو جائے گی، ان دونوں کے بیچ میں سے ایک فتنہ انگیز (خوارج کا) گروہ نکلے گا جن کو ان دو گروہوں میں سے وہ گروہ قتل کرے گا جو حق کے زیادہ قریب ہوگا۔

[**172**]...... أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو الْغَيْلَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزٌ، عَنِ الْقَاسِمِ وَهُوَ ابْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((تَمْرُقُ مَارِقَةٌ عِنْدَ فِرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ تَقْتُلُهَا أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ))

تخريج الحديث صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، حديث: 1065/150 [2458]، سنن أبی داود: 4667، مسند أحمد: 48/3، رقم: 11275، مسند الطيالسی: 2279، من طريق القاسم بن الفضل بهذا الإسناد، وهو فی الكبرى: 8504.

ترجمة الحديث سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں میں افتراق کے وقت ایک فتنہ انگیز جماعت نکلے گی جسے مسلمانوں کے دو گروہوں میں سے وہ گروہ قتل کرے گا جو حق کے زیادہ قریب ہوگا۔

[**173**]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِی قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ، عَنْ أَبِی سَعِيدٍ، عَنْ نَبِیِّ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ نَاسًا فِی أُمَّتِهِ يَخْرُجُونَ فِی فِرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ، سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، هُمْ مِنْ شَرِّ الْخَلْقِ أَوْ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ، تَقْتُلُهُمْ أَدْنَى الطَّائِفَتَيْنِ إِلَى الْحَقِّ قَالَ: وَقَالَ كَلِمَةً أُخْرَى قُلْتُ: بَيْنِی وَبَيْنَهُ مَا هِیَ؟ قَالَ: ((وَأَنْتُمْ قَتَلْتُمُوهُمْ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ))

تخريج الحديث صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، حديث: 1065/149 [2457]، مسند أحمد: 5/3، رقم: 11018، صحيح ابن حبان: 6740، المستخرج لأبی نعيم: 2378، من طريق سليمان التيمی بهذا الإسناد، وهو فی الكبرى: 8505.

ترجمة الحديث سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنی اُمت میں کچھ ایسے لوگوں کا ذکر کیا جو لوگوں (یعنی مسلمانوں) کے افتراق کے وقت نکلیں گے ان کی نشانی سر منڈوانا ہے، وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے وہ بدترین لوگوں میں سے ہیں یا فرمایا وہ بدترین لوگ ہیں، ان کو مسلمانوں کے دو گروہوں میں سے وہ گروہ قتل کرے گا جو حق کے زیادہ قریب ہوگا، ابونضرہ فرماتے ہیں کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ایک اور بات کہی، میں کہتا ہوں کہ میرے اور اس کے علم میں ہے کہ وہ کیا بات تھی، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اور تم نے ان لوگوں (خوارج) کو قتل کیا اے عراق والو!

[**174**]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلِ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَاضِرُ بْنُ الْمُوَرِّعِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَجْلَحُ، عَنْ حَبِيبٍ، أَنَّهُ سَمِعَ الضَّحَّاكَ الْمَشْرِقِیَّ، يُحَدِّثُهُمْ وَمَعَهُمْ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَمَيْمُونُ بْنُ أَبِی شَبِيبٍ وَأَبُو الْبَخْتَرِیِّ وَأَبُو صَالِحٍ، وَذَرٌّ الْهَمْدَانِیُّ وَالْحَسَنُ

الْعُرَنِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَرْوِي عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي ((قَوْمٍ يَخْرُجُونَ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ، فَذَكَرَ مِنْ صَلَاتِهِمْ، وَزَكَاتِهِمْ، وَصَوْمِهِمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ الْقُرْآنُ تَرَاقِيَهُمْ يَخْرُجُونَ فِي فِرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ، يُقَاتِلُهُمْ أَقْرَبُ النَّاسِ إِلَى الْحَقِّ))

تخريج الحديث صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، حديث: 1065/153 [2461]، مسند أحمد: 82/3، رقم: 11779، مسند أبي يعلى: 1274، الإبانة لابن بطة: 42، المستخرج لأبي نعيم: 2382، من طريق حبيب بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8506.

ترجمة الحديث الضحاک المشرقی نے حبیب اور اس کے ساتھیوں کو بیان کیا کہ بے شک انھوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ سے ایسی قوم کے بارے میں روایت کرتے ہوئے سنا جو اس اُمت سے نکلے گی پس آپ نے ان کی نماز، زکوٰۃ اور روزہ کا ذکر کیا (اور فرمایا کہ) وہ لوگ اس طرح اسلام سے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے، قرآنِ مجید ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا، وہ لوگوں (مسلمانوں) کے افتراق کے وقت نکلیں گے (مسلمانوں کے دو گروہوں میں سے) وہ گروہ ان کے خلاف جہاد کرے گا جو حق کے زیادہ قریب ہوگا۔

ذِكْرُ مَا خُصَّ بِهِ عَلِيٌّ مِنْ قِتَالِ الْمَارِقِينَ

مارقین یعنی خوارج کے خلاف لڑنے کا بیان جس کے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خاص کیا گیا

[175]...... أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ، قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنا أَسْمَعُ، وَاللَّفْظُ لَهُ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ، وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اعْدِلْ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ؟! قَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ)) قَالَ عُمَرُ: ((ائْذَنْ لِي فِيهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ)) قَالَ: ((دَعْهُ، فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ، فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ

يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ، فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ، فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، وَهُوَ الْقِدْحُ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُذَذِهِ، فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ، آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ، أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ، يَخْرُجُونَ عَلَى خَيْرِ فِرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ)) [1] قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: ((فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ، وَأَنَا مَعَهُ، فَأَمَرَ بِذَلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَوُجِدَ، فَأُتِيَ بِهِ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِي نَعَتَ))

تخريج الحديث صحيح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الإسلام، حديث: 3610، صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، حديث: 1064/148 [2456]، سنن ابن ماجة: 169 مختصراً، مسند أحمد: 53/6، رقم: 11537، مصنف عبد الرزاق: 18649، من طريق الزهری وغيره بهذا الإسناد، وهو فی الكبرى: 8507.

ترجمة الحديث سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے جبکہ وہ کچھ تقسیم فرما رہے تھے اتنے میں آپ کے پاس ذوالخویصرہ آیا۔ اور وہ ایک آدمی تھا بنو تمیم میں سے۔ پس کہنے لگا: یا رسول اللہ! انصاف کیجیے، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو کون انصاف کرے گا؟ اگر میں انصاف نہ کروں تو یقیناً میں نامراد اور نقصان اٹھانے والا ہو جاؤں گا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس کے بارے میں مجھے اجازت دیں تا کہ میں اس کی گردن اُڑا دوں، آپ ﷺ نے فرمایا ''اسے چھوڑ دو اس لیے کہ اس کے کچھ ایسے ساتھی ہوں گے جن کی نماز اور روزوں کے مقابلہ میں تم میں سے ہر ایک اپنی نماز اور روزے کو حقیر سمجھے گا، یہ قرآن تو پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے گلے کی ہنسلیوں سے نیچے نہ اُترے گا، تیر کا شکار سے پار نکلنے کی طرح یہ لوگ اسلام سے نکلیں گے اس کے پھل کو دیکھا جائے گا تو اس پر کچھ بھی نہیں پایا جائے گا پھر اس کے پھل کو داخل کرنے کی جگہ بندھی ہوئی تانت کو دیکھا جائے گا تو اس پر بھی (خون کا) کچھ اثر نہیں ملے گا پھر اس کی لکڑی کو دیکھا جائے گا اس پر بھی کچھ نہیں پایا جائے گا پھر اس کے پر کو دیکھا جائے گا اس پر بھی کچھ نہیں پایا جائے گا، تیر گوبر اور خون سے تجاوز کر گیا ہے (لیکن اس پر لگا کچھ بھی نہیں) ان کی نشانی ایک سیاہ آدمی ہے، اس کا ایک

[1] یہاں عبارت تھی ((يَخْرُجُوْنَ عَلٰى خَيْرِ فِرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ)) جس کے مطابق ہم نے ترجمہ کیا لیکن صحیح مسلم میں ہے ((يَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ)) جس کا ترجمہ ہے: وہ لوگوں (یعنی مسلمانوں) کے باہمی اختلاف وافتراق کے وقت نکلیں گے۔

بازو عورت کے پستان کی طرح ہوگا یا گوشت کے ہلتے ہوئے ٹکڑے کی طرح، وہ لوگوں (مسلمانوں) کے بہترین گروہ کے خلاف خروج کریں گے، سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پس میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کیا جبکہ میں ان کے ساتھ تھا۔ تو انھوں نے اس آدمی کے تلاش کرنے کا حکم دیا پس وہ تلاش کیا گیا تو مل گیا پھر اس کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا حتی کہ میں نے اسے اس حالت وصفت پر پایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھی۔

[**176**]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى بْنِ بُهْلُولٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: وَحَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، وَذَكَرَ آخَرَ قَالُوا: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَالضَّحَّاكِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْسِمُ ذَاتَ يَوْمٍ قَسْمًا فَقَالَ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ التَّمِيمِيُّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اعْدِلْ. قَالَ: ((وَيْحَكَ وَمَنْ يَعْدِلْ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ؟!)) فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ: ((يَا رَسُولَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِي حَتَّى أَضْرِبَ عُنُقَهُ)) فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا، إِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْتَقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، حَتَّى إِنَّ أَحَدَهُمْ لَيَنْظُرُ إِلَى نَصْلِهِ، فَلَا يَجِدُ فِيهِ شَيْئًا، ثُمَّ يَنْظُرُ إِلَى رِصَافِهِ، فَلَا يَجِدُ فِيهِ شَيْئًا، ثُمَّ يَنْظُرُ إِلَى نَضِيِّهِ، فَلَا يَجِدُ فِيهِ شَيْئًا، ثُمَّ يَنْظُرُ إِلَى قُذَذِهِ، فَلَا يَجِدُ فِيهِ شَيْئًا سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ، يَخْرُجُونَ عَلَى خَيْرِ فِرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ، آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَدْعَجُ إِحْدَى يَدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ، أَوْ كَالْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ)) قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: ((أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَأَشْهَدُ أَنِّي كُنْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ حِينَ قَاتَلَهُمْ، فَأَرْسَلَ إِلَى الْقَتْلَى، فَأُتِيَ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ))

تخريج الحديث صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما جاء في قول الرجل ويلك، حديث: 6163، صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، حديث: 1064/148 [2456]، مسند أحمد: 65/3، رقم: 11621، مصنف ابن أبي شيبة: 562/7، رقم: 37932، صحيح ابن حبان: 6741، من طريق الزهري بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8508.

ترجمة الحديث سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ تقسیم کر رہے

تھے تو ذوالخویصرہ التمیمی نے کہا: یا رسول اللہ! انصاف کرو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا بیڑا غرق ہو! اگر میں انصاف نہ کروں تو کون انصاف کرے گا؟ یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں تاکہ میں اس کی گردن اڑا دوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، بے شک اس کے کچھ ساتھی ہوں گے جن کی نماز اور روزوں کے مقابلہ میں تم میں سے ہر ایک اپنی نماز اور روزے کو حقیر سمجھے گا، تیر شکار سے پار نکلنے کی طرح وہ لوگ دین سے نکلیں گے یہاں تک کہ تم میں سے کوئی شخص اس کے پھل کو دیکھے گا تو اس پر کچھ بھی نہیں پائے گا پھر اس کے پھل کو داخل کرنے کی جگہ بندھی ہوئی تانت کو دیکھے گا تو اس پر بھی کچھ نہیں پائے گا پھر اس کی لکڑی کو دیکھے گا تو اس پر بھی کچھ نہیں پائے گا پھر اس کے پر کو دیکھے گا تو اس پر بھی کچھ نہیں پائے گا، تیر گوبر اور خون سے تجاوز کر گیا (لیکن اس پر لگا کچھ بھی نہیں) وہ لوگوں میں سے بہترین فرقے کے خلاف خروج کریں گے، ان کی نشانی کالا آدمی ہے اس کے دو ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ عورت کے پستان یا گوشت کے ہلتے ہوئے ٹکڑے کی طرح ہوگا، سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں کہ البتہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب وہ ان کے خلاف لڑ رہے تھے، سو علی رضی اللہ عنہ نے کسی کو مقتولوں کی طرف بھیجا تو وہ لایا گیا اس حالت وصفت پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھی۔

[177]...... الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنا أَسْمَعُ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، أَنَّ الْحَرُورِيَّةَ، لَمَّا خَرَجَتْ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ❶ فَقَالُوا: ((لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ)) قَالَ عَلِيٌّ: ((كَلِمَةُ حَقٍّ أُرِيدَ بِهَا بَاطِلٌ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَصَفَ نَاسًا، إِنِّي لَأَعْرِفُ صِفَتَهُمْ فِي هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَقُولُونَ الْحَقَّ بِأَلْسِنَتِهِمْ لَا يَجُوزُ هٰذَا مِنْهُمْ، وَأَشَارَ إِلَى حَلْقِهِ مِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَيْهِ، مِنْهُمْ أَسْوَدُ إِحْدَى يَدَيْهِ طُبْيُ شَاةٍ أَوْ حَلَمَةُ ثَدْيٍ)) فَلَمَّا قَاتَلَهُمْ عَلِيٌّ ❷ قَالَ: انْظُرُوا فَنَظَرُوا، فَلَمْ يَجِدُوا شَيْئًا فَقَالَ: ((ارْجِعُوا وَاللّٰهِ مَا كَذَبْتُ،

❶ یہاں عبارت ہے ((أَنَّ الْحَرُوْرِيَّةَ لَمَّا خَرَجَتْ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ)) جس کا صحیح مطلب نہیں بنتا اس لیے ہم نے ترجمہ صحیح مسلم کی عبارت کے مطابق کیا ہے: وہاں عبارت یوں ہے: ((لَمَّا خَرَجَتِ الْحَرُوْرِيَّةُ وَهُوَ مَعَ عَلِيِّ رضی اللہ عنہ))

❷ اسی طرح یہاں عبارت ((فلمّا قَاتَلَهُمْ عَلِيٌّ)) جس کے مطابق ہم نے ترجمہ کر دیا ہے لیکن صحیح مسلم میں ((فَلَمَّا قَتَلَهُمْ عَلِيٌّ)) ہے جس کے مطابق ترجمہ بنتا ہے پھر جب علی رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کیا۔

وَلا كُذِبْتُ-مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاثًا-)) ثُمَّ وَجَدُوهُ فِي خَرِبَةٍ، فَأَتَوْا بِهِ حَتَّى وَضَعُوهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: ((أَنَا حَاضِرُ ذَلِكَ مِنْ أَمْرِهِمْ، وَقَوْلِ عَلِيٍّ فِيهِمْ))

تخریج الحدیث صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، حديث: 1066/157 [2468]، كتاب المحاربة من موطا ابن وهب: 64، السنّة لابن أبی عاصم: 928، صحيح ابن حبان: 6939، من طريق ابن وهب بهذا الإسناد، وهو فی الكبرى: 8509 .

ترجمة الحدیث عبید اللہ بن ابی رافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب حروریہ (فرقہ خوارج) نے خروج کیا (اور وہ عبید اللہ) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، تو انھوں نے کہا: ((لَا حُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ)) یعنی حکم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا نہیں یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (یہ) کلمہ حق ہے لیکن اس سے باطل کا ارادہ کیا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کی صفات بیان کیں، بے شک میں ان لوگوں میں ان صفات کو جانتا ہوں (یعنی دیکھ رہا ہوں) جو اپنی زبان سے حق بات کر رہے ہیں لیکن یہ حق ان کے یہاں سے نیچے نہیں اترتا (یہ بات کرتے ہوئے) آپ نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا۔ یہ لوگ اللہ کی مخلوق میں سے اس کے ہاں سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہیں، ان میں سے ایک سیاہ رنگ کا آدمی ہے جس کا ایک ہاتھ بکری کے تھن یا سر پستان کی طرح ہے، پھر جب علی رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی تو (جنگ ختم ہونے کے بعد) آپ نے فرمایا: اسے تلاش کرو، لوگوں نے تلاش کیا لیکن انھوں نے اس کو نہیں پایا آپ نے پھر حکم دیا (کہ جاؤ اور) اس کو تلاش کرو، اللہ کی قسم میں نے جھوٹ نہیں بولا اور نہ مجھے جھوٹ بتایا گیا ہے آپ نے یہ بات دو یا تین بار کہی پھر لوگوں نے اس کو ایک ویران جگہ میں پایا تو وہ اسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے یہاں تک کہ اس کو آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا، عبید اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ میں ان کے اس معاملے میں اور ان کے متعلق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بات کے وقت (وہاں) حاضر تھا۔

[**178**]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ نَفْسِي فَإِنَّ الْحَرْبَ خَدْعَةٌ، وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَخْرُجُ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ،

يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَإِنْ أَدْرَكْتَهُمْ فَاقْتُلْهُمْ، فَإِنْ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

تخريج الحديث صحيح البخارى، كتاب استتابة المرتدّين، باب قتل الخوارج والملحدين، حديث: 6930، صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، حديث: 1066/154، سنن أبى داود: 4767، سنن النسائى: 4107 مختصراً، مسند أحمد: 81/1، رقم: 616، مسند أبى يعلى: 261، من طريق الأعمش بهذا الإسناد، وهو فى الكبرى: 8510.

ترجمة الحديث سوید بن غفلہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کوفرماتے ہوئے سنا: کہ جب میں تم کو اپنی طرف سے کوئی بات کروں (تو ہوسکتا ہے کہ خلاف واقع کوئی بات کروں) کیونکہ بلاشبہ جنگ ایک چال کا نام ہے، اور جب میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کروں (تو میں کبھی بھی کوئی بات خلاف واقع نہیں کروں گا) کیونکہ البتہ میرا آسمان سے گرنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا کہ ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو نوخیز اور کم عقل لوگوں پر مشتمل ہوگی وہ لوگ مخلوق کی باتوں میں سے سب سے بہترین باتیں کریں گے جبکہ ان کا ایمان ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا وہ اس طرح دین سے نکلیں گے جس طرح تیر نشانہ بنائے گئے شکار سے پار نکل جاتا ہے سو اگر تو ان کو پائے تو ان کو قتل کرڈالو۔ اس لیے کہ قیامت کے دن ان کے قتل کرنے کی وجہ سے اجر ہے ان لوگوں کے لیے جنھوں نے ان کو (دنیا میں) قتل کیا۔

ذِكْرُ الِاخْتِلَافِ عَلَى أَبِي إِسْحَاقَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ

ابواسحاق رحمہ اللہ کے شاگردوں کا ان سے اس حدیث میں اختلاف نقل کرنے کا ذکر

[179]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، وَالْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ آخِرِ الزَّمَانِ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، قِتَالُهُمْ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ)) خَالَفَهُ يُوسُفُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، فَأَدْخَلَ بَيْنَ أَبِي إِسْحَاقَ وَبَيْنَ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ ثَرْوَانَ

تخريج الحديث ضعيف بهذا اللفظ: ابو اسحاق السبیعی راوی مدلس ہے اور اس کے سماع کی صراحت نہیں۔

مسند أحمد: 156/1، رقم: 1346، السنة لابن أبی عاصم: 911، السنّة لعبد الله بن أحمد: 1479، مسند البزّار: 567، من طریق أبی إسحاق بهذا الإسناد، وهو فی الکبری: 8511.

ترجمة الحديث سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ آخری زمانہ میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کریم کی تلاوت کریں گے جبکہ وہ (قرآن) ان کے گلے سے نیچے نہیں اُترے گا اور وہ اس طرح دین سے نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے ان کے خلاف لڑنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ یوسف بن ابی اسحاق نے اسرائیل کی مخالفت کی ہے پس انھوں نے ابواسحاق اور سوید بن غفلہ کے درمیان ابوقیس عبد الرحمٰن بن ثروان الاودی کا واسطہ ذکر کیا ہے (جبکہ اسرائیل نے ان دونوں کے درمیان کوئی واسطہ ذکر نہیں کیا)

[**180**]...... أَخْبَرَنِی زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ الْأَوْدِيِّ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَقْرَءُ ونَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، قِتَالُهُمْ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ))

تخريج الحديث ضعیف بهذا اللفظ: ابواسحاق السبیعی مدلس کی تصریح بالسماع ثابت نہیں ہے۔ السنّة لعبد الله بن أحمد: 1490، مسند البزار: 566، الکامل لابن عدی: 385/1، من طریق أبی کریب بهذا الإسناد، وهو فی الکبری: 8512.

ترجمة الحديث سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ آخری زمانہ میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن مجید کی تلاوت کریں گے جبکہ وہ قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اُترے گا وہ اس طرح دین سے نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے، ان کے خلاف لڑنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

سِيمَاهُمْ

خوارج کی خاص نشانی

[**181**]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَكَّارٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ طَارِقِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ عَلِيٍّ إِلَى الْخَوَارِجِ، فَقَتَلَهُمْ ثُمَّ قَالَ: انْظُرُوا، فَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّهُ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ يَتَكَلَّمُونَ بِالْحَقِّ لَا

يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ ، يَخْرُجُونَ مِنَ الْحَقِّ كَمَا يَخْرُجُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ، فَسِيمَاهُمْ أَنَّ فِيهِمْ رَجُلًا أَسْوَدَ مُخْدَجَ الْيَدِ فِي يَدِهِ شَعَرَاتٌ سُودٌ ، إِنْ كَانَ هُوَ ، فَقَدْ قَتَلْتُمْ شَرَّ النَّاسِ ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَقَدْ قَتَلْتُمْ خَيْرَ النَّاسِ)) فَبَكَيْنَا ثُمَّ قَالَ: اطْلُبُوا ، فَطَلَبْنَا ، فَوَجَدْنَا الْمُخْدَجَ ، فَخَرَرْنَا سُجُودًا ، وَخَرَّ عَلِيٌّ مَعَنَا سَاجِدًا غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: يَتَكَلَّمُونَ بِكَلِمَةِ الْحَقِّ

تخريج الحديث ضعيف: طارق بن زیاد کوفی راوی مجہول ہے۔ مسند أحمد: 107/1 ، رقم: 848 ، وفضائل الصحابة له: 1224 ، مسند البزّار: 897 مختصراً ، تاريخ بغداد للخطيب: 371/9 ، تهذيب الكمال للمزي: 338/13-339 ، من طريق إسرائيل بهذا الإسناد ، وهو في الكبرى: 8513 .

ترجمة الحديث طارق بن زیاد فرماتے ہیں کہ ہم لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خوارج سے جنگ کرنے کے لیے نکلے سو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کیا اس کے بعد آپ نے فرمایا: (ناقص ہاتھ والے کالے آدمی کو) تلاش کرو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک شان یہ ہے کہ عنقریب کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو حق بولیں گے جبکہ وہ حق ان کے گلے سے نیچے نہیں اُترے گا وہ اس طرح حق (دین اسلام) نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے، سو خاص نشانی اُن کی یہ ہے کہ بے شک ان میں ایک آدمی ہے جس کا رنگ سیاہ ہے، اور جس کا ہاتھ ناقص ہے، اس کے ہاتھ پر سیاہ رنگ کے بال ہیں (تم نے جس کو قتل کیا) اگر وہ وہی ہے تو یقیناً تم نے لوگوں میں سے ایک بدترین شخص کو قتل کیا اور اگر تمھارا قتل کردہ شخص وہ نہیں ہے تو یقیناً تم نے لوگوں میں ایک بہترین شخص کو قتل کیا یہ سن کر ہم رونے لگے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (اس کو) تلاش کرو، سو ہم نے اس کو تلاش کیا تو وہ ناقص ہاتھ والا آدمی ہمیں مل گیا اس کو پانے کے بعد ہم سجدے میں گرے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ (بھی) ہمارے ساتھ سجدے میں گرے مگر یہ کہ انھوں نے فرمایا: ''وہ حق کی بات کریں گے۔''

[182]...... أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بَلْجٍ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمِ بْنِ بَلْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي سُلَيْمُ بْنُ بَلْجٍ ، أَنَّهُ كَانَ مَعَ عَلِيٍّ فِي النَّهْرَوَانِ قَالَ: ((كُنْتُ قَبْلَ ذَلِكَ أُصَارِعُ رَجُلًا عَلَى يَدِهِ شَيْءٌ)) فَقُلْتُ: مَا شَأْنُ يَدِكَ؟ قَالَ: ((أَكَلَهَا بَعِيرٌ ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّهْرَوَانِ ، وَقَتَلَ عَلِيٌّ الْحَرُورِيَّةَ ، فَجَزِعَ عَلِيٌّ مِنْ قَتْلِهِمْ حِينَ لَمْ يَجِدْ ذَا الثُّدَيِّ فَطَافَ ، حَتَّى وَجَدَهُ فِي سَاقِيَةٍ)) فَقَالَ: ((صَدَقَ اللَّهُ ، وَبَلَّغَ رَسُولُهُ)) وَقَالَ: ((وَفِي مَنْكِبَيْهِ ثَلَاثُ شَعَرَاتٍ فِي مِثْلِ حَلَمَةِ الثَّدْيِ))

تخريج الحديث ضعیف: سلیم بن بلج راوی مجہول ہے۔ تفرّد به المصنّف، وهو في الكبرى: 8514.

ترجمة الحديث ابوبلج یحیٰ بن سلیم بن بلج کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد سلیم بن بلج نے خبر دی کہ بلاشبہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جنگ نہروان میں وہ (سلیم) فرماتے ہیں کہ میں اس جنگ سے پہلے ایک ایسے شخص سے کشتی لڑا کرتا تھا جس کے ہاتھ پر کوئی چیز تھی تو میں نے اس سے کہا: آپ کے ہاتھ کو کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا: اسے اونٹ نے چبا لیا ہے پھر جب جنگ نہروان کا دن ہوا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حروریہ جماعت نامی لوگوں (یعنی خوارج) کو قتل کیا تو علی رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے قتل سے اس وقت پریشان ہوگئے جب انھوں نے (اُن میں) عورت کی پستان کی طرح ہاتھ والے شخص کو نہیں پایا پھر آپ رضی اللہ عنہ نے چکر لگایا یہاں تک کہ اس شخص کو ایک نالے میں پایا تو فرمایا: اللہ نے سچ فرمایا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے (حق وسچ) پہنچایا اور فرمایا: کہ اس کے کندھوں پر پستان کے سرے کی طرح تین بال تھے۔

ثَوَابُ مَنْ قَاتَلَهُمْ

خوارج کے خلاف لڑنے والوں کے ثواب کا بیان

[183]...... أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ الْجَرْمِيُّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عَلِيٍّ جَالِسًا إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابُ السَّفَرِ قَالَ: وَعَلِيٌّ يُكَلِّمُ النَّاسَ، وَيُكَلِّمُونَهُ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ((أَتَأْذَنُ أَنْ أَتَكَلَّمَ؟ فَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهِ، وَشَغَلَهُ مَا هُوَ فِيهِ، فَجَلَسْتُ إِلَى الرَّجُلِ، فَسَأَلْتُهُ مَا خَبَرُكَ؟)) قَالَ: كُنْتُ مُعْتَمِرًا، فَلَقِيتُ عَائِشَةَ فَقَالَتْ لِي: ((هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ الَّذِينَ خَرَجُوا فِي أَرْضِكُمْ يُسَمَّونَ حَرُورِيَّةً؟)) قُلْتُ: خَرَجُوا فِي مَوْضِعٍ يُسَمَّى حَرُورَاءَ، فَسُمُّوا بِذَلِكَ، فَقَالَتْ: ((طُوبَى لِمَنْ شَهِدَ هَلَكَتَهُمْ، لَوْ شَاءَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ لَأَخْبَرَكُمْ خَبَرَهُمْ))، فَجِئْتُ أَسْأَلُهُ عَنْ خَبَرِهِمْ، فَلَمَّا فَرَغَ عَلِيٌّ قَالَ: ((أَيْنَ الْمُسْتَأْذِنُ؟)) فَقَصَّ عَلَيْهِ كَمَا قَصَّ عَلَيْنَا قَالَ: ((إِنِّي دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَيْسَ عِنْدَهُ أَحَدٌ غَيْرُ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ)) فَقَالَ لِي: ((كَيْفَ أَنْتَ يَا عَلِيُّ، وَقَوْمُ كَذَا وَكَذَا؟)) قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ وَقَالَ: ثُمَّ أَشَارَ بِيَدِهِ فَقَالَ: ((قَوْمٌ يَخْرُجُونَ مِنَ الْمَشْرِقِ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فِيهِمْ رَجُلٌ مُخْدَجٌ كَأَنَّ يَدَهُ ثَدْيٌ أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ أَخْبَرْتُكُمْ بِهِمْ؟))

قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: ((أُنَاشِدُكُمْ بِاللّٰهِ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّهُ فِيهِمْ؟)) قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: ((فَأَتَيْتُمُونِى، فَأَخْبَرْتُمُونِى أَنَّهُ لَيْسَ فِيهِمْ، فَحَلَفْتُ لَكُمْ بِاللّٰهِ أَنَّهُ فِيهِمْ، فَأَتَيْتُمُونِى بِهِ تَسْحَبُونَهُ كَمَا نَعَتَّ لَكُمْ؟)) قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: ((صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ))

تخريج الحديث حسن: مسند أحمد زوائد عبد اللّٰه: 160/1، رقم: 1379، السنّة لعبد اللّٰه ابن أحمد: 1483، مسند أبى يعلى: 472، شرح مشكل الآثار للطحاوى: 4063، السنّة لابن أبى عاصم: 913، من طريق عاصم بن كليب بهذا الإسناد، وهو فى الكبرى: 8515.

ترجمة الحديث ابوعاصم کلیب بن شہاب الجرمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتنے میں ایک شخص اندر آیا جبکہ اس نے سفر کے کپڑے پہنے ہوئے تھے،کلیب فرماتے ہیں کہ (وہ شخص اس حال میں اندر آیا) کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور لوگ آپس میں ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے سو اس نے کہا: اے امیر المومنین! کیا آپ مجھے بولنے کی اجازت دیں گے؟ تو علی رضی اللہ عنہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور ان کو اس چیز نے مشغول رکھا جس میں وہ تھے سو میں اس آدمی کے پاس بیٹھ گیا اور اس سے پوچھا: آپ کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا: میں عمرہ ادا کر رہا تھا تو میری ملاقات اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی انھوں نے مجھ سے کہا: کہ یہ لوگ جو تمھاری سرزمین پر پیدا ہوئے ہیں ان کو حروریہ کہا جاتا ہے (یہ کیوں؟) میں نے کہا: کہ وہ لوگ ایسی جگہ میں پیدا ہوئے ہیں جس کو حروراء کہا جاتا ہے اسی وجہ سے ان کو حَرُوْرِيَّہ کا نام دیا گیا۔ یہ سن کر انھوں نے فرمایا: کہ خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جو ان کو قتل کرنے کو حاضر ہوا، اگر علی بن ابی طالب چاہتے تو تمھیں ان کے بارے میں بتا دیتے،تو میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی خبر پوچھنے آیا ہوں، پھر جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ فارغ ہوئے تو فرمایا: کہ اجازت لینے والا شخص کہاں ہے؟ اس شخص نے جو کہانی ہمیں سنائی تھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی بیان کر دی سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ اُن کے پاس اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی اور نہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے علی! تیرا اور ایسی ایسی قوم کا کیا حال ہوگا؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں، اور انھوں نے فرمایا کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا: وہ ایسے لوگ ہیں جو مشرق سے نکلیں گے، قرآنِ کریم پڑھیں گے جبکہ وہ قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا، وہ اس طرح دین سے نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے، ان میں ایک ناقص ہاتھ والا آدمی ہوگا گویا کہ اس کا ہاتھ عورت کا پستان ہے، میں تم لوگوں سے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ (کیا)

میں نے تم کو ان کے بارے بتایا تھا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو قسم کے ساتھ اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ (کیا) میں نے تمھیں بتایا تھا کہ وہ شخص ان میں ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، پھر تم لوگوں نے میرے پاس آ کر کہا تھا: کہ وہ مذکورہ شخص ان میں نہیں ہے، میں نے تمہارے سامنے اللہ کی قسم اٹھا کر کہا تھا: کہ بلاشبہ وہ مذکورہ شخص ان میں ہے، پھر تم لوگ اس کو کھینچتے ہوئے میرے پاس لائے تھے اور اس میں وہ صفتیں تھیں جو میں نے تمھیں بتائی تھیں انھوں نے کہا: جی ہاں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔

[**184**]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدٍ وَهُوَ ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّهْرَوَانِ لَقِيَ الْخَوَارِجَ، فَلَمْ يَبْرَحُوا حَتَّى شُجِرُوا بِالرِّمَاحِ، فَقُتِلُوا جَمِيعًا قَالَ عَلِيٌّ: ((اطْلُبُوا ذَا الثُّدَيَّةِ)) فَطَلَبُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَقَالَ عَلِيٌّ: ((مَا كَذَبْتُ وَلَا كُذِبْتُ، اطْلُبُوهُ)) فَطَلَبُوهُ فَوَجَدُوهُ فِي وَهْدَةٍ مِنَ الْأَرْضِ عَلَيْهِ نَاسٌ مِنَ الْقَتْلَى، فَإِذَا رَجُلٌ عَلَى يَدِهِ مِثْلُ سَبَلَاتِ السِّنَّوْرِ، فَكَبَّرَ عَلِيٌّ وَالنَّاسُ، وَأَعْجَبَهُمْ ذَلِكَ.

تخريج الحديث **صحيح لغيره**: اس کا شاہد رقم: 177 پر گزر چکا ہے۔ مصنّف ابن أبی شیبة: 559/7، رقم: 37915، السنّة لعبد الله بن أحمد: 1496، ابن جریر الطبری کما فی فتح الباری: 297/12، وهو فی الکبری: 8516، وانظر الحدیث الآتی: 186.

ترجمة الحديث سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ جب جنگ نہروان کا دن ہوا تو آپ کا خوارج سے مقابلہ ہوا، پس وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے یہاں تک کہ نیزوں سے مارے گئے سوسارے قتل کر دیے گئے علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ پستان کی طرح ہاتھ والے کو تلاش کرو، لوگوں نے اس کو تلاش کیا لیکن نہیں پایا، پھر علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا اور نہ مجھے جھوٹ بتایا گیا، اس کو تلاش کرو، پھر لوگوں نے اس کو تلاش کیا تو اس کو ایک نشیبی زمین میں پایا، جبکہ اس پر کئی مردے پڑے ہوئے تھے، پس ناگہاں ایک مرد تھا جس کے ہاتھ پر بلی کی مونچھوں کی طرح بال تھے، یہ دیکھ کر علی رضی اللہ عنہ اور لوگوں نے تکبیر کہی، اور ان کو اس معاملہ نے تعجب میں ڈالا۔

[**185**]...... أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلِ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ قَيْسٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: خَطَبَنَا

عَلِيٌّ بِقَنْطَرَةِ الدَّيْزَجَانِ فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ ذُكِرَ لِي خَارِجَةٌ تَخْرُجُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، وَفِيهِمْ ذُو الثُّدَيَّةِ، فَقَاتِلْهُمْ فَقَالَتِ الْحَرُورِيَّةُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: ((لَا تُكَلِّمُوهُ، فَيَرُدَّكُمْ كَمَا رَدَّكُمْ يَوْمَ حَرُورَاءَ)) فَشَجَرَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِالرِّمَاحِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ: ((اقْطَعُوا الْعَوَالِيَ، وَالْعَوَالِي الرِّمَاحُ، فَدَارُوا وَاسْتَدَارُوا، وَقُتِلَ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، أَوْ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا)) فَقَالَ عَلِيٌّ: ((الْتَمِسُوا الْمُخْدَجَ، وَذَلِكَ فِي يَوْمٍ شَاتٍ)) فَقَالُوا: مَا نَقْدِرُ عَلَيْهِ، فَرَكِبَ عَلِيٌّ بَغْلَةَ النَّبِيِّ ﷺ الشَّهْبَاءَ، فَأَتَى وَهْدَةً مِنَ الْأَرْضِ فَقَالَ: ((الْتَمِسُوهُ فِي هَؤُلَاءِ)) فَأُخْرِجَ، فَقَالَ: مَا كَذَبْتُ، وَلَا كُذِبْتُ فَقَالَ: ((اعْمَلُوا وَلَا تَتَّكِلُوا، لَوْلَا أَنِّي أَخَافُ أَنْ تَتَّكِلُوا لَأَخْبَرْتُكُمْ بِمَا قَضَى اللَّهُ لَكُمْ عَلَى لِسَانِهِ، يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ، وَلَقَدْ شَهِدَنَا أُنَاسٌ بِالْيَمَنِ)) قَالُوا: كَيْفَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: ((كَانَ هَوَاهُمْ مَعَنَا))

تخريج الحديث **حسن صحيح**: مصنّف ابن أبی شيبة: 555/7، رقم: 37898، مسند البزّار: 580، من طريق الفضل بن دكين بهذا الإسناد، وهو فی الكبری: 8517.

ترجمة الحديث زید بن وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے دیزجان کے پل پر ہم سے خطاب کیا، سو آپ نے فرمایا: کہ بے شک میرے سامنے ایک ایسے خروج کرنے والے گروہ کا ذکر کیا گیا ہے جو مشرق سے نکلے گا اور ان میں پستان کی طرح ہاتھ والا آدمی ہوگا، تم ان کے خلاف لڑنا، یہ سن کر خوارج نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ ان سے بات نہ کرو کیونکہ یہ تم کو (جنگ سے) اس طرح پھیر دیں گے جس طرح انھوں نے تم کو حروراء کے دن (جنگ سے) پھیر دیا تھا۔ تو ان میں سے بعض نے بعض کو نیزوں سے مارنا شروع کیا (یعنی جنگ شروع ہوگئی) اس دوران سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ایک نے کہا: ان کو نیزوں سے مارو تو وہ اپنی پہلی جگہ لوٹ گئے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے بارہ یا تیرہ آدمی مارے گئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ناقص ہاتھ والا آدمی ڈھونڈو۔ اور یہ جنگ سخت سردی کے دن تھی۔ لوگوں نے کہا کہ ہم اس کو ڈھونڈنے پر قادر نہیں، یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید خچر پر سوار ہوئے اور ایک نشیبی زمین پر تشریف لے گئے پھر فرمایا: ان مردوں میں اس کو ڈھونڈو سو اس کو وہاں سے نکالا گیا یہ دیکھ کر علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہ میں نے جھوٹ بولا اور نہ مجھے جھوٹ بتایا گیا پھر آپ نے فرمایا: عمل کرو اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پر) بھروسہ کر کے اعمال

مت چھوڑ و اور اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ تم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پر) اعتماد کر کے اعمال چھوڑ بیٹھو گے تو میں تمھیں اس فیصلے کی خبر دیتا جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری فرمایا، اور بلاشبہ یمن کے لوگ بھی ہمارے ساتھ (اس جنگ میں) شریک ہوئے، لوگوں نے کہا: اے امیر المومنین! وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا: ان کی چاہت ہمارے ساتھ تھی۔

[**186**]...... أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ، أَنَّهُ كَانَ فِي الْجَيْشِ الَّذِينَ كَانُوا مَعَ عَلِيٍّ الَّذِينَ سَارُوا إِلَى الْخَوَارِجِ فَقَالَ عَلِيٌّ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: سَيَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَقْرَءُ ونَ الْقُرْآنَ، لَيْسَ قِرَاءَ تُكُمْ إِلَى قِرَاءَتِهِمْ شَيْئًا، وَلَا صَلَاتُكُمْ إِلَى صَلَاتِهِمْ شَيْئًا، وَلَا صِيَامُكُمْ إِلَى صِيَامِهِمْ شَيْئًا، يَقْرَءُ ونَ الْقُرْآنَ يَحْسَبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ، وَهُوَ عَلَيْهِمْ، لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَوْ تَعْلَمُونَ الْجَيْشَ الَّذِي يُصِيبُونَهُمْ❶ مَا قُضِيَ لَهُمْ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ ﷺ لَا تَّكَلُوا عَلَى الْعَمَلِ، وَآيَةُ ذَلِكَ أَنَّ فِيهِمْ رَجُلًا لَهُ عَضُدٌ، وَلَيْسَتْ لَهُ ذِرَاعٌ، عَلَى رَأْسِ عَضُدِهِ مِثْلُ حَلَمَةِ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ عَلَيْهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ، قَالَ سَلَمَةُ: فَنَزَّلَنِي زَيْدٌ مَنْزِلًا مَنْزِلًا حَتَّى مَرَرْنَا عَلَى قَنْطَرَةٍ، عَلَى الْخَوَارِجِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ الرَّاسِبِيُّ فَقَالَ لَهُمْ: ((أَلْقُوا الرِّمَاحَ، وَسُلُّوا سُيُوفَكُمْ مِنْ جُفُونِهَا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُنَاشِدُوكُمْ)) قَالَ: ((فَسَلُّوا السُّيُوفَ، وَأَلْقُوا جُفُونَهَا، وَشَجَرَهُمُ النَّاسُ يَعْنِي بِرِمَاحِهِمْ فَقُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، وَمَا أُصِيبُ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ إِلَّا رَجُلَانِ)) قَالَ عَلِيٌّ: ((الْتَمِسُوا فِيهِمُ الْمُخْدَجَ)) فَلَمْ يَجِدُوهُ، فَقَامَ عَلِيٌّ بِنَفْسِهِ حَتَّى أَتَى نَاسًا قَتْلَى بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ قَالَ: جَرِّدُوهُمْ، فَوَجَدُوهُ مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ، فَكَبَّرَ عَلِيٌّ وَقَالَ: صَدَقَ اللّٰهُ، وَبَلَّغَ رَسُوْلُهُ ﷺ، فَقَامَ إِلَيْهِ عَبِيدَةُ السَّلْمَانِيُّ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ((آللّٰهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ سَمِعْتَ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟)) قَالَ: ((إِي وَاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

❶ یہاں عبارت ہے: "لَوْ تعلمون الجیش الذی یحصیبونهم......" جو کہ سیاق و سباق کی مقتضی کے خلاف ہے اس لیے ہم نے ترجمہ اس عبارت کے مطابق کیا ہے جو کہ صحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث میں ہے وہاں عبارت یوں ہے: "لَوْیَعْلَمُ الْجَیْشُ الَّذِیْنَ یُصِیْبُوْهُم......"

لَسَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ،)) حَتَّى اسْتَحْلَفَهُ ثَلاثًا وَهُوَ يَحْلِفُ لَهُ .

تخريج الحديث صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، حديث: 1066/156 [2467]، سنن أبي داود: 4768، مسند أحمد زوائد عبد الله: 91/1، رقم: 706، مصنف عبد الرزاق: 18650، وهو في الكبرى: 8518.

ترجمة الحديث سلمہ بن کہیل فرماتے ہیں کہ بیان کیا ہمیں زید بن وہب رحمہ اللہ نے کہ وہ اس لشکر میں تھے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا یعنی جو خوارج کے خلاف لڑنے کے لیے نکلا تھا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: کہ عنقریب میری اُمت میں ایک ایسا گروہ پیدا ہوگا جو قرآن پڑھیں گے، جن کے قرآن پڑھنے کے مقابلہ میں تمھارا قرآن پڑھنا کچھ بھی نہ ہوگا اور جن کی نماز کے مقابلے میں تمھاری نماز کچھ بھی نہ ہوگی اور جن کے روزے کے مقابلہ میں تمھارا روزہ کچھ بھی نہ ہوگا، وہ قرآن کی تلاوت اس گمان سے کریں گے کہ وہ ان کے فائدہ میں ہے حالانکہ وہ اُن کے ضرر میں ہوگا، ان کی نماز ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گی، وہ لوگ اس طرح اسلام سے نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے اگر ان لوگوں کو جو انہیں قتل کریں گے معلوم ہوجائے وہ چیز جس کا ان کے لیے ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی فیصلہ کیا گیا ہے تو وہ ضرور اسی عمل پر بھروسہ کر کے دوسرے نیک اعمال چھوڑ بیٹھیں گے، ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک ایسا آدمی ہے جس کا بازو ہوگا اور انگلیوں کے سروں سے لے کر کہنی تک اس کا ہاتھ نہ ہوگا، اس کے بازو کے سر پر عورت کے پستان کے سرے کی طرح نرم ابھرا ہوا گوشت ہوگا جس پر کچھ سفید بال ہوں گے، سلمہ بن کہیل فرماتے ہیں کہ زید بن وہب نے مجھے اس سفر کی ایک ایک جگہ کے متعلق بتایا (اور فرمایا) یہاں تک کہ ہم (دیزجان) پل پر سے گزرے (تو اس دن) خوارج کا حاکم عبداللہ بن وہب الراسبی تھا اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: کہ (ان پر) نیزیں برساؤ اور اپنی تلواریں میانوں سے کھینچ لو، کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں تمھیں (حرورا کے دن کی طرح) قسم نہ دلائے، (زید بن وہب) فرماتے ہیں: چنانچہ انھوں نے تلواروں کو میانوں سے نکال لیا اور اس کی میانوں کو پھینک دیا اور لوگوں (یعنی مسلمانوں) نے ان کو نیزوں سے نشانہ بنایا تو وہ خوارج ایک دوسرے کے اوپر قتل کیے گئے اور مسلمانوں میں سے اس دن صرف دو آدمی شہید ہوئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان میں ناقص ہاتھ والے آدمی کو تلاش کرو، سو لوگوں نے اس کو نہیں پایا، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ خود کھڑے ہوئے یہاں تک کہ کچھ ایسے مقتول لوگوں کے پاس آئے جو ایک دوسرے کے اوپر پڑے ہوئے تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کو ایک

دوسرے سے الگ کر دو جب انھوں نے ان کو ایک ایک دوسرے سے الگ کیا تو اس کو [سب کے نیچے] زمین پر پایا یہ دیکھ کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی، اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا، اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے (وہ سچ) پہنچایا پھر عبیدہ السلمانی آپ کی طرف اٹھ کر آئے اور کہنے لگے: اے امیر المومنین! آپ کو اللہ کی قسم ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں کہ کیا آپ نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ضرور میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، یہاں تک کہ انھوں نے انہیں تین بار قسم دلائی اور وہ (تینوں بار) قسم کھاتے رہے۔

[**187**]...... أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبِيْدَةَ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: لَوْلَا أَنْ تَبْطَرُوا لَأَنْبَأْتُكُمْ مَا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ يَقْتُلُونَهُمْ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقُلْتُ: آنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ))

تخريج الحديث صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، حديث: 1066/155 [2466]، سنن أبي داود: 4763، سنن ابن ماجه: 167، مسند أحمد: 155/1، رقم: 1332، وفضائل الصحابة له زوائد عبد الله: 1046، من طريق محمد بن سيرين بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8519.

ترجمة الحديث عبیدہ السلمانی فرماتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم فخر نہ کرتے تو میں تمہیں اس اجر وثواب کے بارے میں ضرور خبر دیتا جس کا اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ان کو قتل کرنے والوں کے لیے وعدہ فرمایا ہے تو میں نے کہا: کیا آپ نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، ربّ کعبہ کی قسم، ہاں ربّ کعبہ کی قسم، ہاں، ربّ کعبہ کی قسم۔

[**188**]...... أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَوْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ: قَالَ عَبِيْدَةُ السَّلْمَانِيُّ لَمَّا كَانَ حَيْثُ أُصِيبَ أَصْحَابُ النَّهَرِ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: ((ابْتَغُوا فِيهِمْ، فَإِنَّهُمْ إِنْ كَانُوا هُمُ الْقَوْمَ الَّذِينَ ذَكَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَإِنَّ فِيهِمْ رَجُلًا مُخْدَجَ الْيَدِ، أَوْ مَثْدُونَ الْيَدِ، أَوْ مُوْدَنَ الْيَدِ)) فَابْتَغَيْنَاهُ، فَوَجَدْنَاهُ، فَدَلَلْنَاهُ عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَآهُ قَالَ: ((اللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ)) قَالَ: ((وَاللّٰهِ، لَوْلَا أَنْ

تَبْطُرُوا، ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا لَحَدَّثْتُكُمْ بِمَا قَضَى اللّٰه عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ لِمَنْ وَلِىَ قَتْلَ هَؤُلَاءِ)) قُلْتُ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: ((إِى وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، ثَلَاثًا))

تخريج الحديث صحيح: مسند البزار: 543، مسند أبي يعلى: 475، شرح مشكل الآثار للطحاوى: 4067، من طريق المعتمر بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8520، وانظر الحديث السابق.

ترجمة الحديث عبیدہ السلمانی فرماتے ہیں: کہ جب نہروان والے (خوارج) مارے گئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان میں (ناقص ہاتھ والے کو) تلاش کرو کیونکہ یہ اگر وہی لوگ ہوئے جن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تذکرہ کیا ہے تو بے شک ان میں ایک ناقص ہاتھ والا آدمی ہوگا، سو ہم نے اس کو تلاش کیا تو پالیا پھر ہم نے ان (علی رضی اللہ عنہ) کو اس کے بارے میں خبر دی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جب اس کو دیکھا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے، اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے، اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے [یعنی آپ نے تین بار تکبیر کہی]۔ اور فرمایا: اللہ کی قسم اگر مجھے تمہارے فخر کرنے کا خوف نہ ہوتا۔ پھر آپ نے ایک بات کی جس کا مطلب تھا۔ تو میں تمہیں ضرور اس اجر وثواب کے بارے میں خبر دیتا جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی ان کو قتل کرنے والے لوگوں کے لیے فیصلہ کیا ہے۔ میں نے کہا: کیا آپ نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ فرمایا: ہاں، ربّ کعبہ کی قسم۔

شرح الحديث امام نووی رحمہ اللہ نے (شرح صحیح مسلم میں) فرمایا ہے: کہ مخدج الید، مثدون الید اور مودن الید کا معنی ہے ناقص ہاتھ والا۔

[**189**]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَالِكٍ عَمْرُو وَهُوَ ابْنُ هَاشِمٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ وَهُوَ ابْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُولُ: أَنَا فَقَأْتُ، عَيْنَ الْفِتْنَةِ، وَلَوْلَا أَنَا مَا قُوتِلَ أَهْلُ النَّهْرَوَانِ، وَلَوْلَا أَنِّي أَخْشَى أَنْ تَتْرُكُوا الْعَمَلَ لَأَخْبَرْتُكُمْ بِالَّذِي قَضَى اللّٰه عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ لِمَنْ قَاتَلَهُمْ، مُبْصِرًا لِضَلَالَتِهِمْ، عَارِفًا بِالْهُدَى الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ

تخريج الحديث ضعیف: ابو مالک عمرو بن ہاشم راوی ضعیف ہے۔ اس کا متابع عیسیٰ بن زید بھی ثابت نہیں ہے۔

نیز دیکھیے علل دارقطنی: 23/4، السنّة لعبد الله بن أحمد: 1494، حلية الأولياء لأبي نعيم: 68/1، 186/4، تاريخ دمشق لابن عساكر: 474/42، من طريق إسماعيل بن أبي خالد بهذا الإسناد، وهو

فی الکبری: 8521، مصنف ابن أبی شيبة: 528/7، رقم: 37734، من طريق آخر عن المنهال بن عمرو مطوّلاً، وفيه شبه الانقطاع. والله أعلم!

ترجمة الحديث زر بن حبیش سے روایت ہے کہ انھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے میں نے فتنے کی آنکھ پھوڑ دی (یعنی فتنے کو جڑ سے ختم کر دیا) اور اگر (بوقت فتنہ) میں موجود نہ ہوتا تو نہروان والے خوارج کے خلاف جنگ نہ ہوتی، اور اگر میں اس بات سے نہ ڈرتا کہ تم لوگ (نیک) عمل چھوڑ دو گے تو ضرور میں تمھیں خبر دیتا اس اجر وثواب کے بارے میں جس کا اللہ تعالیٰ نے تمھارے نبی کی زبانی ان کے خلاف لڑنے والے کے لیے فیصلہ کیا ہے، جبکہ وہ ان کی گمراہی کو دیکھنے والا، اور جس ہدایت پر ہم ہیں اس کو پہچاننے والا ہو۔

ذِكْرُ مُنَاظَرَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ الْحَرُورِيَّةَ، وَاحْتِجَاجِهِ فِيمَا أَنْكَرُوهُ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا حروریہ نامی خارجیوں کے ساتھ مناظرہ کرنے، اور انھوں نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے جن کاموں کو ناپسند کیا تھا ان کاموں میں آپ کا ان پر دلیل قائم کرنے کا ذکر

[**190**]...... أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ ابْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو زُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: ((لَمَّا خَرَجَتِ الْحَرُورِيَّةُ اعْتَزَلُوا فِي دَارٍ، وَكَانُوا سِتَّةَ آلَافٍ)) فَقُلْتُ لِعَلِيٍّ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ((أَبْرِدْ بِالصَّلَاةِ، لَعَلِّي أُكَلِّمُ هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ)) قَالَ: ((إِنِّي أَخَافُهُمْ عَلَيْكَ)) قُلْتُ: كَلَّا، فَلَبِسْتُ، وَتَرَجَّلْتُ، وَدَخَلْتُ عَلَيْهِمْ فِي دَارٍ نِصْفَ النَّهَارِ، وَهُمْ يَأْكُلُونَ فَقَالُوا: ((مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، فَمَا جَاءَ بِكَ؟)) قُلْتُ لَهُمْ: أَتَيْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ الْمُهَاجِرِينَ، وَالْأَنْصَارِ، وَمِنْ عِنْدِ ابْنِ عَمِّ النَّبِيِّ ﷺ وَصِهْرِهِ، وَعَلَيْهِمْ نَزَلَ الْقُرْآنُ، فَهُمْ أَعْلَمُ بِتَأْوِيلِهِ مِنْكُمْ، وَلَيْسَ فِيكُمْ مِنْهُمْ أَحَدٌ، لِأُبَلِّغَكُمْ مَا يَقُولُونَ، وَأُبَلِّغَهُمْ مَا تَقُولُونَ، فَانْتَحَى لِي نَفَرٌ مِنْهُمْ قُلْتُ: هَاتُوا مَا نَقَمْتُمْ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَابْنِ عَمِّهِ قَالُوا: ((ثَلَاثٌ)) قُلْتُ: مَا هُنَّ؟ قَالَ: ((أَمَّا إِحْدَاهُنَّ، فَإِنَّهُ حَكَّمَ الرِّجَالَ فِي أَمْرِ اللّٰهِ))

وَقَالَ اللّٰهُ: ﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ﴾ [الأنعام: 57] مَا شَأْنُ الرِّجَالِ وَالْحُكْمِ؟ قُلْتُ: هَذِهِ وَاحِدَةٌ قَالُوْا: وَأَمَّا الثَّانِيَةُ، فَإِنَّهُ قَاتَلَ، وَلَمْ يَسْبِ، وَلَمْ يَغْنَمْ، إِنْ كَانُوا كُفَّارًا لَقَدْ حَلَّ سِبَاهُمْ، وَلَئِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ مَا حَلَّ سِبَاهُمْ وَلَا قِتَالُهُمْ قُلْتُ: هَذِهِ ثِنْتَانِ، فَمَا الثَّالِثَةُ؟ وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا قَالُوا: مَحَى نَفْسَهُ مِنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَهُوَ أَمِيرُ الْكَافِرِينَ قُلْتُ: هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ غَيْرُ هَذَا؟ قَالُوا: ((حَسْبُنَا هَذَا)) قُلْتُ: لَهُمْ أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ قَرَأْتُ عَلَيْكُمْ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ جَلَّ ثَنَاؤُهُ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ (ﷺ) مَا يَرُدُّ قَوْلَكُمْ أَتَرْجِعُونَ؟ قَالُوا: ((نَعَمْ)) قُلْتُ: أَمَّا قَوْلُكُمْ: ((حَكَّمَ الرِّجَالَ فِي أَمْرِ اللّٰهِ، فَإِنِّي أَقْرَأُ عَلَيْكُمْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ أَنْ قَدْ صَيَّرَ اللّٰهُ حُكْمَهُ إِلَى الرِّجَالِ فِي ثَمَنِ رُبْعِ دِرْهَمٍ، فَأَمَرَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنْ يَحْكُمُوا فِيهِ)) أَرَأَيْتَ قَوْلَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ، وَأَنْتُمْ حُرُمٌ، وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ﴾ [المائدة: 95] وَكَانَ مِنْ حُكْمِ اللّٰهِ أَنَّهُ صَيَّرَهُ إِلَى الرِّجَالِ يَحْكُمُونَ فِيهِ، وَلَوْ شَاءَ لَحَكَمَ فِيهِ، فَجَازَ فِيْهِ حُكْمُ الرِّجَالِ، أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ، أَحُكْمُ الرِّجَالِ فِي صَلَاحِ ذَاتِ الْبَيِّنِ، وَحَقْنِ دِمَائِهِمْ أَفْضَلُ أَوْ فِي أَرْنَبٍ؟ قَالُوا: بَلَى، هَذَا أَفْضَلُ وَفِي الْمَرْأَةِ وَزَوْجِهَا: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا﴾ [النساء: 35] فَنَشَدْتُكُمْ بِاللّٰهِ حُكْمُ الرِّجَالِ فِي صَلَاحِ ذَاتِ بَيْنِهِمْ، وَحَقْنِ دِمَائِهِمْ أَفْضَلُ مِنْ حُكْمِهِمْ فِي بُضْعِ امْرَأَةٍ؟ خَرَجْتُ مِنْ هَذِهِ؟ قَالُوا: نَعَمْ قُلْتُ: وَأَمَّا قَوْلُكُمْ قَاتَلَ وَلَمْ يَسْبِ، وَلَمْ يَغْنَمْ، أَفَتَسْبُونَ أُمَّكُمْ عَائِشَةَ، تَسْتَحِلُّونَ مِنْهَا مَا تَسْتَحِلُّونَ مِنْ غَيْرِهَا وَهِيَ أُمُّكُمْ؟! فَإِنْ قُلْتُمْ: إِنَّا نَسْتَحِلُّ مِنْهَا مَا نَسْتَحِلُّ مِنْ غَيْرِهَا فَقَدْ كَفَرْتُمْ، وَإِنْ قُلْتُمْ: لَيْسَتْ بِأُمِّنَا فَقَدْ كَفَرْتُمْ: ﴿النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ [الأحزاب: 6] فَأَنْتُمْ بَيْنَ ضَلَالَتَيْنِ، فَأْتُوا مِنْهَا بِمَخْرَجٍ، أَفَخَرَجْتُ مِنْ هَذِهِ؟ قَالُوا: نَعَمْ، وَأَمَّا مَحَى نَفْسِهِ مِنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، فَأَنَا آتِيكُمْ بِمَا تَرْضَوْنَ. إن نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ صَالَحَ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ لِعَلِيٍّ: ((اكْتُبْ يَا عَلِيُّ: هَذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ)) قَالُوا: لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا قَاتَلْنَاكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((امْحُ يَا عَلِيُّ، اللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ

أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ، امْحُ يَا عَلِيُّ، وَاكْتُبْ: هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ)) وَاللّٰهِ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرٌ مِنْ عَلِيٍّ، وَقَدْ مَحَى نَفْسَهُ، وَلَمْ يَكُنْ مَحْوُهُ نَفْسَهُ ذٰلِكَ مَحَاهُ مِنَ النُّبُوَّةِ، أَخَرَجْتُ مِنْ هٰذِهِ؟ قَالُوا: ((نَعَمْ، فَرَجَعَ مِنْهُمْ أَلْفَانِ، وَخَرَجَ سَائِرُهُمْ، فَقُتِلُوا عَلَى ضَلَالَتِهِمْ، فَقَتَلَهُمُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ))

تخریج الحدیث حسن: سنن أبی داود، کتاب اللّباس، باب لباس الغلیظ، حدیث: 4037 مختصراً، مسند أحمد: 342/1، رقم: 3187 مختصراً، المستدرك للحاکم: 150/2، رقم: 2656، السنن الکبری للبیهقی: 179/8، رقم: 16740، وهو فی الکبری: 8522.

ترجمة الحدیث سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ جب حروریہ نامی خارجی لوگ پیدا ہوئے تو الگ سے ایک گھر میں جمع ہو گئے، اور وہ چھ ہزار آدمی تھے، سو میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المومنین! نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو، تاکہ میں اس قوم (یعنی خارجیوں) سے کچھ بات کروں، انھوں نے فرمایا: کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ آپ کو نقصان نہ پہنچائیں، میں نے کہا: وہ لوگ مجھے ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے، پھر میں نے (عمدہ) کپڑے پہنے اور کنگھی کی، اور ٹھیک دوپہر کے وقت جب سورج عین سر پر تھا ان کے پاس گھر میں گیا جبکہ وہ کھانا کھا رہے تھے، انھوں نے کہا: اے عباس کے بیٹے! خوش آمدید آپ کے لیے ہمارے پاس کشادگی ہے، کیسے آنا ہوا؟ میں نے ان سے کہا: میں تمھارے پاس نبی کریم ﷺ کے صحابہ انصار و مہاجرین اور آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی اور داماد کے پاس سے آیا ہوں، ان ہی (خوش نصیب) ہستیوں پر قرآن مجید نازل ہوا ہے تو وہ تم سے زیادہ قرآنِ مجید کی حقیقی مراد و مطلب کو جاننے والے ہیں، اور ان میں سے تمھارے درمیان کوئی آدمی بھی نہیں (تو میں آیا ہوں) تاکہ ان کی بات تم تک پہنچاؤں اور تمھاری بات ان تک پہنچاؤں، تو ان میں سے کچھ آدمی میرے سامنے آئے، میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور اس کے چچا زاد بھائی (امیر المومنین علی بن ابی طالب) رضی اللہ عنہ کے جن کاموں کو تم ناپسند کرتے ہو وہ (سامنے) لاؤ، انھوں نے کہا: تین کام ہیں، میں نے کہا: وہ تین کام کون سے ہیں؟ اُنھوں نے کہا: کہ ان تین میں سے پہلا کام تو یہ ہے کہ بے شک انھوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم میں مردوں کو فیصل و حَکَم بنایا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ ''حکم اللہ ہی کے لیے ہے''، لوگوں کا حکم اور فیصلہ سے کیا کام ہے؟ میں نے کہا: یہ پہلی بات ہوئی، اُنھوں نے کہا: دوسرا کام (جسے ہم پسند نہیں کرتے وہ) یہ ہے کہ بے شک انھوں نے جنگ کی جبکہ کسی کو اسیر نہیں بنایا اور مالِ غنیمت بھی حاصل نہیں کیا، اگر وہ کافر تھے تو

یقیناً ان کو اسیر بنانا جائز تھا اور اگر وہ مسلمان تھے تو پھر تو ان کو اسیر بنانا اور ان سے جنگ کرنا (دونوں) ناجائز تھے
میں نے کہا: یہ دو باتیں ہوئی، تیسری بات کون سی ہے؟ اور آپ نے ایک بات کہی جس کا مطلب تھا کہ انھوں نے کہا: کہ انھوں نے اپنے آپ سے امیر المومنین کا لقب مٹایا، پس اگر وہ مومنوں کا امیر نہیں تو کافروں کا امیر ہوگا، میں نے کہا: ان باتوں کے سوا تمھارے پاس کوئی اور بات ہے؟ انھوں نے کہا: یہ ہمارے لیے کافی ہے، میں نے ان سے کہا: خبر دو مجھے کہ اگر میں تم پر قرآن وسنت کا وہ حصہ پڑھوں جو تمھارے قول کو ردّ کر دے کیا تم (اپنی موجودہ موقف سے) رجوع کرو گے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، میں نے کہا: اے پر یہ قول تمھارا کہ علی رضی اللہ عنہ نے اللہ کے حکم میں مردوں کو حَکَم وفیصل بنایا، تو بلاشبہ میں تمھارے سامنے کتاب اللہ سے بیان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے چوتھائی درہم کی قیمت میں مردوں کو حَکَم وفیصل بنایا، سو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ مرد اس کے بارے میں فیصلہ کریں، کیا آپ نے دیکھا ہے اللہ تعالیٰ کا یہ قول: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! شکار کو مت قتل کرو اس حال میں کہ تم احرام والے ہو اور تم میں جو جان بوجھ کر اسے قتل کرے تو چوپاؤں میں سے اس کے مثل بدلہ ہے جو اس نے قتل کیا، جس کا فیصلہ تم میں سے دو انصاف والے کریں۔'' (دیکھو) یہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں سے تھا (لیکن) اللہ تعالیٰ نے اس کو مردوں کی طرف پھیر دیا ہے تاکہ وہ اس میں فیصلہ کریں، اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو خود اس میں فیصلہ کرتا، سو اس میں مردوں کا فیصلہ جائز ہوگیا، تو میں تمھیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا باہم صلح اور صفائی کے معاملات اور مسلمانوں کے خون کی حفاظت میں مردوں کا فیصلہ کرنا افضل ہے یا ایک خرگوش کے بارے میں (مردوں کا فیصلہ کرنا افضل ہے)؟ انھوں نے کہا: بلکہ یہ افضل ہے، اور اللہ تعالیٰ نے عورت اور اس کے شوہر کے بارے میں فرمایا: ''اور اگر ان دونوں کے درمیان مخالفت سے ڈرو تو ایک حَکَم وفیصل مرد کے گھر والوں سے اور ایک حکم وفیصل عورت کے گھر والوں سے مقرر کر کے بھیجو، اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کے درمیان موافقت پیدا کر دے گا۔'' سو میں تمھیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا باہم صلح وصفائی کے معاملات اور مسلمانوں کے خون کی حفاظت میں مردوں کا فیصلہ کرنا افضل ہے یا کسی عورت کے فرج کے بارے میں مردوں کا فیصلہ کرنا افضل ہے؟ کیا میں نے اس اعتراض کا جواب دے دیا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ میں نے کہا: اور رہا تمھارا یہ کہنا کہ علی رضی اللہ عنہ نے جنگ کی جبکہ نہ تو کسی کو قیدی بنایا اور نہ مالِ غنیمت حاصل کیا، تو کیا تم اپنی ماں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو قیدی بناؤ گے؟ اور (پھر) تم ان سے حلال جانو گے وہ چیزیں جو دوسری قیدی عورتوں سے تم حلال جانتے ہو حالانکہ وہ تمھاری ماں ہیں؟! اگر تم کہو گے: کہ بے شک ہم ان سے وہ چیزیں حلال جانیں گے جو دوسری

قیدی عورتوں سے حلال جانتے ہیں تو یقیناً تم کفر کرو گے اور اگر تم کہو گے کہ وہ ہماری ماں ہی نہیں تو بھی یقیناً تم کفر کرو گے۔''نبی علیہ السلام مومنوں کو ان کے جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔'' سو تم دو گمراہیوں میں گھرے ہوئے ہو، سو تم اس سے نکلنے کا کوئی راستہ تلاش کر کے لاؤ'' کیا میں اس اعتراض سے بھی نکل گیا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، اور رہا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اپنے نام سے امیر المومنین کا لفظ مٹانا تو میں تمھیں ایسا جواب دوں گا جس کو تم پسند کرو گے، بے شک اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن مشرکوں سے صلح فرمائی، تو آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے علی! لکھو کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح فرمائی'' انھوں نے کہا: کہ اگر ہمیں یقین ہوتا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو ہم آپ سے جنگ نہ کرتے، تو نبی علیہ السلام نے دو بار فرمایا: ''اے علی (رسول اللہ کا لفظ) مٹاؤ (ساتھ فرمایا) یا اللہ بے شک تو جانتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اور لکھو ''یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر عبداللہ کے بیٹے محمد نے صلح کی'' اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ سے بہتر ہیں جبکہ آپ نے اپنے نام سے (رسول اللہ کا لفظ) مٹا دیا، اور آپ کا اپنے نام سے (رسول اللہ کا لفظ) مٹانے نے آپ کو نبوت سے معزول نہیں کیا، کیا میں نے اس اعتراض کا بھی جواب دے دیا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، اس کے بعد ان میں سے دو ہزار آدمیوں نے رجوع کیا اور باقیوں نے خروج کیا، تو وہ اپنی گمراہی پر قتل کیے گئے، سو ان کو مہاجرین اور انصار نے قتل کیا۔

ذِكْرُ الْأَخْبَارِ الْمُؤَيِّدَةِ لِمَا تَقَدَّمَ وَصْفُهُ

ان احادیث کا ذکر جو تائید کرنے والی ہیں (بعض) ان باتوں کا جن کا بیان پہلے گزرا ہے

[191]...... أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ هَاشِمٍ الْجَنْبِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيٍّ: ((تَجْعَلُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ ابْنِ آكِلَةِ الْأَكْبَادِ حَكَمًا؟)) قَالَ: إِنِّي كُنْتُ كَاتِبَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ، فَكَتَبَ: ((هَذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ، وَسُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو)) فَقَالَ سُهَيْلٌ: ((لَوْ عَلِمْنَا أَنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ مَا قَاتَلْنَاهُ، امْحُهَا)) فَقُلْتُ: ((هُوَ وَاللّٰهِ رَسُولُ اللّٰهِ، وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُكَ، لَا، وَاللّٰهِ لَا أَمْحُهَا)) فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، ((أَرِنِي مَكَانَهَا فَأَرَيْتُهُ فَمَحَاهَا وَقَالَ: ((أَمَا إِنَّ لَكَ مِثْلَهَا، سَتَأْتِيهَا وَأَنْتَ مُضْطَرٌّ))

تخریج الحدیث ضعیف: ابن اسحاق مدلس کے سماع کی صراحت بیہقی میں ہے لیکن وہ سند ضعیف و منقطع ہے۔
تاريخ الطبرى: 2/634-636، من طريق ابن اسحاق عن بريدة بن سفيان عن محمد بن كعب بهذا الإسناد، دلائل النبوة للبيهقى: 4/147، من طريق ابن اسحاق بهذا الإسناد وليس فيه علقمة، وهو فى الكبرى: 8523.

ترجمة الحدیث علقمہ بن قیس فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: کہ کیا آپ اپنے اور آكلة الأكباد (جگر خور عورت) کے بیٹے کے درمیان حَکَم (فیصلہ کرنے والا) مقرر کریں گے؟ انھوں نے فرمایا: کہ بلاشبہ حدیبیہ کے دن میں رسول اللہ ﷺ کا کاتب تھا، تو آپ ﷺ نے یہ لکھنے کا حکم دیا کہ: یہ وہ صلح نامہ ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ کے رسول محمد ﷺ اور سہیل بن عمرو نے آپس میں صلح کی۔ تو سہیل نے کہا: اگر ہمیں یقین ہوتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو ہم ان سے جنگ نہ کرتے، اس کو مٹاؤ، میں نے کہا: اللہ کی قسم وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اگرچہ تیرا ناک خاک آلود ہو جائے، اللہ کی قسم! میں اس کو نہیں مٹاؤں گا، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ کو اس کی جگہ دکھا، سو میں نے آپ کو اس کی جگہ دکھائی، تو آپ ﷺ نے اس کو (یعنی ''رسول اللہ'' لفظ کو) مٹایا اور فرمایا: خبردار ہو! اس جیسا معاملہ آپ کو بھی پیش آنے والا ہے عنقریب آپ مجبور ہو کر وہی کام کریں گے (جو میں نے کیا یعنی آپ بھی اپنے نام سے ''امیر المومنین'' کا لفظ مٹائیں گے۔)

[**192**]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ: لَمَّا صَالَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَهْلَ الْحُدَيْبِيَةِ-وَقَالَ ابْنُ بَشَّارٍ:أَهْلَ مَكَّةَ-كَتَبَ عَلِيٌّ كِتَابًا بَيْنَهُمْ قَالَ: فَكَتَبَ : مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: ((لَا تَكْتُبْ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ، لَوْ كُنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ نُقَاتِلْكَ)) قَالَ: ((عَلِيٌّ امْحُهُ)) قَالَ: ((مَا أَنَا بِالَّذِي أَمْحَاهُ، فَمَحَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ، فَصَالَحَهُمْ عَلَى أَنْ يَدْخُلَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَا يَدْخُلُهَا إِلَّا بِجُلْبَانِ السِّلَاحِ)) فَسَأَلْتُهُ-قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ: فَسَأَلُوهُ-مَا جُلُبَانُ السِّلَاحِ؟ قَالَ: ((الْقِرَابُ بِمَا فِيهِ))

تخریج الحدیث صحيح البخارى، كتاب الصلح، باب كيف يكتب هذا ما صالح فلان بن فلان، حديث: 2698، صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب صلح الحديبيّة، حديث: 1783/91 [4630]، سنن أبى داود: 1832 مختصراً، مسند أحمد: 4/290، رقم: 18567، مسند أبى يعلى:

1713، من طريق محمد بن جعفر بهذا الإسناد، وهو في الكبرى: 8524.

ترجمة الحديث سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ والوں سے (یہ الفاظ محمد بن المثنیٰ کے ہیں)۔ اور محمد بن بشار فرماتے ہیں: کہ مکہ والوں سے۔ صلح کی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کے درمیان ایک صلح نامہ لکھا، سیدنا براء بن عازب فرماتے ہیں: کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھتے ہوئے) ''محمد رسول اللہ'' لکھا تو مشرکین نے کہا: ''محمد رسول اللہ'' مت لکھو، اگر تم اللہ تعالیٰ کے رسول ہوتے (اور ہم یہ مانتے) تو ہم تم سے جنگ ہی نہ کرتے یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! ''رسول اللہ'' کا لفظ مٹاؤ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ میں وہ شخص نہیں ہوں کہ اس (یعنی رسول اللہ کے لفظ) کو مٹاؤں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ہاتھ سے مٹایا، سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس بات پر صلح کی کہ (اگلے سال) آپ اور آپ کے ساتھی (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) تین دن تک مکہ میں آ کر رہیں گے اور ''جُلُبّانُ السلاح'' کے علاوہ کچھ بھی مکہ میں ساتھ نہیں لائیں گے۔'' تو میں نے ان سے پوچھا (یہ الفاظ محمد بن المثنیٰ کے ہیں) اور محمد بن بشار فرماتے ہیں کہ لوگوں نے ان سے پوچھا: جلبان السلاح کیا چیز ہے؟ انھوں نے کہا: جُلبان السلاح سے مراد چمڑے کا تھیلا ہے سمیت ان چیزوں کے جو اس کے اندر رکھی جاتی۔

شرح الحديث ابن الاثیر فرماتے ہیں: کہ [''جلبان السلاح'' چمڑے کا وہ تھیلا ہے] جس میں میان میں رکھی ہوئی تلوار رکھی جاتی ہے اور مسافر اس کے اندر اپنا کوڑا (چابک) اور ساز وسامان ڈالتا ہے۔ یعنی انھوں نے اس شرط پر صلح کی۔ کہ تم لوگ جب مکہ میں داخل ہو گے تو تمھاری تلواریں میانوں میں رکھی ہوئی چمڑے کے تھیلے میں پڑی ہوئی ہوگی۔

[193]...... أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ، فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ، حَتَّى قَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يُقِيمَ فِيهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوا: هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالُوا: لَا نُقِرُّ بِهَا، لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا مَنَعْنَاكَ بَيْتَهُ، وَلَكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لِعَلِيٍّ: ((امْحُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ)) قَالَ: ((وَاللّٰهِ لَا أَمْحُوكَ أَبَدًا، فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْكِتَابَ، وَلَيْسَ يُحْسِنُ يَكْتُبُ، فَكَتَبَ مَكَانَ

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحَمَّدًا، فَكَتَبَ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، لَا يَدْخُلُ مَكَّةَ سِلَاحٌ إِلَّا السَّيْفَ فِي الْقِرَابِ، وَأَنْ لَا يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍ إِنْ أَرَادَ أَنْ يَتْبَعَهُ، وَأَنْ لَا يَمْنَعَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ إِنْ أَرَادَ أَنْ يُقِيمَ)) فَلَمَّا دَخَلَهَا، وَمَضَى الْأَجَلُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوا: قُلْ لِصَاحِبِكَ فَلْيَخْرُجْ عَنَّا، فَقَدْ مَضَى الْأَجَلُ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَتَبِعَتْهُ ابْنَةُ حَمْزَةَ تُنَادِي يَا عَمُّ يَا عَمُّ فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ، فَأَخَذَ بِيَدِهَا فَقَالَ لِفَاطِمَةَ: ((دُونَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ)) فَحَمَلَتْهَا، فَاخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيٌّ، وَزِيدٌ، وَجَعْفَرٌ فَقَالَ عَلِيٌّ: ((أَنَا آخِذُهَا، وَهِيَ ابْنَةُ عَمِّي)) وَقَالَ جَعْفَرٌ: ((ابْنَةُ عَمِّي، وَخَالَتُهَا تَحْتِي)) وَقَالَ زَيْدٌ: ((ابْنَةُ أَخِي)) فَقَضَى بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِخَالَتِهَا وَقَالَ: ((الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ)) ثُمَّ قَالَ: لِعَلِيٍّ: ((أَنْتَ مِنِّي، وَأَنَا مِنْكَ)) وَقَالَ: لِجَعْفَرٍ ((أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي)) ثُمَّ قَالَ: لِزَيْدٍ: ((أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا)) فَقَالَ عَلِيٌّ: ((أَلَا تَتَزَوَّجُ ابْنَةَ حَمْزَةَ؟)) فَقَالَ: ((إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ .))

تخريج الحديث صحيح البخاری، كتاب الصلح، باب كيف يكتب هذا ما صالح فلان بن فلان، حديث: 2699، مسند أحمد: 298/4، رقم: 18635، سنن الدارمی: 2549، صحيح أبی عوانة: 6796، صحيح ابن حبان: 4873، من طريق إسرائيل بهذا الإسناد، وهو فی الكبرى: 8525.

ترجمة الحديث سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیقعدہ کے مہینے میں عمرہ کا احرام باندھا، لیکن مکہ والوں نے اس بات سے انکار کیا کہ وہ آپ کو چھوڑیں تا کہ آپ مکہ میں داخل ہوں (یعنی انھوں نے آپ کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیا) یہاں تک کہ آپ نے ان کے ساتھ اس بات پر صلح کی کہ (آئندہ سال) آپ مکہ میں تین دن قیام کریں گے پھر جب انھوں نے صلح نامہ لکھا تو اس میں لکھا کہ یہ وہ صلح نامہ جس پر ''محمد رسول اللہ'' صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی، مشرکین نے کہا: کہ ہم تو اسے نہیں مانتے، اگر ہمیں آپ کے رسول اللہ ہونے کا یقین ہوتا تو ہم آپ کو اس کے گھر (خانہ کعبہ) سے نہ روکتے، لیکن آپ صرف محمد بن عبد اللہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں رسول اللہ (بھی) ہوں اور میں محمد بن عبد اللہ (بھی) ہوں، آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''رسول اللہ'' کا لفظ مٹا دو، انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں آپ کو (یعنی آپ کے نام سے ''رسول اللہ'' لفظ کو) کبھی نہیں مٹاؤں گا یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود وہ صلح نامہ لیا حالانکہ آپ اچھی طرح نہیں لکھ سکتے تھے۔ سو آپ نے ''رسول اللہ'' کی جگہ محمد (بن عبد اللہ) لکھا اور لکھا کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد بن عبد اللہ نے صلح کی

کہ مکہ میں کوئی بھی اسلحہ داخل نہ ہوگا سوائے تلوار کے اس حال میں کہ وہ بھی میان میں رکھی ہوئی چمڑے کے تھیلے میں پڑی ہوگی، اور اگر مکہ کے باشندوں میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے چلنا چاہے تو اسے مکہ سے باہر نہیں لے کر جائیں گے اور اگر ان کے ساتھیوں میں کوئی شخص (مکہ میں) رہنا چاہے تو اسے نہیں روکیں گے پھر جب (آئندہ سال) آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اور (مکہ میں قیام کی) مقررہ مدت پوری ہوگئی تو اہل مکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ اپنے صاحب (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہہ دیں کہ اب وہ ہمارے پاس سے چلے جائیں اس لیے کہ مقررہ مدت پوری ہوچکی ہے، سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے نکلے اتنے میں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی چچا، چچا پکارتی ہوئی آئیں تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے ساتھ لے لیا، پھر انہیں ہاتھ سے پکڑ کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اپنی چچا زاد بہن کو بھی ساتھ لے لو، انھوں نے اس کو بھی اپنے ساتھ سوار کرلیا، پھر ان کی پرورش کے سلسلہ میں سیدنا علی، زید اور جعفر رضی اللہ عنہم کا جھگڑا ہوا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس کا لینے والا ہوں (یعنی میں اس کو مکہ سے لے کر آنے والا ہوں) اور یہ میری چچا زاد بہن (بھی) ہے، اور سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ میری چچا زاد بہن ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے، اور سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ میری بھتیجی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سب کے دلائل سن کر) ان کی خالہ کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا کہ ''خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے'' پھر آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم مجھ سے ہو اور میں تجھ سے ہوں''، اور سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم صورت اور اخلاق وعادات سب میں مجھ سے مشابہ ہو''، اور سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم ہمارے بھائی اور ہمارے مولیٰ (دوست، وآزادہ کردہ غلام) ہو، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سے شادی نہیں کریں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''بے شک وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہیں۔''

خَالَفَهُ يَحْيَى بْنُ آدَمَ، فَرَوَى آخِرَ هَذَا الْحَدِيثِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هَانِئٍ وَهُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيمٍ، عَنْ عَلِيٍّ

امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ یحییٰ بن آدم نے عبید اللہ بن موسیٰ کی مخالفت کی، سو انھوں نے اس حدیث کے آخری حصہ کو اسرائیل عن أبی إسحاق عن هانئ وهبيرة بن يريم عن علی کی سند سے روایت کیا ہے۔

شرح الحدیث اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں:

1. ...... کفار ومشرکین سے بوقت ضرورت موقت صلح جائز ہے۔

2 ...... کبھی کسی بڑے مقصد تک پہنچنے کے لیے انسان کو کمزور شرائط پر بھی صلح کر لینی چاہیے۔

3 ...... مسلمانوں کا کفار پر بڑا رعب تھا اس لیے شرط لگائی کہ جب تم مکہ میں آ ؤ گے تو تمھاری تلواریں میانوں میں رکھی ہوئی چمڑے کے تھیلے میں پڑی ہوں گی، اور تین دن سے زیادہ قیام بھی نہیں کرو گے۔

4 ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایفائے عہد کے بڑے پابند تھے، جوں ہی آپ کو یاد دہانی کرائی گئی تو اس کے بعد فوراً آپ مکہ سے نکل گئے۔

5 ...... اس حدیث سے سیدنا علی، جعفر اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت بھی ثابت ہو رہی ہے۔

6 ...... اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم "فاستبقوا الخيرات" پرعمل کرتے ہوئے نیک کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

7 ...... اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رضاعی بھائی کی بیٹی سے نکاح حرام ہے جیسا کہ نسبی بھائی کی بیٹی سے نکاح حرام ہے۔

8 ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بہترین قاضی تھے، کہ سب کو خوش کر دیا اور فیصلہ بھی حق پر کیا۔

9 ...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ عظیم لوگ تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ سنتے ہی سرتسلیم خم ہو جاتے تھے۔

10 ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہی دلیل تھا لیکن پھر بھی آپ نے خالہ کے حق میں فیصلہ کرنے کے بعد "الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ" کو اپنے فیصلہ کے لیے بطور دلیل پیش کیا، اس میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ قاضی کو چاہیے کہ فیصلہ دیتے وقت اپنے فیصلہ کی دلیل بھی ذکر کریں تا کہ فریقین مطمئن ہو جائیں۔

[**194**]...... أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ ، قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰ ـ وَهُوَ ابْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرائِيْلُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ هَانِئٍ بْنِ هَانِئٍ وَهُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيْمٍ عَنْ عَلِيٍّ : أَنَّهُمْ اخْتَصَمُوْا فِيْ ابْنَةِ حَمْزَةَ فَقَضٰى بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِخَالَتِهَا وَقَالَ : "إِنَّ الْخَالَةَ أُمٌّ" قُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! أَلَا تَزَوَّجُهَا؟ قَالَ : "إِنَّهَا لَاتَحِلُّ لِيْ ؛ إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ" وَقَالَ لِعَلِيٍّ: "أَنْتَ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْكَ " وَقَالَ لِزَيْدٍ: ((أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلَانَا)) وَقَالَ لِجَعْفَرٍ: ((أَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ)).

تخريج الحديث **صحيح لغيره**: مسند أحمد: 98/1، رقم: 770، مصنّف ابن أبى شيبة: 268/6، رقم: 32090، وهو فى الكبرى: 8526، وقد تقدّم برقم: 71، فانظره لزاماً.

ترجمة الحديث سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک انھوں نے (یعنی سیدنا علی، جعفر اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم نے) سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کی پرورش میں جھگڑا کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پرورش کا فیصلہ ان کی خالہ کے حق میں کیا اور فرمایا: کہ بے شک خالہ ماں (کی جگہ) ہوتی ہیں، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ اُن سے شادی نہیں کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک وہ میرے لیے حلال نہیں، بے شک وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہیں، اور آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم مجھ سے ہو اور میں تجھ سے ہوں، اور سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم ہمارے بھائی اور ہمارے مولا (دوست، آزاد کردہ غلام) ہو، اور سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم صورت اور اخلاق وعادات میں مجھ سے مشابہ ہو۔